306

ISLAMIC RESEARCH CENTRE
JAMIA SALAFIA, REORI TALAB
VARANASI INDIA

www.KitaboSunnat.com

قولِ فیصل

منکرینِ حدیث مدھوپور کے کتابچے: ایمان وعمل
ومخزنِ علم وبصیرت، کا مسکت جواب

مرتبہ

محمد طیّب مدنی

ناشر
ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ (النساء: ۱۱۳)

قولِ فیصل

منکرینِ حدیث مدھوپور کے کتابچے: ایمان وعمل
ومخزنِ علم وبصیرت کا مسکت جواب

مرتب
محمد طیّب مدنی

www.KitaboSunnat.com

ناشر
ادارۃ البحوث الاسلامیۃ، جامعہ سلفیہ، بنارس، الہند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلۂ اشاعت: (۳۰۳)

نام کتاب: قول فیصل

نام مؤلف: مولانا محمد طیب مدنی

ناشر: ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ بنارس

صفحات: ۱۲۷

تاریخ اشاعت اول: جمادی الآخرۃ ۱۴۱۸ھ = اکتوبر ۱۹۹۷ء

تعداد: ایک ہزار

طباعت: سلفیہ پریس، وارانسی

ملنے کے پتے

۱- مکتبہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، بنارس ۲۲۱۰۱۰

Maktaba Salafia, Reori Talab, Varanasi - 221010

۲- مکتبہ ترجمان، اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

Maktaba Tarjuman 4116, Urdu Bazar, Jama Masjid

Delhi - 110006

۳- جامعہ رحمانیہ، مدھوپور، ضلع دیو گھر، (بہار) - ۸۱۵۳۵۳

Jamia Rahmania, Madhu Pur, Distt. Deo Ghar, (Bihar) 815353

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

صفحہ	مضامین
۴	زیر نظر کتاب کے بارے میں
۵	پیش لفظ
۱۱	کیا قرآن میں سب کچھ ہے
۱۴	منصب نبوت اور اطاعت رسول
۲۴	اقسام وحی
۲۵	وحی کی پہلی قسم
۲۷	وحی کی دوسری قسم
۲۸	وحی کی تیسری قسم
۳۰	حدیث وحی الٰہی و منزل من اللہ ہے
۳۵	قرآن مجید اور لوح محفوظ دونوں الگ الگ کتابیں ہیں
۳۸	کیا قریش بت پرست تھے
۵۲	نماز کیسے پڑھیں
۶۹	تخلیق آدم اور قرآن مجید
۷۵	عین حقیقت
۹۴	روح اور عذاب قبر
۱۰۰	پہلا دور ــــ موت ہے
۱۰۱	دوسرا دور ــــ دنیوی زندگی
۱۰۲	تیسرا دور ــــ عالم برزخ
۱۱۸	چوتھا دور ــــ اخروی زندگی
۱۲۰	حرف آخر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیر نظر کتاب کے بارے میں

یہ کتاب "قول فیصل" اپنی تصویر خود پیش کرتی ہے، مولف کتاب جناب محمد طیب مدنی نے منکرین حدیث کے رد میں (ماشاء اللہ) یہ ایک اچھی کوشش کی ہے، انہوں نے منکرین حدیث (اہل قرآن) کی قابل اعتراض باتوں کو "اقتباس کے نام سے نقل کر کے "تفہیم" کے تحت جواب دینے کا اہتمام کیا ہے۔

کتاب پر ایک سرسری نظر ڈالنے کا مجھے موقع ملا اور بطور توضیح کچھ کلمات کا میں نے اضافہ بھی کیا، امید ہے کہ یہ کتاب (ان شاء اللہ العزیز) اپنے مقصد میں کامیاب ہوگی، اللہ تعالیٰ اسے گم گشتہ ہائے راہ کی ہدایت کے لئے ایک ذریعہ بنائے، نیز تمام دنیا کو اور خاص کر قصبہ مدھوپور کو ہر قسم کے فتنۂ انکار حدیث سے نجات دلائے۔

چونکہ حدیث نبوی بھی وحی کی ایک قسم ہے جسے وحی خفی یا وحی غیر متلو کہتے ہیں، لہذا عمدا اس کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، چنانچہ جو حضرات انکار حدیث کے مرض میں مبتلا ہو کر اپنا اسلام کھو چکے ہیں، انہیں ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ اس مرض کا اسلامی علاج کر لیں اور وہ علاج ہے توبہ اور صرف توبہ۔

اگر ایسے حضرات انکار حدیث سے رجوع و توبہ کر لیتے ہیں تو وہ اپنا کھویا ہوا اسلام پھر سے حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اپنی توبہ میں مخلص ہوں اور انکار حدیث سے توبہ کے سلسلے میں مخلص ہونے کی علامت صرف یہ ہوگی کہ جن ثابت شدہ احادیث سے انکار کیا گیا تھا ان پر پھر سے عمل کرنا شروع کر دیں اور ایک اچھے و پختہ مسلمان کی طرح کتاب و سنت ثابتہ ہر دونوں پر صدق دل سے عمل کرتے ہوئے اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش کرتے رہیں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو صحیح معنی میں توبہ کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، تمام مسلمانوں کو اپنے دین حنیف پر اپنے آخری نبی محمد ﷺ کی بتائی سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے اور اس پر ثابت قدم رکھے، آمین۔

اپنے بھٹکے ہوئے بھائیوں کا خیر اندیش

(محمد عطاء الرحمن مدنی)
صدر مجلس تحقیق علمی مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی امام الانبیاء والمرسلین ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین۔ وبعد

اسلام ایک مکمل دین، عالمی شریعت اور منزل من اللہ مذہب ہے جس کی بنیاد دو چیزوں پر رکھی گئی ہے، قرآن مجید اور اسوۂ رسول ﷺ۔ جس کے متعلق ارشاد باری ہے: وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی۔ (النجم) آپ اپنی خواہشِ نفس سے کچھ نہیں بولتے بلکہ اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے شارح اور مفسر ہیں۔ آپ کے قول و فعل کا نام حدیث ہے: وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم لعلھم یتفکرون۔ (النحل: ۴۴) ہم نے آپ پر ذکر (قرآن) کو اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ جو کچھ لوگوں کی طرف نازل ہوا ہے اس کو واضح کر دیں تاکہ وہ غور کریں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول کی اطاعت کی تاکید اس قدر آئی ہے کہ دونوں کے درمیان خط امتیاز کھینچنا مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت سے تعبیر کیا گیا ہے: ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (النساء: ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اس آیت سے صرف یہی نہیں معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کی اطاعت لازم و ملزوم ہے بلکہ اس بات کی بھی وضاحت ہو گئی کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت پر مقدم ہے اور اس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اس لئے کہ اللہ کی اطاعت اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت ممکن ہوگی جب رسول کی اطاعت پہلے سے موجود ہوگی کیونکہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک اللہ کے احکام و فرامین پہنچے ہیں۔اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوزیشن بالکل صاف ہوگئی اور آپ کی بعثت کا مقصد بھی واضح ہوگیا کہ رسول کی اطاعت بالکل حتمی و لازمی ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ اللہ کی عبادت ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس کی اطاعت۔

خیرالقرون سے اب تک امت مسلمہ کا قال اللہ وقال الرسول دونوں سے جسم و جان کا رشتہ رہا ہے۔عقیدہ وعمل کے اعتبار سے اس امت میں بہت سی گمراہیاں آئیں لیکن کتاب وسنّت کو اسلامی شریعت کے بنیادی مآخذ ماننے پر پوری امت متفق و متحد رہی اور مسلمانوں نے کتاب وسنّت کو اپنا مقصدِ حیات بنائے رکھا، ابتدائی صدیوں ہی میں ایک ایک اسوۂ رسول کو بے مثال تلاش وجستجو اور نہایت سخت معیار تحقیق پر پرکھ کر کتب احادیث کی شکل میں محفوظ کر لیا گیا جسے دنیائے تحقیق میں آج تک اس امت کا معجزہ قرار دیا جاتا رہا ہے۔

اٹھارہویں صدی کا آخری اور انیسویں صدی کا ابتدائی زمانہ تھا جب مغربی قوموں کا عالمی سیلاب ایک طوفان کی طرح اسلامی ممالک پر امنڈ آیا اور مسلمان ابھی نیم خفتہ اور نیم بیدار ہی تھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ طوفان مشرق سے مغرب تک تمام دنیائے اسلام پر چھا گیا۔انیسویں صدی کے نصف اخیر تک پہنچتے پہنچتے بیشتر مسلم قوم یورپ کا غلام بن چکی تھی اور جو غلام نہیں ہوئی تھی وہ مرعوب ومغلوب ضرور ہوگئی تھی۔ جب مغربی قومیں ملک وسلطنت کو وسیع وعریض کرنے میں کامیاب ہوگئیں تو مستشرقین نے علوم اسلامیہ کی طرف توجہ دیا۔بعض حدیثوں کے انکار کا آغاز شیعہ خوارج اور معتزلہ کے ذریعہ ہوچکا تھا لیکن پہلا وہ شخص جس نے بالکلیہ حجیت حدیث کے انکار کا اعلان کیا وہ جرمن کا ایک یہودی گولڈ زیہر (۱۸۵۰-۱۹۲۱) ہے، اس نے ۱۸۷۳ میں سوریہ کا سفر کیا، شیخ طاہر جزائری سے فیض یاب ہوا اور شیوخ ازہر سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔اس شخص نے بنام "دراسات اسلامیہ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۹۰ء میں جرمنی زبان میں حجیت حدیث کے خلاف ایک کتاب لکھی جس کے اندر حدیثِ رسول پر زبان دراز کیا۔

ادھر برصغیر (ہند و پاک) پر انگریزی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ مسلمان انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کر رہے تھے۔ انگریز جہاد کی حقیقت سے واقف تھے اس لئے مسلمانوں کے اندر انتشار پیدا کرنا ضروری سمجھا، چنانچہ انگریز کو ایسے شخص کی ضرورت ہوئی جو ان کی ترجمانی کرے اور جہاد کو حرام قرار دے۔ چنانچہ پنجاب سے دو شخص دستیاب ہو گئے، ایک غلام احمد قادیانی جس نے ۱۹۰۰ء میں نبوت کا دعویٰ کیا، دوسرا شخص غلام نبی عرف عبداللہ چکڑالوی جس نے ۱۹۰۲ء میں اہلِ قرآن کی بنیاد رکھی اور اعلان کیا کہ قرآن ایک مکمل کتاب ہے جس میں تمام چیزیں موجود ہیں اس لئے حدیث کی ضرورت نہیں۔ اس طرح یہ فتنہ ہندوستان پہنچ گیا۔

دوسری جنگِ عظیم کے موقع پر کلکتہ میں بمباری ہوئی، ڈرل فیل عبدالحمید نامی ایک شخص کانکی نارا، کلکتہ سے بھاگ کر مدھوپور آیا اور یہیں آباد ہو گیا۔ اس نے ہومیوپیتھک پریکٹس شروع کی (کانکی نارا میں کورٹ کا دلال تھا) یہ شخص انتہائی موقع شناس، شاطر اور لفاظ قسم کا تھا، کم علم اور لاشعور لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لینے کا اچھا ڈھنگ و ہنر حاصل تھا۔ انقلاب ۱۹۴۷ء سے قبل تک ڈاکٹر صاحب کے اچھے دن رہے۔ اس نے خصوصاً مارواڑی سماج اور شیعہ سوسائٹی میں پوری ہم آہنگی پیدا کر کے بڑے مزے کے دن بسر کئے لیکن انقلاب نے ڈاکٹر صاحب کا کھیل بھی بگاڑ دیا۔

آپ نے میخانے سے رُخ پھیر کر مسجد کی طرف کیا اور بقول آئے! اذا اصلی شہرا بدأ ینتظر الوحی۔ ایک مہینہ نماز پڑھ کر وحی کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ ان کے جذبۂ شہرت و نمود کی تسکین اور روزی روٹی کے انتظام کی سبیل پیدا ہو گئی۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتابیں "دو اسلام" و "دو قرآن" و "ایک اسلام" وغیرہ، حافظ اسلم جیراجپوری کی کتابیں "تعلیمات قرآنی" وغیرہ، غلام احمد پرویز کا رسالہ "طلوعِ اسلام" آریہ سماج کی اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف لکھی ہوئی کتابیں وغیرہ ہاتھ آ گئیں۔ جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام، قرآن، پیغمبر اسلام، تعلیمات نبوی، سلف صالحین امت اور بزرگان ملت کی دشمنی و عناد میں مشہور زمانہ ہیں ڈاکٹر صاحب کو اپنے حق میں نہایت مفید نظر آئیں۔

چنانچہ ان پر وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور ہومیو پیتھک کلینک (قرآنک ریسرچ سوسائٹی) میں تبدیل ہو گیا۔ آپ نے مذکورہ بالا مصنفین و کتب کے افکار و نظریات سے استفادہ کر کے کچھ اپنی طرف سے الٹا سیدھا معنی و مطلب لگا کر تفسیر قرآن بیان کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ انھوں نے اسلام، قرآن، پیغمبر اسلام، حدیث، ائمہ حدیث، ائمہ فقہ، سلف صالحین، بزرگان دین اور اساطین علم و دین کے خلاف سب وشتم، گالی گلوج، الزامات و افترآت کا ایسا طوفان برپا کیا کہ الامان والحفیظ۔ بڑے سے بڑا دشمن اسلام بھی اتنی گالیاں دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ بہرکیف ڈاکٹر صاحب نے غیر معمولی شور و شر سے جہلاء اور اوباشوں کی ایک مجلس جمالی اور باقاعدہ انکار حدیث کی تحریک شروع کر دی جس کی وجہ سے شہر مدھوپور و مضافات کی دینی، اعتقادی اور اخلاقی حالت کلیۃً تباہ ہو کر رہ گئی۔ اس فتنہ نے ۱۹۶۶ء میں جامع مسجد اہلحدیث مدھوپور پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اس طرح یہ فتنہ مدھوپور و مضافات میں ہاتھ پیر مارنے میں کامیاب ہو گیا۔

استاذی المحترم مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری حفظہ اللہ نے اجلاس عام میں شرکت کے لئے سیونی، مدھیہ پردیش کا سفر کیا۔ وہاں چند افراد نے حدیثِ رسول کے تعلق سے تشکیک کا اظہار کیا، استاذی المکرم نے ان کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا تو لوگ مطمئن ہو گئے۔ جامعہ سلفیہ بنارس واپس ہونے کے بعد رسالہ کی شکل میں بنام "انکارِ حدیث کیوں؟" شائع کیا۔ وہ رسالہ مدھوپور پہنچ گیا۔ مدھوپور سے استاذی المحترم کے پاس ایک مکتوب بنام "انکارِ حدیث کیوں!" پہنچا۔ اس کا جواب استاذی المحترم نے کتاب کی شکل میں بنام "انکارِ حدیث حق یا باطل" دیا جو مئی ۱۹۷۹ء میں طبع ہو کر منظرِ عام پر آگئی۔ اس کتاب کے بعد منکرینِ حدیث مدھوپور خاموش تھے۔ ابھی کچھ دنوں سے پھر اس فتنہ نے ریشہ دوانیاں شروع کر دی ہیں۔ "قرآنک ریسرچ سوسائٹی"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جانب سے ایک کتابچہ بنام "ایمان وعمل" منظرِ عام پر آیا جس کو دیکھنے کا اتفاق راقم کو ہوا۔ اس کتابچہ کو ابھی سرسری نظر سے دیکھ ہی رہا تھا کہ قرآنک ریسرچ سوسائٹی کی طرف سے دوسرا کتابچہ بنام "مخزنِ علم وبصیرت" شائع ہوا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مرتب نے حدیث دشمنی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور نام کے ساتھ خطیب مسجد اہلحدیث لکھا ہے۔ موصوف نے حدیث رسول کے انکار کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کا بھی انکار کیا ہے۔ راقم نے دونوں کتابچے "ایمان وعمل" اور "مخزنِ علم وبصیرت" کا بھرپور جائزہ لیا ہے اور ان کی ضلالت وجہالت کا پردہ چاک کیا ہے اور نورِ ہدایت قرآن مجید و اسوۂ رسول (احادیثِ مقدسہ) صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ان کے شکوک وشبہات کے ازالہ کی کوشش کی ہے، راقم نے پہلے اعتراض کو بعنوان "اقتباس" نقل کیا ہے اور اس کا ازالہ بعنوان "تفہیم" کیا ہے۔

اس پیش لفظ کے اختتام پر میں مولانا عطاء الرحمن مدنی صاحب اور مولانا محمد رئیس ندوی صاحب حفظہما اللہ کا شکر گزار ہوں جن کے مشورے اور اصلاحات سے کتاب کی معنویت میں اضافہ ہوا، اسی طرح مادرِ علمی جامعہ سلفیہ مرکزی دار العلوم کے ذمہ داران کا بھی شکر گزار ہوں جن کی توجہ اور عنایت سے یہ کتاب جامعہ کے ادارۃ البحوث الإسلامیۃ سے شائع ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ اس علمی کام میں تعاون کرنے والے تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور اس کتاب سے قارئین کو بیش از بیش فائدہ پہنچائے، انہ ولی التوفیق۔ ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وأنت خير الفاتحين وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا۔

محمد طیب مدنی

جامعہ رحمانیہ مدھوپر

۳۰/ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۶/اگست ۱۹۹۶ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا قرآن میں سب کچھ ہے؟

اقتباس دنیا والوں کو چیلنج ہے کہ اللہ کے رسول نے اپنے مخاطبین کو جو باتیں رسالت کے پلیٹ فارم سے سُنائی ہیں یا جو احکام خداوندی رسالت کے منصب سے جاری کئے گئے ہیں اللہ نے سب کو قرآن پاک کے اندر بے کم و کاست محفوظ کر دیا ہے، بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ (بروج)

تفہیم انکارِ حدیث کے لئے سب سے اہم اور بنیادی نکتہ یہ تلاش کیا گیا ہے کہ قرآن مجید میں ہر مسئلہ کی تفصیل موجود ہے اس لئے حدیث کی ضرورت نہیں۔ نبی کریمؐ کے کسی قول، فعل اور تقریر کی حیثیت تشریعی نہیں بلکہ رسول کی اطاعت ایک امیر اور حاکم کی طرح وقتی طور پر لازم تھی۔ اس لئے منکرینِ حدیث سے چند سوالات ہیں:-

★ قرآن مجید میں مردہ، خون، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور حرام قرار دیا گیا ہے اور بہیمۃ الانعام حلال کیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے بہیمۃ الانعام کی وضاحت ان جانوروں سے کی ہے: بکرا بکری، اونٹ، گائے، بیل، بھیڑ اور مینڈھا۔ لغت میں بھی بہیمۃ الانعام کی فہرست میں یہی جانور بتائے گئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے علاوہ بقیہ جانور حلال ہیں یا حرام؟ مثلاً کتا، بلی، گیدڑ، لومڑی، بھیڑیا، چیتا، شیر، تیندوا، بندر، ریچھ، ہرن، چیتل، سانبھر، بارہ سنگھا، چوہا، خرگوش، کوا، چیل، باز، شکرہ، کبوتر، مینا، فاختہ وغیرہ۔

★ قرآن مجید میں نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ کتنے وقت نماز پڑھی جائے؟ دو وقت، چار وقت، تین وقت، پانچ وقت یا اس سے کم یا زیادہ۔ نماز شروع کرنے کا کیا طریقہ ہے اور ختم کرنے کا کیا، نماز کی حالت میں کھڑے ہونے، رکوع کرنے اور سجدہ کرنے کا بھی ذکر ہے، اب سوال ہے کہ نماز میں پہلے کھڑے ہوں یا رکوع کریں، یا سجدہ کریں؟ کھڑے ہوں تو ہاتھ باندھ کر کھڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں یا لٹکا کر، ایک پاؤں پر کھڑے ہوں یا دونوں پاؤں پر۔ رکوع کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ ایک رکعت میں ایک ہی رکوع ہے یا زیادہ۔ سجدہ کب کیا جائے؟ سجدہ کے لئے سر کا کون سا حصّہ زمین پر رکھا جائے اور ہاتھ اس وقت کہاں ہوگا، ایک رکعت میں ایک ہی سجدہ ہے یا زیادہ؟ ایک وقت میں کُل کتنی رکعت پڑھی جائے۔ کیا ہر وقت کے لئے رکعات کی تعداد الگ الگ ہیں؟ یا ہر وقت میں رکعت کی تعداد ایک ہے۔

★ قرآن مجید میں زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے کی صورت میں سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کب کب ادا کی جائے، کیا زکوٰۃ روز روز دی جائے۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ، سال میں ایک دفعہ یا عمر بھر میں صرف ایک بار ادا کر دی جائے۔ پھر اس زکوٰۃ کی مقدار کیا ہے؟ یعنی غلّہ کتنا ہو تو زکوٰۃ دی جائے، سونا چاندی کی مقدار کیا ہو تو زکوٰۃ ادا کی جائے اور کس حساب سے دی جائے۔

★ قرآن مجید میں حج مستطیع پر فرض کیا گیا ہے۔ کیا حج ہر سال ادا کیا جائے؟ یا عمر میں ایک مرتبہ، کیا حج کے لئے احرام باندھنا ضروری ہے؟ احرام کس چیز کا نام ہے؟ احرام باندھنے کے لئے کیا کوئی مخصوص جگہ ہے، احرام باندھے تو کہاں سے باندھے، کیا تمام حجاج کرام ایک ہی جگہ سے احرام باندھیں گے یا الگ الگ جگہ سے احرام باندھیں گے۔ احرام کے بعد حاجی حضرات کیا کریں گے، حج ادا کرنے کے لئے کن کن مقامات پر پہنچنا ضروری ہے، حج کے درمیان کن اعمال کو کرنا ضروری ہے۔ حج کے لئے کتنے ایام خاص ہیں، حج کے ارکان کیا ہیں؟ کیا تمام حجاج کرام کے لئے تلبیہ کہنا ضروری ہے؟ تلبیہ کن کن الفاظ سے ادا کرنا چاہئے، وغیرہ۔

★ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ جب جمعہ کی نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو، سوال یہ ہے کہ جمعہ کے دن کب پکارا جائے؟ کس نماز کیلئے پکارا جائے، کن الفاظ کے ساتھ پکارا جائے۔ جس نماز کے لئے پکارا جائے وہ نماز کیسے پڑھی جائے؟

★ قرآن مجید میں حکم ہے کہ کفّار سے جنگ کے بعد جو مال غنیمت حاصل ہوتا ہے۔ اس کے پانچ حصّے کئے جائیں۔ ایک حصّہ اللہ اور اس کے رسول کے نام پر الگ کر لیا جائے جو یتیموں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسکینوں اور حاجتمندوں پر تقسیم کیا جائے، بقیہ چار حصے کیا کئے جائیں؟ کیا تمام مجاہدین پر برابر برابر تقسیم کر دئے جائیں یا فرق کیا جائے کیونکہ بعض لوگ اپنا ہتھیار، گھوڑا، تیر، تلوار، کمان، نیزہ، بھالا، زرہ اور کھانے پینے کا سامان خود لے کر جاتے تھے اور بعض کو اسلامی حکومت کی طرف سے یہ سامان فراہم کئے جاتے تھے، اسی طرح بعض بڑی بہادری اور بے جگری سے لڑتے تھے۔ کچھ لوگ صف اول میں رہتے تھے جن پر دشمن کا وار براہ راست ہوتا تھا اور کچھ لوگ خطرہ سے دور دبکے رہتے تھے۔ اگر مالِ غنیمت سب کے درمیان برابر تقسیم کر دیا جائے تو کیوں؟ یا فرق کیا جائے تو کس بنیاد پر؟

★ قرآن مجید میں حکم ہے کہ چوری کرنے والے مرد یا عورت کے ہاتھوں کو کاٹ دو۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ دونوں ہاتھ کاٹ دیا جائے یا ایک ہاتھ۔ اگر ایک ہاتھ کاٹا جائے تو داہنا کاٹا جائے یا بایاں؟ ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے، کہنی سے؟ کلائی سے؟ بغل سے، یا بیچ میں کہیں سے؟

★ قرآن مجید میں نکاح کا حکم دیا گیا ہے، لیکن نکاح کس طرح کیا جائے؟ رشتۂ ازدواج سے منسلک ہونے کے لئے کیا طریقہ ہے، قرآن میں کوئی تفصیل موجود نہیں ہے۔ رشتۂ ازدواج سے منسلک ہونے کے بعد مرد و عورت کا مباشرت مرغوب و محبوب عمل ہے لیکن یہی عمل نکاح سے قبل زنا ہے۔ دونوں پر حد نافذ کرنے کا حکم اللہ رب العالمین نے دیا ہے۔

★ بچہ کی ولادت کے ساتویں دن عقیقہ کرنے کا حکم ہے۔ بچہ اگر لڑکا ہے تو ختنہ بھی کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ان چیزوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف حدیث میں اس کا حکم ہے منکرینِ حدیث کے یہاں بھی عقیقہ و ختنہ پر عمل ہوتا ہے۔ اب سوال ہے کہ کس بنیاد پر عمل ہوتا ہے؟

★ آدمی کے مرجانے کے بعد دفن کرنے کے معاملے میں قرآن مجید میں صرف یہ ذکر ہے کہ حضرت آدم ؑ کے ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے کو قتل کر دیا لیکن سمجھ میں نہیں آیا کہ اب کیا کیا جائے۔ ایک کوا آیا۔ اس نے زمین میں گڈھا کھودنا شروع کیا۔ قاتل کوا کے اس عمل کو دیکھ کر افسوس کرنے لگا اور مقتول کو گڈھا کر کے دفن کر دیا۔ مسلمان میت کو غسل دیتے ہیں، تجہیز و تکفین کرتے ہیں، پھر نماز جنازہ ادا کرتے ہیں اس کے بعد دفن کرتے ہیں۔ منکرینِ حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے یہاں بھی اسی طرح کا عمل ہوتا ہے، کیوں اور کس بنیاد پر؟

کیا منکرینِ حدیث ان چیزوں کا ثبوت قرآن مجید سے فراہم کر سکتے ہیں؟ اگر قرآن مجید میں ان تمام مسائل کا حل موجود نہیں ہے، اور یقیناً نہیں ہے تو یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ حدیث کے بغیر قرآن کے احکام پر عمل نہیں ہو سکتا۔ یہ طریقے صرف حدیث سے معلوم ہو سکتے ہیں، اس لئے حدیث نہ ماننے کی صورت میں قرآن پر عمل کرنا ناممکن و محال ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ شریعت اسلامیہ کے مآخذ قرآن مجید و اسوۂ رسول ﷺ ہیں۔ جو شخص صرف ایک کو تسلیم کرتا ہے اور دوسرے کا انکار وہ درحقیقت اپنے دعویٰ میں جھوٹ کا دفتر ہے۔ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب۔ (النحل: ۱۱۶)

منصبِ رسالت اور اطاعتِ رسول

اقتباس

قارئین کرام! اس خاکسار کا عقیدہ تو یہ ہے کہ آسمان و زمین میں قرآن پاک ہی ایک ایسی کتاب ہے جو سرتا سر علم و یقین پر مبنی ہے، باقی اس کے سوا جو کچھ ہے اس کی بنا، محض وہم و گمان، قیاس و آراء اور ظن و تخمین ہے، اور قرآن اگرچہ زیادہ نہیں بس ایک ہی ہلکی پھلکی جلد میں ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ دُنیا کی کوئی کتاب اگر ہزاروں اور لاکھوں بھاری بھرکم جلدوں میں ہوتی تو بھی اللہ کی کتاب کے مقابلے میں کوئی وزن نہیں رکھتی۔

ہم قرآن پاک کے ماسوا دُنیا کی دیگر کتب و فنون تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان سے استفادہ بھی ضرور کرتے ہیں لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ ہم انھیں جزءِ دین قرار نہیں دیتے، انہیں قرآن کی مثل نہیں مانتے، ان پر ایمان لانا فرض نہیں سمجھتے اور انہیں تنقید سے بالاتر تسلیم نہیں کرتے۔ یہ ہیں ہمارے عقائد صریح اور برملا، اور ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے لئے فولادی ثبوت رکھتے ہیں۔ یایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ و الکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل۔ (نساء ۴/۱۳۶)۔
اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے (یعنی قرآن پر) اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں۔

مطلب بالکل صاف ہے کہ مومنوں کو پیغمبر آخرالزماں پر ایمان لانا ہے اور آپ سے پہلے جو انبیاء و رسل مبعوث من اللہ ہوئے ہیں ان پر بھی ایمان رکھنا ہے لیکن آپ کے بعد کسی نئے نبی پر ایمان لانا نہیں ہے بعینہٖ اسی طرح آخری کتاب قرآن پر ایمان لانا ہے اور اس سے قبل کی نازل شدہ آسمانی کتابوں پر بھی ایمان رکھنا ہے لیکن قرآن کے بعد کسی کتاب پر ہرگز ہرگز ایمان لانا نہیں ہے اور بس۔

افسوس صد افسوس! اسلام کے نادان دوستوں نے یہی سمجھ اور سمجھا رکھا ہے کہ قرآن کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کی نازل کردہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں معانی کی وسعت ناپیدا کنار ہے۔ اس بحرِ ذخّار سے اپنی طلب و ہمت کے مطابق معانی کے بے شمار گوہر آبدار نکالے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی وسعت کے نتیجے میں باطل نظریات کی آبیاری ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی، نیز فرقہ پرستی پھولتی پھلتی رہے گی۔ (استغفراللہ جھوٹے پر ہزار لعنت) ایسا سمجھنا قرآن سے بالکل بے بصیرتی کی دلالت و علامت ہے۔

تفہیم

لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حیی عن بینۃ۔ (الانفال: ۴۲)

سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس لعین ہے۔ قیاس ہی کی بنیاد پر شیطان راندۂ درگاہ ہوا۔ موصوف نے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیاوی علوم و فنون پر قیاس کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عام انسان تصور کیا حالانکہ اللہ رب العالمین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام المرسلین، خاتم النبیین، سید الاولین والآخرین، رحمۃ للعالمین، کافۃ للناس بشیراً و نذیراً،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا، مفسر قرآن، معلم کتاب وحکمت، مزکی نفوس انسانیت اور قاضی وحاکم بناکر بھیجا۔ آپ کو جو بلند وبالا مقام اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے وہ کسی بھی مخلوق کو حاصل نہیں ہو سکا۔ تاریخ اسلام میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں گزرا جس نے دنیاوی علوم وفنون کو جزء دین قرار دیا ہو۔ اس کے برعکس نبوت ورسالت کا مقام نہایت ہی اعلیٰ وارفع ہے جس پر کوئی دوسرا فائز نہیں ہو سکتا۔ قرآن نے جس چیز کا بار بار ذکر کیا ہے وہ ہے اسوۂ رسول۔ کیونکہ آپ کے اتباع کے بغیر قرآن پر عمل کرنا ناممکن ومحال ہے اس لئے اگر کہا جائے کہ شرک کے بعد جتنا زور اطاعت، اتباع رسول اور آپ کے ادب احترام پر دیا ہے اتنا کسی پر نہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ ہر مسلمان پر کسی قید وشرط کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری حتمی ولازمی قرار دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں چند آیات ملاحظہ کیجئے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ و الیوم الآخر۔ (الاحزاب: ۲۱) تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نمونۂ تقلید ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو۔

آخرت پر ایمان اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کا عقیدہ تمام مسلمانوں کیلئے ضروری ہے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو آئیڈیل کے طور پر سامنے رکھنا اور ان کا اتباع کرنا لازم ہے۔ یہ اسوہ آپ کی زندگی تک ہی محدود نہ تھا بلکہ مسلمانوں کے لئے تا قیامت واجب الاتباع قرار دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عملی زندگی کے ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کی نمائندگی کرتے اور ہر ہر عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی پسندیدگی کی نشاندہی کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کو اسوہ قرار دیا گیا قرآن مجید کو نہیں۔ آپ کا یہ اسوہ حسنہ کی تفصیلات قرآن مجید سے دستیاب نہیں ہو سکتے اس لئے ہر مسلمان کو ذخیرۂ احادیث کی طرف لوٹنا ضروری ہے۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ (النساء: ۸۰) جس نے رسول کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اصل قرار دیکر اپنی اطاعت قرار دیا۔ یہ چیز اس بات کی بیّن ثبوت ہے کہ اصل اطاعت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اطاعت ہے۔ اس سے آزاد ہو کر کوئی شخص وحی الہٰی کے صحیح مفہوم تک نہیں پہنچ سکتا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (آل عمران : ۳۱)
اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔

یہ ساری نوازشیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کے ساتھ وابستہ ہیں۔ آپ کی اطاعت اس عظیم الشان کامیابی کی ضامن ہے۔ کتنا زیادہ تعجب و افسوس ہے کہ ارشاداتِ رسول سے انکار نے محبت و محبوبیت کی دونوں راہوں پر رکاوٹ ڈال دیا ہے۔

وان تطیعوہ تہتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین (النور ۵۴)
اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت یاب ہو جاؤ گے اور ہمارے رسول کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

اس آیت سے بالکل ہی واضح ہو گیا کہ اطاعت رسول ہی سے ہدایت مل سکتی ہے ورنہ گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا، لہٰذا رسول کے احکام منزل من اللہ ہیں۔ اس کے معنی سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اطاعتِ رسول ہی اطاعتِ الہٰی کا واحد ذریعہ ہے۔

واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون۔
(النور : ۵۶) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ نماز و زکوٰۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا تذکرہ ہے ۔ اس سے یہ واضح ہو گیا کہ نماز و زکوٰۃ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قیامت تک لازم ہے ۔ اطاعتِ رسول ﷺ عین اطاعتِ الٰہی ہے ، اس نکتہ پر بھی غور کیجئے کہ عبادت و اطاعت دونوں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صرف اطاعت ہے عبادت نہیں ۔ اسی طرح اتباع صرف رسول اللہ کے لئے خاص ہے اللہ کے لئے نہیں اور اسوہ بھی صرف رسول اللہ کے لئے خاص ہے ، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اطاعت رسول فرض ہے ، درحقیقت اطاعت رسول ہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ سے اطاعتِ الٰہی ہوتی ہے جو مقصد تخلیقِ انسانیت و بعثتِ رسالت ہے ۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم ۔ (النحل : ۴۴)

ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) نازل کیا ہے تاکہ لوگوں کی طرف جو نازل کیا گیا ہے آپ اس کی تشریح ان لوگوں کے سامنے کر دیں ۔

اللہ رب العالمین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب کی تشریح ، تاویل ، تعبیر ، تفسیر اور توضیح کا حق دیا ہے ، آپ وحی کے الفاظ سمجھاتے اور اس کی توضیح کرتے ، کسی چیز کی توضیح و تشریح محض کتاب کے الفاظ پڑھ کر سُنا دینے سے نہیں ہوتی بلکہ تشریح کرنے والا کتاب کے الفاظ سے کچھ زائد ہی کہتا ہے تاکہ سُننے والا کتاب کا مطلب پوری طرح سمجھ جائے اور اگر کتاب کی کوئی بات کسی علمی مسئلے سے متعلق ہو تو شارح عملی مظاہرہ کر کے بتائے ، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو تبیین کا ذمہ دار بنایا تو واضح ہو گیا کہ قرآن میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو تشریح طلب ہیں ورنہ تبیین کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قرآن کی ان تشریح طلب چیزوں کا حضور جو بھی مطلب بیان کریں وہ سب احکام منزل من اللہ ہیں ۔ اس پر عمل کئے بغیر قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا ۔ یہی اللہ کا حکم اور قرآن کا منشاء ہے ، یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قرآن پڑھ کر سُنا دینے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مامور نہ تھے بلکہ قرآن کی توضیح و تفسیر آپ کی رسالت کی ذمہ داری کا ایک حصہ تھی، یہی تفصیلات حدیث کہلاتی ہیں ۔

یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات و یحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم۔ (الاعراف ۱۵۷)
وہ (رسول) ان کو معروف کا حکم دیتے ہیں اور انہیں منکر سے روکتے ہیں اور ان کے لئے پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور ان پر سے وہ بوجھ اور بندھن اتارتے ہیں جو ان پر چڑھے ہوئے ہیں۔

گو کہ فی نفسہٖ قانون سازی کا حق صرف اللہ رب العالمین کو ہے تاہم اس سے متعلق مزید تشریعی قوانین بنانے اور بتلانے کا حق آپ کو بھی دیا گیا ہے، ممکن ہے بعض نادان یہ سمجھیں کہ صرف ان ہی چیزوں کو حلال یا حرام ٹھہراتے ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں تو یہ خیال غلط ہے کیونکہ وہ چیزیں خود قرآن میں مذکور ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حلال و حرام کے اختیار کو خصوصیت سے بیان کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن میں حلال و حرام اشیاء کے علاوہ آپ کو یہ اختیار دیا گیا ہے وہ بھی اللہ کا دیا ہوا اختیار ہے اس لئے وہ بھی احکام الٰہی کا ایک حصہ ہے اس کی پابندی بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح قرآنی احکام کی پابندی ضروری ہے۔

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ (الحشر: ۷) جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر و نہی، تحلیل و تحریم کا جو بھی حکم دیں اس کو تسلیم کرنا تقویٰ قرار دیا گیا ہے اور اس سے گریز و انکار کو سخت عذاب کا سبب ٹھہرایا گیا ہے۔ آپؐ نے جو حکم دے دیا یا جس چیز سے منع کر دیا وہ بھی اللہ کے دئے ہوئے اختیار سے ہے اس لئے وہ بھی حکمِ الٰہی ہے اور عین منصبِ رسالت پر ایمان لانے کا تقاضا ہے جسے قرآن نے آپ کو عطا کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ۔ (التوبہ: ۲۹) ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ اللہ اور رسول کے محرمات کو حرام جانتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کی حرام کردہ اشیاء کو حرام نہ ماننے والا کافر ہے اور واجب القتل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بھی ایسے ہی واجب الاتباع ہیں جس طرح اللہ کے، بالفاظ دیگر سنّتِ رسول شریعت کا مستقل حصّہ ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا عین اطاعتِ الٰہی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا حدیث حجت ہے۔

ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یٰلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا۔ (الفرقان: ۲۷) اور اس دن ظالم اپنا ہاتھ کاٹے گا کہے گا کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔

اس آیت میں کتاب کا ذکر نہیں ہے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کا ذکر ہے جو حدیث ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ حدیث چھوڑنے کی وجہ سے جب اس شخص کے لئے جہنم کا عذاب سامنے آئے گا تو وہ حسرت سے یہ الفاظ کہے گا، گویا مومن بننے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لازم ہے لہٰذا ثابت ہوا حدیث حجت ہے۔

واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا۔ (النساء: ۶۱) اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ اللہ کی نازل کردہ کتاب کی طرف اور رسول کی طرف، تم منافقوں کو دیکھتے ہو وہ تم سے کنّی کتراتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ سنّت رسول سے اعراض کرنا نفاق کی علامت ہے کیونکہ رسول کے پاس آنے سے گریز کرنا منافقین ہی کا شیوہ تھا۔

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدون فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ (النساء: ۶۵) تیرے رب کی قسم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ہرگز مومن نہیں ہوں گے جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھے فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر تم جو بھی فیصلہ کرو اس کے متعلق اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور بلا چوں وچرا تسلیم کر لیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو بلا چوں و چرا اور برضا و رغبت تسلیم کرنا ضروری ہے۔ آپؐ کے فیصلے سے نہ اختلاف کیا جا سکتا ہے نہ اپیل، گویا غیر مشروط آپ کی اطاعت لازم ہے۔ اگر کسی قسم کی تنگی کا احساس ہوا تو ایمان سلامت نہیں رہے گا۔

انسانی تنازعات بے شمار ہیں لیکن قرآن میں چند موٹے موٹے فوجداری اور دیوانی کے علاوہ مزید قانون قرآن نے بیان نہیں کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جج و حکم قرار دے دینا کافی سمجھا۔ آپ نے جو فیصلے کئے اور جن اصول وضوابط اور قوانین کی بنیاد پر فیصلے کئے ان کا قرآن میں کہیں کوئی ذکر تک نہیں ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ امتِ مسلمہ کے پاس دو مستقل مرجع ہیں۔ ایک قرآن، دوسرا اسوۂ رسول (حدیث)۔ یہ دونوں مل کر ایک بنیاد یعنی مرضئ الٰہی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جو ان دونوں چیزوں کو تسلیم نہیں کرتا وہ درحقیقت منکرِ قرآن ہے کیونکہ اس کے بغیر اسلامی شریعت کا تصور ناممکن و محال ہے۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتك ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم۔ (البقرہ : ۱۲۹) اے ہمارے رب ان لوگوں میں خود ان ہی میں ایک رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سُنائے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت جس نبی کے لئے دُعا کرتے ہیں ان کے صفات یوں بیان کئے گئے ہیں: ۱۔ تلاوت کتاب ۲۔ تعلیم کتاب وحکمت ۳۔ تزکیہ نفوس انسانیت۔

ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویعلمہم الکتاب والحکمۃ۔ (الجمعہ: ۲) وہ اللہ ہی ہے جس نے امیوں میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سُناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ۔ (آل عمران: ۱۶۴) بے شک اللہ نے مسلمانوں پر احسان کیا کہ انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سُناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے

کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلوا علیکم آیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ (البقرہ: ۱۵۱) جس طرح ہم نے تمہارے اندر خود تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سُناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العالمین نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی دُعا قبول کی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا صفات کے ساتھ مبعوث کئے گئے اس لئے آپ کے ذمہ صرف قرآن مجید پڑھ کر سُنا دینا نہیں تھا۔ اگر صرف تلاوتِ قرآن ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ آپ محض ایک قاصد کی حیثیت سے آئے تھے۔ وہ کام پورا ہو گیا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا منصب تزکیہ نفوس انسانیت ہے۔ یعنی آپ انفرادی و اجتماعی ہیئت کا تزکیہ کرتے، اپنی تربیت سے انفرادی و اجتماعی خرابیوں کو دور کرتے، اچھے اوصاف اور بہترین معاشرے کی تشکیل کرتے اور رُوحانی امراض سے شفا حاصل کرنے کا طریقہ بتاتے، گویا آپ کا تجویز کردہ روحانی علاج بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا اس لئے روحانی امراض کا علاج بھی منزل من اللہ ہوا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تیسرا مقصد تعلیم کتاب و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت ہے۔ آپ قرآن مجید کے منشاء و مقصد کے مطابق قرآن مجید کی تعلیم دیتے، آپ کا کام صرف قرآن پڑھ کر سنا دینا ہوتا تو قرآن کا لفظ "یتلوا علیہم آیاتہ" کافی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلم کتاب و حکمت بنایا۔ تعلیم دیتے وقت معلم کو بہت سی چیزوں کی تشریح کرنی پڑتی ہے اس لئے آپ کی تشریح و توضیح من جانب اللہ ہوتی۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے کلام کے غلط تشریح پر خاموش نہیں رہ سکتا تھا جس کا اظہار اللہ نے خود ہی کر دیا ہے: تنزیل من رب العالمین ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ (الحاقۃ: ۴۵)

یہ قرآن اللہ کا نازل کردہ ہے، یہ رسول اگر کوئی بات اپنی طرف سے گڑھ کر کہتے تو ہم شہ رگ کاٹ دیتے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منشور الٰہی قول و عمل کے ذریعہ بنی نوع انسان تک پہنچایا، منشاء ایزدی کی جو تعمیل آپؐ نے فرمایا اور احکامِ ربانی کی جو تمثیل آپؐ نے فرمائی اسے اصطلاح میں سنتِ رسول، حدیثِ رسول اور اسوۂ رسول قرار دیا گیا ہے۔ گزشتہ بحث سے یہ امر بالکل واضح ہو گیا کہ احادیث رسول وحی، منزل من اللہ اور شرعی حجت ہیں۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کر سکتا مگر وہ جن کے دل سیاہ ہو چکے ہوں اور زیغ و ضلال کی تصویر بن کر رہ گئے ہوں، ابلیس لعین نے اس طرح ان کو دامِ تلبیس میں پھانس رکھا ہو کہ ان کے سامنے حق و صداقت کا کوئی معیار باقی نہ رہ گیا ہو۔

حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ کی دعا کے تعلق سے موصوف کی ایک تحریر ملاحظہ فرمائیے:

"کیا کسی مومن کے حاشیہ خیال میں بھی یہ گمان گزر سکتا ہے کہ اللہ کے لاڈلوں کی دعا رد کر دی گئی ہو، کیا اس بزرگ جس کی شان میں انی جاعلک للناس اماما کہا گیا ہو، جسے حنیفا مسلما کے خصوصی لقب سے نوازا گیا ہو، جو خود ایک ایسی ملت کا بانی ہو جس کا اتباع کا حکم رہتی دنیا تک کے لئے ساری امت کو دے دیا گیا، جس نے اپنا سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ لٹا کر توحید پرستی کے مفہوم کی عملی طور پر مکمل کر کے دکھلا دیا ہو اور اپنے جگر گوشہ فرزند وحید کی قربانی کی پیشکش کر کے دنیا میں جماعت صدیقین کے لئے ایک عدیم النظیر مثال قائم کردی ہو اس کی دعا صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔"

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جس دعاء کو لفظ لا ینال عہدی الظالمین (البقرہ: ۱۲۴) کہہ کر فوراً رد کر دیا اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنی ناخلف اولاد کو لفظ ومن عصانی (ابراہیم: ۳۶) کہہ کر خود ہی الگ کر دیا اور جس پر تمام قوموں اور مورخوں کا اتفاق ہے اس کو منکرِ حدیث نے قرآن میں تحریف معنوی کرتے ہوئے لکھا: "حیرت ہے کہ آسمان کے نیچے (دانستہ یا نادانستہ طور پر شاید کسی ایک بات پر اجماع اور اتنا منظم اتحاد و اتفاق کبھی نہیں ہوا...... کہ قریش مکہ من حیث القوم بت پرست واقع ہوئے تھے ...... تعجب ہے وہ بھی خود خانۂ خدا میں لیکن قرآن سے ایک آیت بھی پیش نہیں کی جا سکتی"۔ جس دعاء کی قبولیت کا اظہار اللہ رب العالمین نے متعدد آیات کے ذریعہ کیا اس دعا کی ایک تہائی کو منکرینِ حدیث نے تسلیم کیا اور دو تہائی کو تسلیم کرنے سے انکار صرف اس بنیاد پر کر دیا کہ اسوۂ رسول تسلیم کرنے کی صورت میں یہودی گولڈزیہر و مستشرقین کی ترجمانی نہیں ہو سکتی ہے۔ ومن ترضی عنک الیھود ولا النصاری حتی تتبع ملتھم قل ان ھدی اللہ ھو الھدی۔ (البقرہ: ۱۲۰)

اقسامِ وحی

اللہ رب العالمین نے لوگوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے جس طریقے کا انتخاب کیا اور نزول وحی کے لئے جس سبیل کو اختیار کیا اس کی تین قسمیں ہیں، احقاق حق و ابطال باطل کے لئے ملاحظ فرمائیے:

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورائ حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء انہ علی حکیم وکذالک اوحینا الیک روحا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من امرنا۔ (الشوریٰ: ۵۱) کسی انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیج کر پس وہ اللہ کے حکم سے اس چیز کو جو اللہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے بیشک اللہ بلند وبالا وحکمت والا ہے اور اس طرح ہم نے آپ کے پاس بھی وحی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کے پاس احکامِ الٰہی پہنچنے کے تین طریقے تھے:

۱۔ براہ راست وحی کے ذریعہ

۲۔ پردہ کے پیچھے سے کلام کے ذریعہ

۳۔ اللہ کے حکم سے وحی کا فرشتہ احکام الٰہی پہنچائے

میں وحی کے ان اقسام سہ گانہ پر جستہ جستہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں تاکہ معلوم ہوجائے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر کس کس طرح وحی آئی اور وحی کی کون سی قسم قرآن مجید کی شکل میں موجود ہے۔

وحی کی پہلی قسم

قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصدقا لما بین یدیہ وھدی و بشری للمومنین۔ (البقرہ: ۹۷) آپ کہہ دیجئے جبرئیل کا دشمن کون ہوسکتا ہے؟ (جبرئیل) وہی ہے جس نے اللہ کے حکم سے اس قرآن کو آپ کے قلب پر اتارا جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور مومنین کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔

وانہ لتنزیل رب العالمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربی مبین۔ (الشعراء: ۱۹۲) یہ قرآن رب العالمین نے نازل کیا ہے، اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آپ کے قلب پر نازل ہوا واضح عربی زبان میں تاکہ آپ ڈرانے والے میں سے ہوں۔

اللہ رب العالمین نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کو نازل کیا۔ یہی وحی کی تیسری قسم ہے۔ وحی کی مزید قسمیں قرآن مجید میں نہیں ہیں۔ دونوں قسم کی وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ضرور نازل ہوئی ہوگی جس طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء سابقین علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں۔

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ واوحینا الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایوب ویونس و ھارون وسلیمان واٰتینا داؤد زبورا۔ (النساء ۱۶۳) اور ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی جیسے نوحؑ کے پاس بھیجی تھی اور ان کے بعد اور نبیوں کے پاس اور ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ اور عیسیٰؑ اور ایوبؑ اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا انبیاء سابقین علیہم السلام پر جس طرح وحی نازل ہوئی تھی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وحی نازل ہوئی۔ یہ کتنا زبردست المیہ ہے کہ انبیاء سابقینؑ کی احادیث پاک پر تو منکرینِ حدیث کا ایمان ہے لیکن خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مقدسہ کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے۔ اللہ رب العالمین نے صرف چند انبیاء کرام علیہم السلام کو کتاب سے نوازا جیسے تورات، انجیل، زبور، قرآن اور صحف ابراہیم اور بقیہ انبیاء کرام علیہم السلام پر وحی صرف حدیث کی شکل میں نازل ہوتی تھی وہی ان کی شریعت تھی مثلاً حضرت اسمٰعیل، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت لوط، حضرت سلیمان، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت یونس، حضرت ایوب، حضرت ادریس، حضرت ہود، حضرت شعیب، حضرت صالح، حضرت الیاس، حضرت الیسع اور حضرت ذوالکفل علیہم الصلوٰۃ والسلام پر کتاب نازل نہیں ہوئی۔ جس قوم نے اپنے نبی کی تکذیب کی اللہ رب العالمین نے اس قوم کو ہلاک و برباد کر دیا۔ اس قوم نے صرف اس وحی کا انکار کیا جس کو اصطلاح میں سنتِ رسول، حدیثِ رسول اور اسوۂ رسول کہا جاتا ہے۔ پس موجودہ منکرینِ حدیث کو انکار حدیث کے انجام پر بھی نظر رکھنی چاہیے اور اس روشِ بد سے باز آجانا چاہیے جس پر چل کر امم ماضیہ باعثِ عبرت و نصیحت بن کر رہ گئیں اور قرآن مجید پر کما حقہ ایمان لانا چاہیے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔ (یونس: ۳۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی کی دوسری قسم

فلما اتاها نودی من شاطی الواد الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة ان یا موسیٰ انی انا اللہ رب العالمین ۔ (القصص : ۳۰) جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو ان کو اس میدان میں داہنی جانب سے اس مبارک مقام پر درخت سے آواز آئی ، اے موسیٰ میں ہی اللہ رب العالمین ہوں ۔ فلما اتاها نودی یا موسی انی انا ربك ۔ (طٰہٰ : ۱۱) جب وہ اس آگ کے پاس پہنچے تو آواز دی گئی اے موسیٰ میں ہی تمہارا رب ہوں ۔

حضرت موسیٰؑ حضرت شعیبؑ کے یہاں سے رخصت ہوکر اپنی اہلیہ کے ساتھ مصر جا رہے ہیں ۔ اچانک آگ نظر آتی ہے تو اپنی اہلیہ سے فرماتے ہیں تم یہیں رہو میں آگ لے کر آتا ہوں یا راستہ معلوم کرتا ہوں ۔ جب آگ کے قریب پہنچتے ہیں تو آواز آتی ہے ۔ میں اللہ رب العالمین ہوں ۔ میں نے تم کو نبوت کے لئے منتخب کر لیا ہے اس لئے جو وحی کرتا ہوں اس کو سنو ۔

معلوم ہوا کہ غیبی آواز کی شکل میں بھی وحی آتی ہے اور وہ قابل حجت ہوتی ہے ۔ اس کو منکرین حدیث بھی تسلیم کریں گے ۔ اگر وہ تسلیم نہ کریں اور اس ندائے غیبی کو کسی اور نام سے معنون کریں تو یقیناً یہ منشاء قرآن کے خلاف ہوگا اور منکرینِ حدیث منکرینِ قرآن بن جائیں گے ۔

ونادیناه ان یا ابراهیم قد صدقت الرویا انا کذالك نجزی المحسنین ۔ (الصافات : ۱۰۴) اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم تم نے خواب کو سچ کر دکھایا ۔ ہم محسنین کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ۔

یہ خواب جسے خیالات پریشان کی حیثیت حاصل ہے اور جسے موجودہ دور میں بھی لاشعوری حرکت سے زیادہ وقعت حاصل نہیں ہے اور جسے عزیز مصر کے وزیر و مشیر نے اضغاث احلام کہہ کر ٹال دیا تھا ۔ ہاں اس خواب کی اللہ تصدیق و توثیق فرما رہا ہے اور اسے اپنی وحی قرار دے رہا ہے ۔ کیا منکرین حدیث کے سامنے جائے فرار یا مجالِ انکار ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وناداھما ربھما الم انھکما عن تلکما الشجرۃ واقل لکما ان الشیطان لکما عدو مبین۔ (الاعراف: ۲۲) اور ان دونوں (آدم و حوا) کے رب نے ان دونوں کو پکارا کیا ہم نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ونادٰھا من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا (مریم: ۲۴)

اور اس نے مریم کو نیچے سے پکارا تم مغموم نہ ہو تمہارے رب نے تمہارے لئے نیچے نہر بنا دیا ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح و آشکارا ہو گیا کہ اللہ رب العالمین پردہ کے پیچھے سے بھی وحی بھیجتا ہے، یہ وحی کی دوسری قسم ہے۔ یہ وحی صرف نبی کے لئے خاص نہیں ہے کیونکہ حضرت مریمؑ کے پاس وحی آئی حالانکہ وہ نبیہ نہیں تھیں تو پھر امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے علاوہ وحی تسلیم کرنے میں عزت و وقار پر آنچ کیوں آتی ہے؟ اگر منکرین حدیث تسلیم نہ کریں اور اس ندائے غیبی کو کسی اور نام سے پکاریں تو یقیناً یہ مقصد قرآن کے خلاف ہے اور منکرینِ حدیث اپنے یہودی آقا گولڈ زیہر و مستشرقین کی تقلید میں افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔ (البقرہ: ۸۵) کے مصداق بن جائیں گے۔

وحی کی تیسری قسم

واوحینا الٰی موسٰی ان الق عصاک فاذا ھی تلقف ما یافکون، فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون۔ (الاعراف: ۱۱۷) اور ہم نے موسیٰ کو وحی کیا تم اپنا عصا ڈال دو وہ عصا سب کچھ نگل جائے گا، پس حق غالب ہو گیا اور ان کا بنا بنایا کھیل آناً فاناً ختم ہو گیا۔

فاوحینا الٰی موسٰی ان اضرب بعصاک البحر ..... وانجینا موسٰی ومن معہ اجمعین ثم اغرقنا الاخرین۔ (الشعراء: ٦٣) پھر ہم نے موسیٰ کو وحی کیا اپنے عصا کو دریا میں مارو ..... ہم نے موسیٰ اور ان کے تمام ساتھیوں کو بچا لیا اور دوسروں (فرعون و اعوانہ) کو غرق کر دیا۔

ولقد اٰتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی بصائر للناس وھدی ورحمۃ لعلھم یتذکرون۔ (القصص: ۴۳) اور بتحقیق ہم نے پہلے لوگوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہلاکت کے بعد موسیٰؑ کو کتاب دیا جس میں لوگوں کے لئے بصیرت وہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ نبی منتخب ہونے کے بعد فرعون کے پاس جاتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے دلائل پیش کرتے ہیں۔ فرعون موسیٰ کو جادوگر سمجھ کر جادوگروں کے ذریعہ مقابلہ کرتا ہے۔ جادوگر واضح دلائل کے بعد ایمان لے آتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ حکم الٰہی کی بنا پر بنی اسرائیل کو لے کر بسلامت دریا عبور کرتے ہیں، فرعون اپنے لشکر کے ساتھ تعاقب کرتے ہوئے دریا میں اتر جاتا ہے تو ڈوب مرتا ہے۔ یہ وحی کی پہلی قسم ہے۔

نتیجۂ بحث یہ نکلا کہ فرعون کی غرقابی کے بعد حضرت موسیٰؑ کو کتاب ملی۔ کتاب ملنے سے پہلے حضرت موسیٰؑ وحی الٰہی کی روشنی میں کارہائے نبوت انجام دیتے رہے اور یہ وحی کتاب کی شکل میں حضرت موسیٰؑ کے پاس نہیں آئی کیونکہ کتاب تو فرعون کی ہلاکت کے بعد ملی۔ معلوم ہوا یہ سب وحی احادیث تھی جنہیں نہ مان کر فرعون اور اس کے ساتھی غرقاب خالدین فی النار ہوئے، تو پھر کیا وجہ ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مقدسہ نہ مان کر منکرین حدیث صفِ فرعون میں نہیں ہوئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

واوحینا الیٰ امک ما یوحیٰ ان اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیم۔ (طٰہٰ: ۳۹)۔ اور جب ہم نے تیری (موسیٰ) ماں کو وحی کے ذریعہ وہ بات بتلادی جو وحی کے ذریعہ بتلانے کی تھی وہ یہ کہ موسیٰ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو۔

واوحینا الی ام موسیٰ..... انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ (القصص: ۷) اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کے پاس وحی بھیجا..... ان کو تمہارے پاس واپس کردیں گے اور پھر ان کو رسول بنائیں گے۔

واذا وحیت الی الحواریین ان اٰمنوا بی وبرسولی قالوا اٰمنا واشھد باننا مسلمون۔ (المائدہ: ۱۱۱) اور جب میں نے حواریوں کو وحی کی کہ تم مجھ پر اور میرے رسول (عیسیٰ) پر ایمان لاؤ، انھوں نے کہا ہم ایمان لے آئے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آیات سے یہ نکتہ ابھر کر آیا کہ نزولِ وحی کے لئے نبی کا ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ اللہ رب العالمین نے کسی بھی عورت کو نبی نہیں بنایا۔ (الانبیاء: ۷) اس کے باوجود حضرت ام موسیٰؑ کے پاس وحی نازل ہوئی۔ اسی طرح ان حواریوں پر بھی وحی نازل ہوئی جو حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لا چکے تھے۔ جب نزولِ وحی کے لئے کتاب کا ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی نبی ہونا شرط ہے تو پھر خاتم النبیین کے لئے قرآن مجید کے علاوہ مزید دو قسم کی وحی تسلیم کرنے میں منکرین حدیث کے قصر میں زلزلہ کیوں آجاتا ہے۔ کیف یہدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانہم وشہدوا ان الرسول حق وجاءہم البینات۔ (آل عمران: ۸۶)

حدیث وحیِ الٰہی و منزل من اللہ ہے

قرآن مجید کی روشنی میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ نزولِ وحی کے تین طریقے ہیں۔ قرآن مجید میں صرف ایک قسم کی وحی محفوظ ہے مزید دو قسم کی وحی حدیث کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ مشتے نمونے از خروارے کے طور پر چند آیات پیش کرتا ہوں۔

وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ۔ (البقرہ: ۱۴۳) اور آپ جس قبلہ کی طرف منہ کرتے تھے وہ صرف اس مصلحت کے لئے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کون رسول کا اتباع کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) واپس ہو جاتا ہے۔

آیت مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی قبلہ کی طرف رُخ کرتے تھے مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ کونسا قبلہ تھا۔ کیا منکرین حدیث اس قبلہ کی تعیین کرنے کی زحمت فرمائیں گے اور یہ بھی تحقیق کرنے کی کوشش کریں گے کہ وہ حکم کس آیت قرآنی کا مستفاد ہے جس میں حضرت کو اس مخصوص قبلہ کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متوجہ ہونے کا حکم ملا تھا، ہمیں یقین ہے وہ تحویل قبلہ کا انکار کر کے آیات قرآنی کے انکار کی جسارت نہیں کریں گے اور بلا چوں وچرا یہ تسلیم کر لیں گے کہ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور ملا تھا چاہے کسی بھی صورت سے ملا ہو، اگرچہ یہ حکم قرآن میں مذکور نہ ہوا ہو پھر بھی یہ بجائے خود حکم الٰہی تھا۔ ہم اسی کو حدیث کہتے ہیں اور وہ قبلہ بیت المقدس تھا۔

وما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ علی اصولھا فباذن اللہ۔ (الحشر: ۵) جس درخت کو تم نے کاٹ دیا یا اپنی جگہ پر کھڑا رہنے دیا تو (دونوں کام) اللہ کے حکم سے ہوا۔

کسی کا درخت کاٹنا بجائے خود مذموم ہے چہ جائیکہ اسے ایک اولوالعزم رسول انجام دے اور پھر مستزاد یہ کہ سارے کام بحکم الٰہی حضور نے انجام دئے مگر کمال یہ ہے کہ پورا قرآن پڑھ جائیے کہیں بھی وہ آیت نہیں ملے گی جس میں حضورؐ اور آپ کے صحابہؓ کو یہ حکم دیا گیا ہو کہ فلاں درخت کاٹ ڈالو اور فلاں کو چھوڑ دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو اسوۂ رسول، حدیثِ رسول کہتے ہیں۔

واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبات بہ واظھرہ اللہ علیہ..... قالت من انباک ھذا قال نبانی العلیم الخبیر (التحریم: ۲) اور جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے کچھ بات چپکے سے کی تو جب اس عورت نے راز فاش کر دیا اور اللہ نے اس کی خبر کر دی..... عورت نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو حضور نے کہا مجھے علیم وخبیر نے بتایا۔

وہ کونسی بیوی تھی؟ راز کیا تھا؟ افشائے راز کس نے کیا؟ افشائے راز کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے نبی کو کس طرح دی؟ قرآن میں کوئی تفصیل نہیں ہے تو اظہر من الشمس ہے کہ قرآن کے علاوہ کسی اور وحی کے ذریعہ اللہ نے نبی کو مطلع کیا۔ ہم اسی کو حدیث کہتے ہیں۔ عورت نے تعجب سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا تو آپ نے جواب دیا: العلیم الخبیر نے مجھ کو بتایا۔ کیا منکرینِ حدیث اس آیت کا انکار کر سکتے ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى ضاقت عليهم الارض ..... ثم تاب عليهم ليتوبوا ان الله هو التواب الرحيم۔ (التوبہ : ۱۱۸) اور ان تین آدمیوں کی طرف بھی اللہ نے توجہ فرمائی جو متخلف تھے۔ زمین باوجود کشادگی کے ان میں تنگ ہوگئی تھی ...... تو اللہ ان پر متوجہ ہوا تاکہ وہ توبہ کریں۔ بیشک اللہ توبہ قبول کرنے اور رحم کرنے والا ہے۔

وہ تین آدمی کون تھے؟ ان سے کیا حرکت سرزد ہوئی تھی؟ کس چیز میں متخلف بن گئے تھے؟ اللہ نے کس آیت میں ان پر غصہ کا اظہار کیا؟ خود ان کی جان ان پر وبال کیوں بن گئی تھی؟ ان کا مقاطعہ کیوں ہوگیا تھا؟ زمین اپنی کشادگی کے باوجود ان پر تنگ کس طرح ہوگئی تھی؟ ان کو کیسے احساس ہوا کہ توبہ کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے؟

معلوم ہوا قرآن کے علاوہ وحی نازل ہوا کرتی تھی اسی کا نام حدیث ہے۔

الحج اشهر معلومات۔ (البقرہ : ۱۹۷) حج کے چند مہینے مقرر ہیں۔

قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا کس مہینے میں حج کیا جاتا ہے جبکہ اللہ رب العالمین فرماتا ہے حج کے مہینے معلوم ہیں۔ اس سے ثابت ہوا قرآن کے علاوہ وحی نازل ہوتی تھی اس کا نام حدیث ہے۔

واتموا الحج والعمرة لله۔ (البقرہ : ۱۹۶) اور اللہ کے لئے حج و عمرہ پورا کرو۔

قرآن مجید کی کسی بھی آیت سے معلوم نہیں ہوتا کہ حج کیا ہے اور عمرہ کیا ہے؟ اور ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ کیا حدیث کے بغیر اس آیت پر عمل کرنا ممکن ہے معلوم ہوا قرآن کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اس کا نام حدیث ہے اسی لئے حدیث حجت ہے۔

واذكروا الله فى ايام معدودات۔ (البقرہ : ۲۰۳) اور اللہ کا ذکر کرو ان ایام میں جن کی گنتی بتادی گئی ہے۔

ويذكروا اسم الله فى ايام معدودات۔ (الحج : ۲۸) اور چند مقررہ دنوں میں اللہ کے نام کا ذکر کر لیا کرو۔

ایام معدودات کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ ایام معدودات ہی میں اللہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر سے فراغت حاصل کرلو پھر زندگی نذر لہو و لعب ہوجائے یا وقف شراب شباب ہوجائے۔ بغیر سنت کے اگر کوئی یہی مطلب بیان کرے اور اس پر عمل پیرا بھی ہوجائے تو منکرینِ حدیث کیا کہیں گے؟ اور کیسے ان ایام معدودات کی تفسیر پر راضی کرلیں گے۔

واعبد ربك حتى يأتيك اليقين۔ (الحجر: ۹۹) اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ تمہیں یقین آجائے۔

کیا مطلب؟ یقین و اذعان کے بعد رب العالمین کی عبادت چھوڑ دو۔ یہی شامت ہے سنت نہ ماننے کی۔

ومن حيث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره۔ (البقرہ: ۱۵۰) اور جہاں کہیں تم جاؤ مسجد حرام کی طرف منہ کرو اور جہاں کہیں بھی تم ہو اپنا چہرہ قبلہ کی طرف رکھا کرو۔

کیا حدیث کے بغیر اس آیت کا مفہوم متعین ہوسکتا ہے؟ کیا اس پر کسی بھی مسلمان کا عمل کرنا ممکن ہے کہ اس کا منہ ہر وقت قبلہ کی طرف ہو؟ معلوم ہوا حدیث کے بغیر قرآن پر عمل ناممکن ہے۔

كتب عليكم الصيام ..... اياما معدودات۔ (البقرہ: ۱۸۴)

ایام معدودات کا تعین قرآن میں نہیں ہے، اس لئے چند ایام روزہ رکھ لینا کافی نہیں ہے۔ کیا منکرین حدیث کے پاس اس کی کوئی تعیین ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر مہینے بھر روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ معلوم ہوا حدیث کے بغیر قرآن پر بھی عمل نہیں ہوسکتا۔ پھر حدیث کو وحی تسلیم کرنے میں عزت و وقار کا مسئلہ کیوں بن جاتا ہے؟

قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها وتشتكي الى الله والله يسمع تحاوركما ان الله سميع بصير۔ (المجادلہ: ۱) بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کر رہی تھی۔ اللہ ان دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

کونسا جرم سرزد ہوا تھا جس کی شکایت کرنے رسول اللہ کے پاس آئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ قرآن میں کوئی تصریح موجود نہیں اور بغیر صراحت آیت کا مفہوم فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ کیا معمہ ہے؟ ظاہر ہے کتاب ہدایت کے ساتھ ایسی بیہودگی روا نہیں رکھی جا سکتی۔ اس لئے ضرور اس کی صراحت اس ذات بالا کی ہدایت پر ہوتی ہوگی جس نے تفسیر و تشریح، تصریح و تبیین کو اپنی ذمہ داری بتائی ہے: ثم ان علینا بیانہ۔ (القیامۃ: ۱۹) اس بیان کو ہم حدیث کہتے ہیں۔

وتقول للمومنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ الاف من الملائکۃ منزلین۔ (آل عمران: ۱۲۴) جب آپ مسلمانوں سے یہ فرما رہے تھے کہ کیا تم کو یہ کافی نہیں ہوگا کہ اللہ تمہاری مدد کے لئے تین ہزار فرشتوں کو نازل کرے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تائید فرما رہا ہے لیکن کیا قرآن میں کوئی ایک آیت بھی ہے جس میں اللہ کا یہ وعدہ موجود ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضؓ کو تسلی دے رہے تھے۔ معلوم ہوا قرآن کے علاوہ وحی نازل ہوتی تھی۔ اسی کا نام حدیث ہے۔

الم تر الی الذین نہوا عن النجوی ثم تعودون لما نہوا عنہ۔ (المجادلہ: ۸) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشی سے منع کیا گیا تھا، پھر وہی کام کر رہے ہیں جس سے منع کیا گیا تھا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے نزول سے قبل مسلمانوں کو سرگوشی سے منع کیا گیا تھا لیکن قرآن مجید میں ممانعت کی کوئی آیت نہیں ہے۔ معلوم ہوا قرآن کے علاوہ وحی نازل ہوا کرتی تھی۔ اس کا نام حدیث ہے۔

لقد صدق اللہ رسولہ الرویاء بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ۔ (الفتح: ۲۷) بے شک اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا کہ آپ ان شاء اللہ مسجد حرام میں ضرور داخل ہوں گے۔

خواب میں الفاظ نازل نہیں ہوتے بلکہ صرف ذہن میں مفہوم ہوتا ہے۔ اس خواب کی اللہ تصدیق کر رہا ہے۔ معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی وحی تھا۔ اس کا نام حدیث ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ۔ (الجمعہ : ۹) اے ایمان والو، جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔

اس آیت سے معلوم ہوا نماز جمعہ کے لئے اذان دی جاتی تھی اور جمعہ کے دن کوئی خاص نماز پڑھی جاتی تھی لیکن قرآن میں نہ اس نماز کا ذکر ہے کہ نماز کب پڑھی جائے نہ اذان کے کلمات کا ذکر ہے کہ اذان کس طرح دی جائے۔ معلوم ہوا قرآن کے علاوہ وحی نازل ہوتی تھی اس کا نام حدیث ہے۔ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھدا ھم اللہ۔ (الزمر : ۱۸)

قرآن مجید اور لوح محفوظ دونوں الگ الگ کتابیں ہیں

منکرینِ حدیث اس جملہ کا بار بار تذکرہ کرتے ہیں : قرآن مجید میں ہر چیز موجود ہے۔ استدلال کے لئے چند آیات بھی پیش کرتے ہیں اس لئے اس کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں۔

انا جعلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون، وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم۔ (الزخرف : ۲) بے شک ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو اور یہ قرآن ہمارے پاس ام الکتاب میں بلند مرتبہ اور حکمت والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کسی بڑی کتاب میں محفوظ تھا، اس بڑی کتاب کو لوح محفوظ یا ام الکتاب کہتے ہیں جس میں ہر قسم کے حالات لکھے ہوتے ہیں اس لئے اس سے قرآن مجید مراد لینا غلط ہے۔

یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب۔ (الرعد : ۳۹) اللہ جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم کو چاہتا ہے ختم کر دیتا ہے اور جس حکم کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔

اللہ رب العالمین قرآن مجید سے جس حکم کو چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے اور جس حکم کو چاہتا ہے قرآن میں باقی رکھتا ہے کیونکہ جہاں سے احکام اترتے ہیں وہ اللہ کے پاس لوح محفوظ میں موجود ہیں اور وہ اصل کتاب ہے جس سے تمام چیزیں حاصل ہوتی ہیں، اس سے قرآن مراد لینا باطل ہے۔

وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء۔ (الانعام: ۳۸) اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلتے ہیں اور جتنے قسم کے پرند اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں سب تمہاری طرح مخلوق ہیں ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے۔

ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ (الانعام: ۵۹) اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی میں اور جو کچھ دریاؤں میں رہتے ہیں اور کوئی پتہ گرتا ہے تو اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں گرتا ہے اور نہ ہی خشک و تر ایسی چیز ہے جس کا ذکر کتاب مبین میں نہیں ہے۔

دنیا میں انواع و اقسام کے مخلوقات پائے جاتے ہیں جس کا حساب انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن ان تمام چیزوں کی تفصیل کتاب مبین میں مرقوم ہے۔ جنگل میں جو پتہ گرتا ہے، دریا میں جو جانور رہتے ہیں، زمین کے اندر جو دانے ہیں خواہ زمین کے کسی بھی حصے اور کسی بھی ملک میں ہو تمام چیزیں کتاب میں مذکور ہیں، لہٰذا ثابت ہوا کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے نہ کہ قرآن مجید کیونکہ قرآن میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔

وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین۔ (یونس: ۶۱) اور زمین و آسمان میں ذرہ برابر چیز بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بڑی کوئی چیز ہے جو کتاب مبین میں محفوظ نہ ہو۔

لا یعزب عنه مثقال ذرة فی السماوات ولا فی الارض ولا اصغر من ذلك ولا اکبر الا فی کتاب مبین۔ (سباء: ۳) کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں ہو سکتا خواہ وہ آسمانوں میں ہوں یا زمین میں نہ کوئی چھوٹی چیز نہ کوئی بڑی چیز مگر سب کتاب مبین میں مرقوم ہیں۔

ان دونوں آیتوں سے بھی یہی معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی چیز خواہ وہ زمین میں ہو یا آسمان میں یا دنیا کے کسی بھی حصے میں تمام چیزیں کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں مذکور ہیں اس لئے اس سے قرآن مجید مراد نہیں ہو سکتا ہے۔

وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها ویعلم مستقرها ومستودعها کل فی کتاب مبین۔ (ہود: ۶) زمین میں کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو، اللہ اس کے جائے قرار اور عارضی مقام دونوں کو جانتا ہے یہ سب کچھ کتاب مبین میں ہیں۔

وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمره الا فی کتاب ان ذلك علی الله یسیر۔ (فاطر: ۱۱) اور نہ کسی کی عمر زیادہ (مقرر) کی جاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم (مقرر) کی جاتی ہے مگر یہ سب کتاب میں محفوظ ہوتا ہے، یہ سب اللہ کے لئے آسان ہے۔

وما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأها ان ذلك علی الله یسیر۔ (الحدید: ۲۲) کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہارے جانوں میں مگر یہ کہ وہ اس سے قبل کہ اسے پیدا کریں کتاب میں لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ بیشک یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے نصف النہار کی طرح واضح ہوگیا کہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جو اللہ رب العالمین کے پاس موجود ہے۔ اس میں ہر چھوٹی بڑی بات مکتوب ہے حتیٰ کہ کسی بھی جانور کا جائے قرار اور عارضی مستقر بھی لکھا ہوتا ہے، کسی کی عمر میں کمی و بیشی بھی کتاب میں مرقوم ہے۔ زمین میں مصیبت نازل ہونے سے قبل اس کتاب میں لکھی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنی عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السماوات والارض۔ (التوبہ: ۳۶) بے شک مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں اس دن سے جس دن زمین و آسمان کو پیدا کیا بارہ ہے۔

بارہ مہینے قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کتاب سے مراد قرآن مجید لینا خود قرآن کی نظر میں غلط ہے، لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ مذکورہ بالا آیات میں کتاب سے مراد صرف لوح محفوظ ہے اس لئے منکرینِ حدیث کا دعویٰ خود قرآن مجید کی روشنی میں باطل ہے۔

وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل فھم لا یھتدون۔ (النمل: ۲۴)

کیا قریش بُت پرست تھے؟

اقتباس دُنیا کے تمام ارباب سیر اور مورخین خواہ مشرق سے متعلق ہوں یا مغرب سے، عیسائی ہوں یا موسائی، مسلم ہوں یا غیر مسلم، الغرض سب کے سب ایک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ قریش مکہ من حیث القوم بت پرست واقع ہوئے ہیں حتیٰ کہ انھوں نے کعبہ اور عین کعبہ میں ایک دو نہیں تین سو ساٹھ بت رکھ چھوڑے تھے اور ان ہی کی پرستش کرتے تھے۔ حیرت ہے کہ آسمان کے نیچے شاید کسی ایک غلط بات پر اجماع اور اتنا منظم اتحاد و اتفاق کبھی نہیں ہوا۔ اس لئے کہ تین سو ساٹھ تو ایک طرف ایک بھی مجسمے کی نشاندہی قرآن پاک سے نہیں کرائی جا سکتی ہے۔

تفہیم قرآن مجید نے واضح کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد صرف اللہ کی عبادت کرنا، اللہ کے احکام کے مطابق عمل کرنا اور غیر اللہ کی عبادت اور اس کے احکام سے اجتناب کرنا ہے۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔ (النحل: ۳۶)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مکۃ المکرمہ میں ہوئی، نبوت مکہ میں ملی، قرآن کے نزول کا آغاز مکہ میں ہوا، قرآن کے اوّل مخاطب قریش مکہ ہیں۔ سب کے سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولادِ ابراہیمؑ ہیں اس کے باوجود مکہ میں اسلام کی نشرو اشاعت نہیں ہوئی۔ قریش مکہ کو قرآن نے کس کس انداز سے مخاطب کیا ہے ملاحظہ فرمائیے:

وانذر عشیرتک الاقربین۔ (الشعراء: ۲۱۴) اور اپنے نزدیک ترین قرابت داروں کو (عذاب الٰہی) سے ڈرائے۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر بطون قریش کو آواز لگائی تو قریش کے قبائل آپ کے پاس جمع ہو گئے، آپ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا: "اے جماعت قریش اللہ کی عبادت کرو اور اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ" تو ابولہب نے جواب دیا: تبالک یا محمد الھذا جمعتنا (اے محمدؐ تمہاری تباہی ہو کیا تم نے ہم لوگوں کو اسی لئے جمع کیا؟) اس وقت سورہ تبت یدا ابی لہب وتب (ابولہب کے دونوں ہاتھ غارت ہوں اور وہ خود غارت ہو) نازل ہوئی۔

یہ بانگِ درا غایتِ تبلیغ تھی، رسول اللہؐ نے اپنے قریب ترین لوگوں پر واضح کر دیا کہ اب اس رسالت کی تصدیق ہی پر تعلقات موقوف ہیں، اس آواز کی گونج ابھی مکہ مکرمہ میں سُنائی ہی دے رہی تھی کہ اللہ کا ایک اور حکم نازل ہوا:

فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین انا کفینٰک المستھزئین الذین یجعلون مع اللہ الٰھا اٰخر۔ (الحجر: ۹۴) آپ کو جو حکم ملا ہے اس کو کھول کر بیان کر دیجئے اور مشرکین سے رُخ پھیر لیجیے، ٹھٹھے بازوں کے لئے جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بناتے ہیں ہم تیری طرف سے کافی ہیں۔

اس حکم کے بعد رسول اللہؐ نے شرک کا پردہ چاک کرنا اور بتوں کی قدر و قیمت کو واشگاف کرنا شروع کر دیا۔ اللہ نے قریش مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے ایک مکمل سورہ نازل کیا:

لایلٰف قریش ایلٰفھم رحلۃ الشتاء والصیف فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع واٰمنھم من خوف۔ قریش کو سردی دگرمی کے سفر سے الفت رکھنے پر تعجب ہے، پس ان کو چاہیئے کہ خانۂ کعبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رب کی عبادت کریں جو اُن کو بھوک میں کھانا کھلاتا ہے اور جس نے خوف سے ان کو امن میں رکھا ہے۔

قریش مکہ کی عبادت کا کیا طریقہ تھا سُنیئے

وما کان صلاتھم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ (الانفال : ۳۵)۔ اور ان کی عبادت (نماز) بھی خانہ کعبہ کے پاس صرف سیٹی اور تالی (کی شکل میں) ہوتی تھی۔

و لتنذر ام القری و من حولھا (الانعام : ۹۲) اور تاکہ آپ مکہ و مضافات والوں کو ڈرائیں۔

انما امرت ان اعبد رب ھذہ البلدۃ الذی حرمھا و لہ کل شیٔ و امرت ان اکون من المسلمین۔ (النمل : ۹۱) مجھے صرف یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم بنایا ہے تمام چیزیں اسی کی زیر فرمان ہیں اور مجھے حکم ملا ہے میں مسلمان ہو جاؤں۔

مکہ ایک ایسی آواز سُن کر جس میں بُت پرستوں کو گمراہ کیا گیا تھا احساسِ غضب سے پھٹ پڑا اور شدّت استغراب و استنکار سے موج مارنے لگا جس نے پُرسکون فضا کو ہلا کر رکھ دیا کیونکہ قریش جانتے تھے کہ غیر اللہ کی الوہیت کے انکار اور رسالت و آخرت پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہوتا ہے، یعنی مکّہ والوں کو دینی رنگ میں اہلِ عرب پر جو فوقیت و سرداری حاصل تھی اس کا صفایا ہو جائے گا، اور اللہ و رسول اللہؐ کی مرضی کے مقابل میں انہیں اپنی مرضی پر عمل پیرا ہونے کا اختیار نہ رہے گا اس لئے ان کی طبیعت اس رسواکن پوزیشن کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی، کیا اس کے باوجود کوئی عقلمند انسان دعویٰ کر سکتا ہے کہ مکّہ والے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد بت پرست نہ تھی۔ کفّار مکہ کے بعض عقائد کو بھی دیکھتے چلئے:

افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری الکم الذکر و لہ الانثیٰ تلک اذا قسمۃ ضیزی ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و آباءکم ما انزل اللہ بھا من سلطان (النجم : ۱۹-۲۴) کیا تم نے لات و عزیٰ اور تیسرے منات پر کبھی غور کیا؟ کیا تمہارے لئے بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں ہیں؟ یہ تقسیم بڑی بھونڈی ہے، یہ تمہارے معبود (بُت) صرف نام ہی نام کے ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ لئے ہیں۔

ان بتوں کے تعلق سے موصوف کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیے: (رہا قرآن کریم میں لات، منات اور عزیٰ کا ذکر تو یہ محض فرضی نام ہیں جو جہالت کی بنا پر گڑھ لئے گئے تھے ورنہ دراصل خارج میں ان کا کوئی پیکر (اسٹیچو) نہ تھا)۔ دیکھا آپ نے قرآن کی تاویل کس طرح کی جاتی ہے۔

ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھولاء شفعاءنا عند اللہ۔ (یونس: ۱۸) اور اللہ کے علاوہ ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے دربار میں ہماری سفارش کریں گے۔

والذین اتخذوا من دونہ اولیاء مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی۔ (الزمر: ۳) اور جو لوگ اللہ کے علاوہ اوروں کو حاجت روا بناتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے بالکل قریب کر دے۔

مشرکین عرب بتوں کے نام پر قربانیاں پیش کرتے تھے، ان جانوروں کو کبھی بتوں کے استھانوں پر لے جاکر ذبح کرتے اور کبھی دوسری جگہ بھی ذبح کرتے لیکن بتوں ہی کے نام پر ذبح کرتے۔ قرآن مجید نے دونوں طریقے کا ذکر کیا ہے: وما ذبح علی النصب۔ (المائدہ: ۳) اور وہ جانور بھی حرام ہیں جو بتوں کے آستانوں پر ذبح کئے گئے ہوں۔ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ (المائدہ: ۳) یعنی اس جانور کا بھی گوشت کھانا حرام ہے جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

وجعلوا للہ مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا۔ (الانعام: ۱۳۶)۔ اور (مشرکین) اپنی صوابدید کے مطابق اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور جانوروں میں سے اللہ کا حصہ مقرر کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کے لئے ہے اور یہ ہمارے (بتوں) شرکاء کے لئے ہے۔

وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر لا یطعمھا الا من نشاء بزعمھم۔ (الانعام: ۱۳۸)۔ ان مشرکین نے کہا یہ چوپائے اور کھیتیاں ممنوع ہیں، انہیں کوئی نہیں کھا سکتا ہے مگر وہی جس کو ہم اپنے خیال میں چاہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقالوا ما فی بطون ھذہ الانعام خالصۃ لذکورنا ومحرم علی ازواجنا۔ (الانعام: ۱۳۹)۔ اور مشرکین نے کہا کہ ان چوپایوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور یہ ہماری عورتوں پر حرام ہے۔

وما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب۔ (المائدہ: ۱۰۳)۔ اللہ نے نہ کوئی بحیرہ، نہ کوئی سائبہ، نہ کوئی وصیلہ اور نہ کوئی حامی بنایا ہے لیکن جن لوگوں نے کفر کیا وہ اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں۔

وکذالک زین لکثیر من المشرکین قتل اولاد ھم شرکاء ھم۔ (الانعام: ۱۳۷) اور اس طرح بہت سے مشرکوں کو اولاد کا مار ڈالنا ان کے معبودوں نے مستحسن بنا دیا تھا۔

اللہ کے علاوہ جس کی عبادت و پرستش کی جاتی ہے اس کو "الہ" کہا جاتا ہے، جس کی جمع: الھہ: آتی ہے۔ مشرکین اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی بھی عبادت اور پوجا پاٹ کرتے تھے۔ اللہ نے بہت ساری آیات میں واضح کر دیا کہ خود ساختہ معبود حقیقی الہ نہیں بن سکتا۔ اس لیے صرف ایک الہ: اللہ: کی عبادت کرو۔ اللہ کے علاوہ ہر الہ: باطل کالعدم اور ناقابل عبادت ہے۔

صٓ، والقرآن ذی الذکر بل الذین کفروا فی عزۃ وشقاق، کم اھلکنا من قبلھم من قرن فنادوا ولات حین مناص وعجبوا ان جاء ھم منذر منھم وقال الکافرون ھذا ساحر کذاب، اجعل الآلھۃ الھا واحدا ان ھذا لشئ عجاب۔ (ص: ۱-۵) صٓ، قسم ہے نصیحت بھرے قرآن کی بلکہ جنہوں نے کفر کیا ہیکڑی اور ضد میں ہیں، ہم نے کتنی ہی قوموں کو اس سے قبل ہلاک کر دیا اور وہ چیخے چلائے (لیکن اس وقت) جب بچنے کا وقت نہ تھا، انہیں تعجب ہوا کہ ان کے پاس خود ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آیا۔ کافر کہتے ہیں یہ جادوگر ہے، بڑا جھوٹا ہے، کیا اس نے سارے معبودوں کی جگہ بس ایک ہی معبود بنا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

واذا تتلی علیھم آیتنا بینات قالوا ما ھذا الا رجل یرید ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یصدکم عما کان یعبد اٰباءنا۔ (سبا: ۴۳) اور جب ہمارے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو صرف ایک آدمی ہے جو تم کو تمہارے باپ دادا کے معبودوں کی عبادت سے روکنا چاہتا ہے۔

واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ ائنکم لتشھدون ان مع اللہ الٰھۃ اخری قل لا اشھد قل انما ھو الٰہ واحد واننی بری مما تشرکون۔ (الانعام: ۱۹) اور یہ قرآن میری طرف اس لئے وحی کیا گیا ہے کہ میں تم کو اور جن کو یہ پیغام پہنچے عذاب سے ڈراؤں، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں تو میں کہتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ معبود صرف ایک اللہ ہے اور میں یقیناً شرک سے بیزار ہوں۔

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین، قل انما یوحی الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد فھل انتم مسلمون۔ (الانبیاء: ۱۰۸) ہم نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی ہے کیا تم لوگ اسلام قبول کرو گے؟

اتبع ما اوحی الیک من ربک لا الٰہ الا ھو واعرض عن المشرکین۔ (الانعام: ۱۰۶)۔ جو تیرے رب کی طرف سے وحی ہوئی ہے اس کی پیروی کر اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور مشرکین سے تو اعراض کر۔

ذٰلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ ولا تجعل مع اللہ الٰھا اٰخر فتلقی فی جھنم ملوما مدحورا۔ (الاسراء: ۳۹)۔ یہ باتیں عقل و حکمت کی ہیں جو تیرا رب تمہاری طرف بذریعہ وحی بھیجتا ہے اور اللہ کے ساتھ کسی کو معبود نہ بناؤ ورنہ شرمندہ و ذلیل ہو کر جہنم میں ڈالے جاؤ گے۔

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا۔ (الانعام: ۱۵۱)۔ آپ کہہ دیجئے آؤ میں تم کو بتلاتا ہوں جن چیزوں کو تمہارے رب نے تمہارے اوپر حرام کیا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آیات سے نصف النہار کی طرح واضح ہو گیا کہ مکہ والے بت پرست تھے، شرک عرب کی گھٹی اور رگ رگ میں سرایت کر گیا تھا لیکن موصوف اس کا انکار کرتے ہیں۔
"مخزنِ علم و بصیرت" سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے: (حضرت ابراہیمؑ کی زبانی دُعائیہ پیرایہ میں پیش کر کے اس غیبی نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ پورے کرۂ ارض پر مکہ اور صرف مکہ کی ارض مقدسہ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ خطہ روزِ اول ہی سے بت پرستی کی آلائشوں سے پاک رہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ پاک رہے گا۔ نیز یہ کہ اولادِ اسماعیلؑ نہ کبھی بت پرست رہی ہے اور نہ کبھی بت پرستی کرے گی۔ واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا البلد اٰمنا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام۔ یعنی اور اس وقت یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار اس شہر (مکہ) کو امن والا شہر کر دے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے دور رکھیو' وما یذکر الا اولوا الالباب) - دیکھا آپ نے موصوف کا نظریہ!

مکۃ المکرمہ کی آبادی کا آغاز حضرت ابراہیمؑ سے ہوا۔ ان ہی کی نسل سے مکہ آباد ہوا۔ خود رسول اللہ ﷺ بھی ان ہی کی نسل سے تھے۔ جس وقت قرآن نازل ہو رہا تھا اس وقت بھی مکہ والے بت پرست تھے۔ جب کفار مکہ نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ دین سے روکنے کی حکمت کارگر نہیں ہو رہی ہے تو پھر غور و خوض کیا اور آپ کی دعوت کا قلع قمع کرنے کے لئے ہنسی، ٹھٹھا، مذاق، تحقیر، استہزاء اور تکذیب شروع کی تاکہ مسلمانوں کو بددل کر کے ان کے حوصلے توڑ دئے جائیں۔

اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا۔ (الانعام: ۵۳)۔ اچھا یہی حضرات ہیں جن پر اللہ نے ہمارے درمیان احسان کیا ہے؟

وان یکاد الذین کفروا لیزلقونك بابصارھم لما سمعوا الذکر ویقولون انہ لمجنون۔ (القلم: ۵۱)۔ اور جب کفار اس قرآن کو سنتے ہیں تو ایسی نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ گویا آپ کے قدم اکھاڑ دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ یقیناً پاگل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنوا یضحکون واذا مروا بہم یتغامزون ۔ (المطففین : ۳۱) ۔ جو لوگ مجرم ہیں وہ ایمان لانے والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو آنکھیں مارتے ہیں ۔

وقالوا لولا نزل ھذا القراٰن علیٰ رجل من القریتین عظیم ۔ (الزخرف : ۳۱) ۔ اور کفار نے کہا ان دونوں بستیوں (مکّہ و طائف) میں سے کسی عظیم شخصیت پر یہ قرآن کیوں نہیں نازل کیا گیا ؟

مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق ۔ (الفرقان : ۷) یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے ؟

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القراٰن والغوا فیہ لعلکم تغلبون ۔ (حٰمٓ السجدۃ ۲۶) اور کافروں نے کہا اس قرآن کو مت سُنو اور اس میں اودھم مچاؤ تاکہ تم ہی غالب رہو ۔

ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام الذی جعلناہ للناس سواء العاکف بہ والباد ۔ (الحج : ۲۵) ۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں (مسلمانوں کو) اللہ کے راستہ اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے تمام آدمیوں کے لئے مقرر کیا ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا سب برابر ہیں ۔

وقالوا یایھا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون ۔ (الحجر : ۶) اور کفار نے یوں کہا اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تو یقیناً پاگل ہے ۔

انھم کانوا اذا قیل لھم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون ویقولون ائنا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون ۔ (الصافات : ۳۵) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو تکبر کیا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کیا ایک مجنون شاعر کے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں ؟

فالذین کفروا ھم المکیدون ام لھم الٰہ غیر اللہ سبحان اللہ عما یشرکون ۔ (الطور : ۴۳) : پس کفار چال چلتے رہتے ہیں کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے ۔ اللہ ان کے شرک سے پاک ہے ۔

کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ والذین معہ کے خلاف اس ہتھیار کو استعمال کیا جس کی طاقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی لیکن جب کسی طرح کامیاب نہ ہو سکے تو دوسری راہ لی اور مصالحت پر آمادہ ہو گئے اور کہا اے محمد جسے تم پوجتے ہو اسے ہم بھی پوجیں گے اور جسے ہم پوجتے ہیں اسے تم بھی پوجا کرو اس طرح ہم اور تم اس کام میں مشترک ہو جائیں گے۔ رسول اللہ نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس فیصلہ کن جواب کے ذریعے ان کی مضحکہ خیز گفت وشنید کی جڑ کاٹ دی گئی۔

قل انما امرت ان اعبد اللہ ولا اشرک بہ الیہ ادعو والیہ مآب۔ (رعد: ۳۶) آپ کہہ دیجئے مجھے تو بس یہی حکم ملا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ اسی کی طرف میں بلاتا ہوں اور اسی کی طرف ٹھکانہ ہے۔

قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاھلون۔ (الزمر: ٦٤) آپ کہہ دیجئے اے جہلاء کیا تم مجھے حکم دیتے ہو اللہ کے علاوہ دوسرے کی عبادت کروں؟

قل انی نہیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ لما جاء نی البینات من ربی وامرت ان اسلم لرب العالمین۔ (المومن: ٦٦) آپ کہہ دیجئے اللہ کی طرف سے واضح دلائل آچکے ہیں مجھ کو منع کر دیا ہے کہ اس کی عبادت کروں جس کی عبادت تم اللہ کے علاوہ کرتے ہو اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں صرف اللہ رب العالمین کے سامنے گردن جھکاؤں۔

قل یا ایہا الناس ان کنتم فی شک من دینی فلا اعبد الذین تعبدون من دون اللہ ولکن اعبد اللہ۔ (یونس: ۱۰۴) آپ کہہ دیجئے اے لوگو! اگر تم میرے دین میں شک کرتے ہو تو اللہ کے علاوہ جس کی تم لوگ عبادت کرتے ہو اس کی عبادت میں نہیں کروں گا بلکہ میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔

قل ھل من شرکائکم من یھدی الی الحق قل اللہ یھدی للحق، افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع۔ (یونس: ۳۵) آپ کہہ دیجئے اللہ تو حق کی راہ دکھاتا ہے اس کا اتباع کرنا بہت ہی زیادہ مناسب ہے۔

فلا تک فی مریۃ مما یعبد ھؤلآء ما یعبدون الا کما یعبد اباؤھم من قبل۔ (ہود: ۱۰۹) جن معبودوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اس میں شک نہ کیجئے یہ لوگ اسی طرح عبادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کر رہے ہیں جس طرح اس سے قبل ان کے آباء و اجداد عبادت کرتے تھے۔

قل یایھا الکفرون لا اعبد ما تعبدون، ولا انتم عابدون ما اعبد، ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عابدون ما اعبد، لکم دینکم ولی دین۔ (الکافرون)۔

آپ کافروں سے کہہ دیجئے اے کافرو! میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو، اور نہ تم اس کی عبادت کرتے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ آئندہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم کرتے ہو، تمہارا دین تمہارے لئے ہے، میرا دین میرے لئے ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ، صنادید مکہ، رؤساء مکہ کو دو ٹوک فیصلہ سنا دیا تو اس فیصلہ کن جواب کو سن کر کفار مکہ رسول اللہ والذین معہ کے دشمن ہو گئے اور مکہ کی زمین رسول اللہ ﷺ و صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے تنگ ہو گئی اور ہجرت پر مجبور ہو گئے چنانچہ مسلمانوں نے مکہ مکرمہ کو خالی کر دیا۔

واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون۔ (الانفال: ۳۰) اور آپ اس موقع کو یاد کیجئے جب کفار آپ کے خلاف سازش کر رہے تھے تاکہ آپ کو قید کر دیں، یا قتل کر دیں، یا نکال باہر کریں، اور وہ لوگ خفیہ تدبیریں کر رہے تھے۔

وقد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم۔ (الممتحنہ: ۱) اور تحقیق کہ جو دین حق تمہارے پاس آچکا ہے وہ اس کے منکر ہیں۔ وہ رسول کو اور تم کو اس لئے نکال باہر کرتے ہیں کہ تم سب (صرف) ایک اللہ رب العالمین پر ایمان لائے ہو۔

الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔ (الحج: ۴۰)۔
جو لوگ اپنے گھروں سے ناحق محض اس بنا پر نکالے گئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب صرف اللہ ہے۔

للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم۔ (الحشر: ۸)۔
دیکھو ان فقراء مہاجرین کو جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے ہیں۔

ان حقائق و دلائل کے باوجود موصوف کا دعویٰ ہے کہ قریش مکہ بت پرست اور مشرک نہیں تھے۔ ایک اور اقتباس ملاحظ فرمائیے: (جس نے اپنا سب کچھ لٹا کر توحید پرستی کے مفہوم کو عملی طور پر مکمل کر کے دکھلایا اور اپنے جگر گوشہ فرزند وحید کی قربانی کی پیشکش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے دُنیا میں جماعت صدیقین کے لئے ایک عدیم النظیر مثال قائم کر دی ہو اس کی دُعا صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔)

ہجرت کے بعد بھی کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرامؓ کو آرام و سکون سے رہنے نہیں دیا اور قریش کی انانیت نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ پانچ سو کیلو میٹر دور دراز علاقے میں اللہ رب العالمین کی عبادت ہو بلکہ عرب کو لے کر مدینہ منورہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی کوشش کی اور کئی ایک جنگیں کیں۔ اللہ رب العالمین نے سورہ انفال اور احزاب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم وبئس المہاد، قد کان لکم ایۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخری کافرۃ۔ (آل عمران: ۱۳)۔ ان کافروں سے کہہ دیجئے عنقریب مغلوب ہوگے اور جہنم کی طرف ہانکے جاؤگے اور وہ برا ٹھکانہ ہے، جن دو گروہوں میں ٹکر ہوئی ان میں تمہارے لئے نشانی ہے۔ ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا کافر تھا۔

والذین اٰمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت۔ (النساء: ۷۶)۔ اور جو لوگ مومن ہیں وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔

والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت۔ (البقرہ: ۲۵۷) اور جو لوگ کافر ہیں ان کے ولی طاغوت ہیں۔

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔ (النحل: ۳۶) اور ہم نے ہر اُمت میں رسول بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (کی عبادت) سے بچو۔

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین۔ (الانفال: ۹)۔ جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اللہ نے جواب دیا کہ میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے۔

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الناس فاواکم وایدکم بنصرہ و رزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون۔ (الانعام:۲۶) اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے زمین میں کمزور تھے، ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک لے جائیں گے پس اس نے تمہیں ٹھکانہ مرحمت فرمایا اور اپنی مدد کے ذریعہ تمہاری تائید کی اور تمہیں پاکیزہ روزی دی تاکہ تم لوگ اس کا شکریہ ادا کرو۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون۔ (آل عمران:۲۳)۔ اور تحقیق کہ اللہ نے (جنگ) بدر کے موقع پر جبکہ تم نہایت کمزور تھے تمہاری مدد کی پس تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گذار بن جاؤ۔

ولا تھنوا فی ابتغاء القوم ان تکونوا تالمون فانھم یالمون کما تالمون و ترجون من اللہ ما لا یرجون۔ (النساء: ۱۰۴) تم قوم (مشرکین) کے تعاقب میں ڈھیلے نہ پڑو۔ اگر الم محسوس کرتے ہو تو تمہاری طرح وہ بھی الم محسوس کرتے ہیں اور تم لوگ اللہ سے اس چیز کی اُمید رکھتے ہو جس کی وہ اُمید نہیں رکھتے۔

مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن قریش تھے۔ مکہ میں مسلمان قریش کے زیر دست تھے۔ وہ مسلمانوں کے خلاف منظم نہایت صبر آزما نفسیاتی حربے استعمال کر چکے تھے، جب مُسلمانوں نے مدینہ ہجرت کی تو قریش ان کی جائداد و مکانات پر قبضہ کر چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے اور آپ کی دعوت کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کیلئے خوفناک سازشیں کر چکے تھے۔ لیکن جب مسلمان کسی طرح بچ بچا کر پانچ سو کیلومیٹر دور مدینہ پہنچے تو قریش کو بیت اللہ کی وجہ سے اہلِ عرب کے درمیان دینی قیادت و دُنیاوی سیادت کا جو منصب حاصل تھا اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سارے عرب کو مسلمانوں کے خلاف متحد کر دیا جس کی وجہ سے مدینہ میں مسلمانوں کے وجود کے لئے چیلنج بن گیا! چنانچہ مسلمان نہ ہتھیار کے بغیر رات گذارتے تھے اور نہ ہتھیار کے بغیر صبح کرتے تھے۔ ایسی صورت میں اللہ رب العالمین نے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دے دی۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔ (الحج: ۳۹)۔ جن لوگوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کی جارہی ہے انھیں بھی جنگ کی اجازت دی گئی کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قادر ہے، وہ اپنے گھروں سے اس لئے نکال باہر کیے گئے کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔
رسول اللہ ؐ و صحابہ کرام ؓ نے کفار سے کئی ایک جنگیں کیں۔ یہ جنگ صرف اللہ کی عبادت اور بتوں سے بیزاری کے لئے تھی اس کے علاوہ دوسرا کوئی مقصد نہیں تھا۔ اسی مقصد کے لئے آٹھ ہجری ماہ رمضان میں مکہ مکرمہ فتح کیا گیا اور خانہ کعبہ کو بتوں ہی سے صرف پاک و صاف نہیں کیا گیا بلکہ ان مشرکین سے بھی خانہ کعبہ کو پاک و صاف کیا گیا جو بتوں کی عبادت خانہ کعبہ کے اندر کرتے آئے تھے۔

یا یھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا و ان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء اللہ۔ (التوبہ : ۲۸)۔ اے ایمان والو! مشرکین نجس ہیں پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ آئیں اور اگر تم تنگی سے ڈرتے ہو تو اللہ اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے تم کو غنی کر دے گا۔

و اذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بری من المشرکین و رسولہ۔ (التوبہ : ۳) اور حج اکبر کے روز اللہ و رسول کی طرف سے تمام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ و رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔

لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ اٰمنین محلقین رؤسکم و مقصرین لا تخافون۔ (الفتح : ۲۷)۔ اللہ نے اپنے رسول کو بالکل سچا خواب دکھایا کہ تم لوگ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے ان شاء اللہ اس حال میں کہ تم سر منڈائے اور بال ترشوائے ہوئے ہو گے کسی کا خوف تم کو نہیں ہوگا۔

یہ وہ فتح اعظم ہے جس کے ذریعہ اللہ نے اپنے دین کو، اپنے رسول کو، اپنے لشکر کو اور اپنے امانتدار گروہ کو عزت بخشی اور اپنے شہر کو، اپنے گھر کو جسے دنیا والوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنایا ہے۔ کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے چھٹکارا دیا اور بتوں سے پاک و صاف کرایا جس کی وجہ سے لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے اور روئے زمین کا چہرہ روشنی اور چمک دمک سے جگمگا اٹھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخزن علم وبصیرت کا اس اقتباس کو ایک مرتبہ پھر پڑھئے : (دنیا کے تمام ارباب سیر اور مورخین خواہ مشرق سے متعلق ہوں یا مغرب سے، عیسائی ہوں یا موسائی، مسلم ہوں یا غیر مسلم، الغرض سب کے سب ایک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ قریش مکہ من حیث القوم بت پرست واقع ہوئے تھے حتیٰ کہ انھوں نے کعبہ اور عین کعبہ میں ایک دو نہیں بلکہ تین سو ساٹھ بت رکھ چھوڑے تھے اور انہیں کی پرستش کرتے تھے، حیرت ہے کہ آسمان کے نیچے (دانستہ یا نادانستہ طور پر) شاید کسی ایک غلط بات پر ایسا اجماع اور اتنا منظم اتحاد و اتفاق کبھی نہیں ہوا، اس لئے کہ تین سو ساٹھ تو ایک طرف ایک بھی ایسے مجسمے کی نشاندہی قرآن پاک سے نہیں کرائی جاسکتی جسے قریش نے تراشا ہو اور اسی کی مجاوری کرتے ہوں، چہ جائیکہ عین کعبہ کے اندر سیکڑوں بُت جاگزیں تھے، سبحانك هذا بهتان عظيم)

دیکھا آپ نے جس پر تمام مذاہب اور تمام اقوام کا اتفاق و اتحاد ہے اس کو صرف ایک جملہ (قرآن سے نشاندہی نہیں کراسکتے) کہہ کر انکار کر دیا۔ قرآن مجید میں کسی چیز کا عدم بیان و ذکر سے عدم وجود کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ چند آیات ملاحظہ فرمائیے تو معلوم ہو جائے گا کہ قرآن مجید کا انداز بیان کیا ہے۔

ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك و منهم لم نقصص عليك ۔ (المومن : ۷۸) اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ہیں، ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعض وہ ہیں جن کا قصہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔

ورسلا قد قصصناهم عليك من قبل و رسلا لم نقصصهم عليك ۔ (النساء: ۱۶۴) اور بہت سے رسولوں کا حال اس سے قبل ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بہت سے رسول کا حال آپ سے بیان نہیں کیا۔

قرآن مجید میں صرف پچیس انبیاء کرام کا ذکر آیا ہے وہ یہ ہیں : (آدم، نوح، ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب، یوسف، داؤد، سلیمان، ایوب، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، ادریس، یونس، ہود، شعیب، صالح، لوط، الیاس، الیسع، ذوالکفل، عیسیٰ اور محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلوات اللہ علیہم اجمعین) ۔ کیا ان انبیاء عظامؑ کے علاوہ دیگر انبیاء کرامؑ کا ذکر حدیث یا تاریخ میں مل جائے تو ان کا انکار کر دیا جائے گا جبکہ قرآن کہتا ہے کہ ان سے زیادہ انبیاء کرام مبعوث کیے گئے ہیں۔

قرآن میں جن بتوں کا ذکر نام کے ساتھ ہوا ہے اس پر بھی ایک نظر ڈالتے ہوئے چلئے۔ وہ بت یہ ہیں : (ود ، سواع ، یغوث ، یعوق ، نسر (نوح : ۲۳، ۲۴) بعل (الصفا ۱۲۵) لات ، عزیٰ ، منات (النجم : ۱۹، ۲۰) الشعریٰ (النجم : ۴۹) ، عجل (البقرہ : ۵۱، ۵۴، ۹۲، ۹۳ - النساء : ۱۵۳ - الاعراف : ۱۴۸ ، ۱۵۲ - طٰہٰ : ۸۸) ان بتوں میں ان بتوں کا نام نہیں ہے جن کو حضرت ابراہیمؑ نے توڑا تھا ۔ یہ بھی مذکور نہیں ہے کہ ان بتوں کو حضرت ابراہیمؑ نے کہاں توڑا تھا ؟ ان بتوں کی تعداد کیا تھی ؟ وغیرہ وغیرہ ۔ کیا اس کا منکرین حدیث کے پاس کوئی جواب ہے ؟ یقیناً نہیں ہے ۔ فبھت الذی کفر واللہ لا یھدی القوم الظالمین ۔ (البقرہ : ۲۵۸)

نماز کیسے پڑھیں؟

اقتباس قارئین کرام ! ارسال رسالت کی کوئی ایسی ساعت نہیں گزری جبکہ ان کی قوموں اور امتوں سے صلوٰۃ و زکوٰۃ کا میثاق نہ لیا گیا ہو ، البتہ نتیجہ کے اعتبار سے اکثریت صلوٰۃ (نماز) کو ضائع کرنے والی رہی مگر اقلیتی فرقہ صلوٰۃ (نماز) کی حفاظت کرنے والا اور اس کا پابند رہا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے : واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا وذی القربی والیتامیٰ والمساکین وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ ثم تولیتم الا قلیلا منکم وانتم معرضون ۔ (البقرہ : ۸۳) یعنی ہم نے (رسولوں کی معرفت) بنی اسرائیل سے میثاق لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کرو اور اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرتے رہو اور قربتداروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہو اور لوگوں سے بھلی باتیں کہتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر تم اس میثاق کے بعد پھر گئے سوائے تھوڑے لوگوں کے اور تم تو پھرے ہی رہتے ہو۔

مسئلہ متنازعہ فیہ یہ ہے کہ نزول قرآن کے وقت کیا واقعی سب کے سب صلوٰۃ (نماز) کے ضائع کرنے والے اور شہوات کی پیروی کرنے والے گمراہ و فاسق جہنمی ہی تھے جیساکہ اکثر روایات پرست لوگ سورہ مریم کی آیت فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا ۹/۵۹، اور سورہ انفال کی آیت وما کان صلاتھم عند البیت الامکاء وتصدیۃ ۸/۳۵ سے استدلال کرنے کی سعئ لاحاصل کرتے ہیں۔

تفہیم موصوف نے جس آیت کو پیش کیا ہے اس میں خود ہی یہ مذکور ہے کہ چند ہی افراد میثاق پر قائم تھے، کیا بعد کے ادوار میں بھی اقلیتی فرقہ کے لوگ اس میثاق پر قائم تھے یا وقت اور حالات کے ساتھ لوگ بھی بدل گئے۔ چند آیات ملاحظہ کیجئے:

والذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخاسرون۔ (البقرہ: ۲۷) جو لوگ عہد کے بعد میثاق توڑتے ہیں اور جن تعلقات کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے ان کو توڑتے ہیں اور روئے زمین پر فساد کرتے ہیں یہی لوگ خسارے میں ہیں۔

فبما نقضھم میثاقھم لعناھم وجعلنا قلوبھم قاسیۃ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ (المائدہ: ۱۳) پس صرف میثاق سے اعراض کرنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا ہے وہ کلام الٰہی میں تحریف کرتے تھے۔

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون (البقرہ: ۷۹)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس ہلاکت و تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضے پر تھوڑا سا فائدہ حاصل کرلیں۔ ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا ہوا بھی ان کے لئے تباہی کا سامان ہے اور ان کی یہ کمائی بھی ان کے لئے موجب ہلاکت ہے۔

ولقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل وارسلنا الیهم رسولا کلما جاءهم رسول بما لا تهوی انفسهم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون (المائدہ: ۷۰) اور ہم نے بنی اسرائیل سے میثاق لیا تھا اور ہم نے ان کے پاس بہت سے رسول بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول ایسا حکم لاتے جس کو ان کی طبیعت نہیں چاہتی تھی تو بعضوں کو جھٹلاتے اور بعضوں کو قتل کرڈالتے تھے۔

افکلما جاءکم رسول بما لا تهوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم و فریقا تقتلون (البقرہ: ۸۷) جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسا حکم لاتے جو تمہاری طبیعت کے خلاف ہوتا تو تم تکبر کرتے۔ پھر تم نے بعض کی تکذیب کی اور بعض کو قتل کرڈالا۔

ان آیات سے بالکل ہی روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اللہ رب العالمین نے بنی اسرائیل سے انبیاءؑ کی معرفت جو عہد و میثاق لیا تھا اس کو صرف فراموش ہی نہیں کیا بلکہ روئے زمین پر فتنہ و فساد برپا کیا۔ اللہ کی کتاب میں تکذیب و تحریف کیا اور اپنے ہاتھوں سے لکھ کر کہا یہی کلام الٰہی ہے۔ عہد و میثاق کی تجدید کے لئے جب کوئی رسول مبعوث کیا جاتا تو ایک طبقہ رسول کی تکذیب کرتا اور دوسرا طبقہ رسول کو قتل کرڈالتا۔

دیکھا آپ نے حضرت ابراہیمؑ کے گذر جانے کے بعد بنی اسرائیل کا کیا حال تھا۔ وہ رسول کی رسالت بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اس کے باوجود موصوف لکھتے ہیں: (مسئلہ متنازعہ فیہ یہ ہے کہ ......) یہ متنازعہ فیہ مسئلہ کن لوگوں کے درمیان؟ کیا مسلمانوں کے درمیان آپسی اختلاف؟ کیا یہود و نصاریٰ کے درمیان اختلاف؟ کیا مسلم و غیر مسلم کے درمیان اختلاف؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ منکرینِ حدیث کے خودساختہ نظریہ کے خلاف ہے جو حدیث دشمنی کا نتیجہ ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقتباس واذ بوانا لابراھیم مکان البیت ان لا تشرك بی شیئًا وطہر بیتی للطائفین والقائمین والرکع السجود۔

اور جب ہم نے ابراہیمؑ کو نشانی کرادی خانہ کعبہ کی بنیاد ڈالنے کی اور یہ حکم دیا کہ میری عبادت میں ذرّہ برابر بھی کسی کو شریک نہ کرنا اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو صاف ستھرا رکھنا (ہم کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔)

سوال یہ ہے کہ آخر حضرت ابراہیمؑ کب تک خانہ کعبہ کو صاف ستھرا کرکے نماز قائم رکھتے۔ انہیں اس عالم فانی میں ہمیشہ رہنا تو نہ تھا؟ آخر آپ کی وفات کے بعد کیا ہوا۔ کیا خانہ کعبہ ویران وسنسان ہوگیا؟ یہی چیز سوچنے اور سمجھنے کی ہے۔

تفہیم انبیاء کرامؑ کے گذر جانے کے بعد ان کی اولاد اور امتوں کا عمل کیسا تھا قرآن مجید نے ایسے واقعات کو عبرت ونصیحت کے لئے بار بار ذکر کیا ہے۔ دیکھنے والی نظر، سمجھنے والی عقل اور غور وفکر کرنے والا دل و دماغ چاہیئے۔

اولٰئك الذین انعم اللہ علیہم من النبیین من ذریۃ اٰدم وممن حملنا مع نوح ومن ذریۃ ابراھیم واسرائیل وممن ھدینا واجتبینا اذا تتلی علیہم اٰیات الرحمٰن خروا سجدا وبکیا فخلف من بعد ھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیا۔ (مریم: ۵۸-۵۹) یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص انعام فرمایا یہ آدم کی اولاد میں نبی ہیں اور ان کی نسل سے ہیں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور یہ لوگ ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور برگزیدہ بنایا تھا۔ جب ان کو اللہ کی آیتیں سُنائی جاتیں تو روتے روتے سجدے میں گر پڑتے، پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے کہ انھوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی شہوات کے پیچھے پڑگئے۔ پس اس کی پاداش اُٹھائیں گے۔

یا یہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم وان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون فتقطعوا امرھم بینہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ن بما کل حزب بما لدیھم فرحون۔ (المومنون: ۵۱-۵۲) اے رسولو! حلال طیب غذا کھایا کرو اور نیک عمل کیا کرو بیشک میں تمہارے نیک کاموں پر مطلع ہوں اور یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے ۔ میں تمہارا رب ہوں۔ پس تم مجھ سے ڈرتے رہو تو ان لوگوں نے اپنے دین میں الگ طریقہ ایجاد کیا، ہر جماعت کے پاس جو دین ہے اس سے وہ خوش ہے۔

یا یھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مومنین. واذا نادیتم الی الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوا ولعبا ذلک بانھم قوم لا یعقلون. (المائدہ: ۵۷-۵۸) اے ایمان والو! جن لوگوں نے اپنے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی ان کو اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم مومن ہو، جب تم نماز کے لئے اذان دیتے ہو اسے بھی یہ مذاق اور کھیل بنالیا کرتے ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو بالکل عقل نہیں رکھتے۔

فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض ھذا الادنیٰ۔ (الاعراف: ۱۶۹) پھر ان سے پیچھے ناخلف پیدا ہوئے جو اس کتاب کے وارث ہوئے دنیاوی دولت حاصل کرتے ہیں۔

لایلٰف قریش ایلٰفھم رحلۃ الشتآء والصیف فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع وامنھم من خوف۔ (سورہ قریش) قریش کو سردی وگرمی کے سفر سے الفت رکھنے پر تعجب ہے۔ پس ان کو چاہیئے کہ خانہ کعبہ کے رب کی عبادت کریں جو ان کو بھوک میں کھانا کھلاتا ہے اور جس نے خوف سے ان کو امن میں رکھا ہے۔

ارایت الذی ینھیٰ عبدا اذا صلیٰ۔ (العلق: ۹-۱۰) کیا تو نے ان کو بھی دیکھا جو ایک بندہ (رسول اللہ) کو جب نماز پڑھ رہے تھے روکتا۔

مذکورہ بالا آیات میں اللہ رب العالمین نے اقوام ماضیہ کے واقعات و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، انبیاء وکرامؑ کے بعد ان کی اولاد اور اُمتوں نے احکام الٰہی کو صرف فراموش ہی نہیں کیا بلکہ آپس میں شدید اختلاف کرتے ہوئے ہر جماعت و گروہ نے اپنے لئے الگ الگ دین ایجاد کر لیا اور خود ساختہ ایجاد کردہ مصنوعی دین پر ہر جماعت خوش وخرم نظر آتی ہے۔ ان لوگوں نے نماز و دیگر عبادات کے طریقے کو بھی بدل ڈالا، جہاں تک نماز کی اصلیت کا تعلق ہے حضرت ابراہیمؑ نے اس کو اپنی اصلی شکل میں قائم کیا تھا اور اپنی اولاد کو بیت اللہ کے پاس اسی لئے بسایا تھا کہ وہ نماز قائم کریں: ربنا لیقیموا الصلوٰۃ (ابراہیم: ۳۷) "اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم کریں۔" اور حضرت اسماعیلؑ اس کی تاکید کرتے تھے: وکان یامرا ھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ (مریم: ۵۵) "اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی نماز ادا کی جس نماز کو ادا کرنے سے کفار نے منع کیا تھا۔ (العلق: ۱۰)

خانۂ کعبہ کی تعمیر رب واحد کی عبادت کے لئے ہوئی تھی لیکن قریشِ مکہ اللہ کی عبادت کے بجائے بتوں کی عبادت کرنے لگے، اللہ نے قریش کو متوجہ کرکے فرمایا: اس گھر کے بدولت تمہیں تجارتی فوائد حاصل ہیں اور جو آسودگی تمہیں میسّر آرہی ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کرو اس لئے کہ جب تم اس گھر کو اللہ کا گھر مانتے ہو تو تمہیں اس کا حق ادا کرنا چاہئے اور وہ حق یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

نزول قرآن کے وقت نماز کی کیا شکل تھی قرآن کی روشنی میں اس کو بھی دیکھتے چلئے: وما کان صلاتہم عند البیت إلا مکاء و تصدیۃ۔ (انفال ۳۵)۔

"بیت اللہ کے پاس ان کی نماز سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہیں تھی۔"

حضرت ابراہیمؑ نے جس نماز کو قائم کیا تھا اس کا حُلیہ بگاڑ دیا گیا تھا۔ اس کی مثال آج بھی دیکھی جاسکتی ہے جہاں بُت پرست بھجن گا کر اور جھانج اور تالیاں بجا کر ناچتے ہوئے پوجا پاٹ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے خدا بھی خوش ہوتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بُت بھی۔

اقتباس بہرکیف یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشیں اور دل نشیں رہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے بعد ایک وقت کیلئے بھی نماز بند نہ ہوئی، چونکہ آپ کی دعاؤں کی شرفِ قبولت کی بدولت آپ کی ذریت میں امامت و ہدایت کے سہارے اور اشارے پر ایک جماعت ہمیشہ مومنوں اور مصلیوں کی رہی:

وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا لنا عابدین (الانبیاء: ۷۳)۔" اور ہم نے ان کو امام بنایا کہ وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں اور ہم نے ان کی طرف وحی کی بھلے کام کرنے کی اور نماز پڑھنے کی اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ دراصل ہماری ہی عبادت کرنے والے ہیں۔

تفہیم یہ واضح ہو چکا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد ان کی ذریت کا عمل کس طرح تھا۔ اس آیت کے ساتھ ایک آیت کو ملا کر پڑھئے :

ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صالحین وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا لنا عابدین۔ (الانبیاء: ۷۳)۔ یہاں ائمہ سے مراد حضرت ابراہیمؑ ولوطؑ وحضرت اسحٰقؑ و حضرت یعقوبؑ ہیں اس لئے ائمہ سے پوری ذریت ابراہیم کا دعویٰ کرنا قرآن کی روشنی میں غلط ہے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی ذریت میں کفار کو ومن عصانی (ابراہیم: ۳۶) کہہ کر خود ہی الگ کر دیا تھا۔

اقتباس واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی وعھدنا الی ابراھیم و اسماعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود۔ (بقرہ: ۱۲۵)

" اور جب ہم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کے لئے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا (اور حکم دیا) کہ جس مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر اپنی جماعت کی امامت کئے تھے، اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقہ کو نماز کے لئے پکڑ لو اور ابراہیم و اسماعیل کو حکم دیا کہ طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں یعنی قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجود کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاک وصاف رکھیو۔"

واضح رہے کہ اس مرکز کی بانیٔ ملّت کے پیروکاروں کا خود اپنا دینی فریضہ ہوتا کہ اللہ کا دین قائم کرنے — کے لئے دور دراز ملکوں کا سفری تجارت کرتے، لوگوں کو اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کی ملّت سے روشناس کراتے، دوسروں کے آگے سربسجود ہونے والی قوموں کو اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کراتے، خالص اللہ کی عبادت کیلئے خانۂ کعبہ کی سمت مسجدیں بنواتے اور امامت کرکے نماز کا طریقہ سکھاتے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ عدالت، شجاعت، حکومت، تہذیب و تمدن، رہن سہن، شادی بیاہ، کفن دفن اور حرام و حلال سے باخبر کرتے اور مرکز میں آنے کی دعوت دیتے۔ اس طریقۂ کار سے ان کی ملّت پھلتی پھولتی اور پروان چڑھتی، دن دونی ترقی کرتی رہتی اور وسیع سے وسیع تر ہوتی رہتی۔

تفہیم یہ معلوم ہو چکا ہے کہ وقت و حالات کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد نے خدائی درس و نصیحت کو بھلا دیا تھا اور وہ لوگ دینِ حنیف کو چھوڑ چکے تھے، صرف دینِ ابراہیمی کے چند شعائر باقی رہ گئے تھے، ان کے اندر بُت پرستی آچکی تھی۔ وہ لات، عزیٰ، منات و دیگر بتوں کی عبادت کر رہے تھے۔ اللہ رب العالمین نے ان کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کو مبعوث کیا تو انھوں نے ان کی تکذیب کی جس کی وجہ سے اللہ نے بعض قوموں کو ہلاک کر دیا۔

الم یاتہم نبأ الذین من قبلہم قوم نوح و عاد و ثمود وقوم ابراھیم و اصحاب مدین والمؤتفکات اتتہم رسلہم بالبینات فما کان اللہ لیظلمہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون۔ (التوبہ : ۷۰) "کیا ان لوگوں کو اپنے پیش رؤں کی تاریخ نہیں پہنچی ؟ نوح کی قوم، عاد و ثمود و ابراہیم کی قوم، مدین کے لوگ اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دی گئیں ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔

وان یکذبوك فقد کذبت قبلهم قوم نوح وعاد وثمود وقوم ابراهیم وقوم لوط واصحاب مدین وکذب موسیٰ فاملیت للکافرین ثم اخذتهم فکیف کان نکیر۔ (الحج: ۴۲-۴۴) اے نبی اگر وہ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے قوم نوح وعاد وثمود وقوم ابراہیم وقوم لوط اور اہل مدین جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا، ان سب منکرین حق کو میں نے پہلے مہلت دی پھر میں نے ان کو پکڑ لیا، اب دیکھ لو کہ میری عقوبت کیسی تھی۔

وکم اهلکنا من قریة بطرت معیشتها فتلك مساکنهم لم تسکن من بعدهم۔ (القصص: ۵۸) اور ہم بہت سی ایسی بستیاں ہلاک کر چکے جو اپنے عیش پر نازاں تھیں یہ ان کے مسکن ہیں اس کے بعد آبادی نہیں ہوئی۔

ان الذین کفروا ویصدون عن سبیل الله والمسجد الحرام الذی جعلناه للناس۔ (الحج: ۲۵) بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے راستہ سے اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے لوگوں کے لئے بنایا ہے۔

ان آیات سے بالکل ہی واضح ہوگیا کہ اللہ رب العالمین نے بہت ساری قوموں کو صرف اس بنیاد پر ہلاک کیا کہ انھوں نے اپنے رسول کے پیغام کو تسلیم نہیں کیا اور ان کی مخالفت میں کمر کس لیا۔ اسی غلط روش پر قائم رہے جس کو انھوں نے اپنی خواہش نفس کے مطابق ایجاد کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفارِ مکہ نے بھی وہی کیا حتیٰ کہ مسجد حرام سے بھی آپ کو روکا۔

اقتباس بہر حال حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں صلوٰۃ و زکوٰۃ کی وصیت نسلاً در نسلاً وراثتاً مستقلاً قولاً اور عملاً جاری رہی تا آنکہ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین کی بعثت ہوئی۔

تفہیم یہ واضح ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کرنے والے مشرکینِ عرب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ کتاب بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) تھے، مشرکینِ عرب کی نماز کے تعلق سے ارشاد باری ہے: وما کان صلاتھم عند البیت الا مکاءً و تصدیۃ. (الانفال ۳۵) ان کی نماز بیت اللہ کے پاس محض شور مچانا اور سیٹی بجانا تھی۔

اہلِ کتاب کی نماز کے متعلق ارشاد باری ہے: فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشھوات۔ (مریم: ۵۹) پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے کہ انھوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی شہوات کے پیچھے پڑ گئے۔

مشرکینِ عرب کی نماز درخورِ اعتناء و قابلِ توجہ نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کا اتباع کرنے سے منع کیا (البقرہ: ۱۴۵) تو پھر ملّتِ ابراہیمی کا وہ کون سا گروہ باقی رہ جاتا ہے جس کی پیروی کا مکلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا گیا؟ اور جس سے آپ نے نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھا؟

حضرت ابراہیمؑ نے دُعا کی: ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لك۔ (البقرہ: ۱۲۸) اے ہمارے رب تو ہمیں مسلمان بنا اور ہماری ذریت میں بھی ایک امت مسلمہ بنا۔

موصوف کے اصول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بھی امتِ مسلمہ کا موجود ہونا ضروری تھا، تو پھر سوال ہوتا ہے کہ رسول کی بعثت کیوں ہوئی؟ کیا یہ امتِ مسلمہ کافی نہیں تھی جو دعوت و تبلیغ اور دین اسلام کی نشر و اشاعت کا کام کرتی؟ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث ہی کر دیا تو پھر قرآن کو نازل کرنے کی ضرورت ہی کیوں ہوئی؟ اللہ تعالیٰ صرف یہ کہہ دیتا کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں امّتِ مسلمہ کی پیروی کرو اور نماز بھی اسی طریقے پر پڑھو۔

منکرینِ حدیث کے نظریہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ سے نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھا اور یہ بات مسلم ہے کہ آپؐ کی امت نے آپؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نماز پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا، تو پھر امتِ محمدیہ کی نماز اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی نماز میں زمین و آسمان کا فرق کیوں ہے؟ خود منکرینِ حدیث اور یہود و نصاریٰ کی نماز میں زبردست اختلاف ہے۔

یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ امت مسلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھا۔ آپؐ نے جس شکل و صورت، ہیئت و کیفیت سے نماز پڑھی، کیا وہ شکل و صورت باقی رہ گئی یا نہیں؟ اگر وہ باقی رہ گئی تو کون سی ہیئت و کیفیت ہے؟ آیا وہ شکل و صورت جو معمولی اختلاف کے ساتھ حدیث ماننے والوں کے درمیان چودہ سو سال سے رائج ہے یا وہ رنگا رنگ شکلیں جنہیں منکرینِ حدیث نے چند سالوں سے ایجاد کر رکھا ہے' حدیث کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی صحیح شکل و صورت معلوم کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟

اگر نماز کی ہیئت اصلی تسلیم نہ کی جائے جو اسوۂ رسول پر مبنی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نماز کی صحیح شکل و صورت کا جنازہ نکل گیا اور تیرہ سو برس امتِ مسلمہ پر ایسا وقت گذرا کہ نماز کی ہیئت بگڑنے کا سراغ تک نہ مل سکا۔ یہاں تک کہ تیرہ سو سال بعد منکرینِ حدیث پر اچانک انکشاف ہوا کہ امتِ مسلمہ ایک فرضی نماز پڑھتی آرہی ہے جس کا وجود دنیا میں نہیں ہے لیکن منکرینِ حدیث نماز کے مسئلے میں خود ہی بری طرح دست و گریباں ہیں۔

اللہ رب العالمین نے یہود و نصاریٰ کی شریعت کو قطعی طور پر مسترد کر دیا اور ان کو گمراہ و غضب رسیدہ قرار دے کر ان کے طرزِ عمل سے بچنے کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا، ان کی نماز صحیح شکل و صورت میں محفوظ رہ گئی لیکن وہ دین جس کو اللہ نے مکمل کرتے ہوئے اتمام نعمت کا تذکرہ کیا اور جس نبی کو امام المرسلین، خاتم النبیین' رحمۃ للعالمین، سید الاولین والآخرین، کافۃ للناس بشیرا و نذیرا بنا کر مبعوث کیا اور جس شریعت کی حفاظت کی گارنٹی اللہ نے لی اور جس امت کو خیر امت، وسط امت، شہداء علی الناس سے ملقب کیا اور جس کو قیامت تک کے لئے امامت و سیادت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذمہ دار بنایا، اس رسول کی، اس شریعت کی اور اس امت کی نماز اصلی شکل وصورت، ہیئت وکیفیت میں باقی نہ رہ سکی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تئیس سال پیغمبرانہ زندگی میں اگر گنجائش اور جواز کے لئے بعض عمل کی دو صورتیں نظر آتی ہوں تو یہ کوئی بعید نہیں بلکہ عین ممکن ہے۔ اللہ رب العالمین نے کفارہ یمین کے لئے چار صورتیں بیان کیا ہے۔ (المائدہ : ۸۹) کفارہ ظہار کے لئے تین صورتیں رکھی ہے۔ (المجادلہ ۴) حجاج کرام کے لئے منیٰ میں دو دن قیام کرنا یا تین دن دونوں درست قرار دیا ہے۔ (البقرہ : ۲۰۳)

حدیث ماننے والوں کے مابین معمولی اختلاف کو ذکر کرتے ہوئے منکرینِ حدیث کو شرم آنی چاہیئے۔ حیرت وتعجب ہے کہ منکرینِ حدیث کی نماز کی ہیئت وکیفیت میں بنیادی اختلافات کا جو ہنگامہ خیز طوفانِ بدتمیزی برپا ہے وہ انہیں نظر نہیں آتا۔ وہ اپنی ان خرافات کو تدبر فی القرآن اور تفقہ فی الدین سمجھ کر اس قدر شاداں وفرحاں ہیں کہ انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا اور امتِ مسلمہ کی آنکھوں میں تنکے تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ الذین ضل سعیھم فی الحیاۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔ (الکھف : ۱۰۴)

اقتباس افسوس صد افسوس دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کو ان کے دینی مراکز مکہ و مدینہ سے ان کا رابطہ منقطع کرنے کے لئے دنیا بھر کے نماز کے طریقے لکھ دئے ہیں، چنانچہ مسلمانانِ عالم نماز کے مسئلہ میں جو ایک دوسرے سے باہم دست وگریباں ہیں وہ محض حدیثوں کا فیضان ہے۔

تفہیم اسلام کے تمام فرقوں میں نماز کے ارکان کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ چوبیس گھنٹے میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔ فجر میں دو رکعت، مغرب میں تین رکعت، ظہر، عصر اور عشاء میں چار چار رکعت فرض ہیں۔ نماز کے طریقے میں بھی سب کا اتفاق ہے۔ سب تسلیم کرتے ہیں کہ پہلے قیام، پھر رکوع، پھر قومہ، پھر دو سجدے کریں۔ ہر دو رکعت پر تشہد کریں، پھر آخر میں تشہد کرکے سلام پھیر دیں۔ سب اس بات پر متفق ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورہ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ صرف اختلاف بعض جزئی مسائل میں ہے مثلاً امام کی قرأت مقتدیوں کے لئے کافی ہے یا مقتدی کو بھی الگ سے قرأت کرنی ہوگی۔ اسی طرح بعض مسائل میں صرف افضلیت کا اختلاف ہے مثلاً رفع الیدین کرنا، آمین بالجہر کہنا، سینے پر ہاتھ باندھنا وغیرہ افضل ہے یا نہ کرنا افضل ہے۔ پس درحقیقت نماز کے ارکان اور بنیادی مسائل میں حدیث کے ماننے والوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قارئین کرام! آپ منکرینِ حدیث کی نماز ان کی کتابوں میں کس طرح ہے دیکھتے چلئے:

قرآن کریم نے صلوٰۃ کے حکم کو بعض مقامات پر دن رات کے کچھ وقتوں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اس لئے اسے صلوٰۃ موقت کہا جاتا ہے۔ عرف عام میں اسے نماز کہتے ہیں۔ (الصلوٰۃ۔ قرآن کریم کی روشنی میں ص۱۱)

قوانین خداوندی نے اس کا انتظام کر رکھا ہے کہ اس نظام ربوبیت کی بار بار یاد دہانی کرائی جائے تاکہ اس کے اصول ومبانی اجاگر ہوتے رہیں اور اس کی اہمیت نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے پائے، اس یاد دہانی کا نام صلوٰۃ کا فریضہ موقت ہے یعنی خاص اوقات کا اجتماع۔ (قرآنی فیصلے ۲۱۔ از غلام احمد پرویز)

صفات خداوندی کو بطور معیار سامنے رکھ کر ان کے پیچھے پیچھے چلنا، یا کتاب کے ساتھ پوری پوری وابستگی سے اپنے اندر صفات خداوندی کا منعکس کرتے جانا صلوٰۃ ہے۔ (قرآنی فیصلے ص۱۶ از غلام احمد پرویز)

اجتماع صلوٰۃ ابھر کر سامنے آنے سے افراد جماعت کے سینوں میں جذبات کا تلاطم ناگزیر ہے۔ قیام، رکوع وسجود انہی جذبات کے متحرک آئینے ہیں لیکن اس میں اظہارِ جذبات بھی نظم وضبط کے ساتھ ہوتا ہے جو اس معاشرہ کی بنیادی خصوصیت ہے۔ (قرآنی فیصلے ص۲۳ از غلام احمد پرویز)

جب یہ اجتماع (صلوٰۃ) اپنے میں سب سے بہتر فرد کو بہ حیثیت امام چُن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتا ہے اور بہتر ہونے کا معیار یہ ہوتا ہے کہ کس کی زندگی سب سے زیادہ قانون خداوندی سے ہم آہنگ ہے اور اسی کی آواز پر جھکنا اور اٹھنا ایک ساتھ ہوتا ہے جو شہادت دیتا ہے اس حقیقت کبریٰ کی کہ اس جماعت کے افراد میں کامل ہم آہنگی فکر و عمل ہے۔ (قرآنی فیصلے ص۲۱ از غلام احمد پرویز)

مسجد کیا ہے؟ آپ کہیں گے نماز پڑھنے کی جگہ، لیکن یہ یاد رکھئے گا مسجد مومنوں کے ایک حلقے کا صدر مقام اور حلقہ کے نمازیوں کا دیوان عام بھی ہے، مسجد کا امام یعنی امیر صلوٰۃ اس حلقے کا صدر ہوتا ہے، حلقہ کے تمام نمازی حلقۂ مسجد کے ارکان یا ممبر ہیں اور فجر کی صلوٰۃ کا وقت حلقۂ مسجد کے تمام مومنوں کی حاضری کے لئے مخصوص ہے..... اس لئے فجر کے سوا باقی نمازیں ہر شخص اپنے اپنے کاروباری مقام پر ادا کرے گا..... چونکہ ہر شخص عموماً اپنے گھر میں موجود ہوتا ہے اس لئے قرآن کریم نے صلوٰۃ فجر ہی کو حلقۂ مسجد کے نمازیوں کے لئے مخصوص فرمایا۔ (الصلوٰۃ قرآن کریم کی روشنی میں۔ ص۲۶)

پانچ نمازیں دن رات میں فرض ہیں۔ (رسالۂ نماز ص۵ از عبداللہ چکڑالوی)

تین یا چار نمازیں پڑھنے والا مسیلمہ کذاب، مفتری علی اللہ، منحرف قرآن اور جہنمی ہے۔ (صلوٰۃ القرآن۔ ص۲۳ از حشمت علی دہلوی)

پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔ اس کی مخالفت قرآن کی مخالفت ہے۔
(تعلیمات ۵۶/۱ از حافظ اسلم جیراجپوری)

فرض نمازوں کے تین سے زائد وقت ثابت کرنا صریحاً خلافِ قرآن ہے، کیونکہ یہ خداوندی تالا ہرگز نہیں ٹوٹ سکتا۔ (الصلوٰۃ۔ قرآن کریم کی روشنی میں ص۲۹)

منکرینِ حدیث مدھوپور مدت دراز تک چھ وقت کی نماز پڑھتے رہے یعنی تہجد ان کے نزدیک فرض تھا۔

نماز پنجگانہ کی فرضیت قرآن سے ثابت نہیں۔ (کتاب الدین یسر ص۲۶۹ از جعفر شاہ پھلواری)

نماز کے اوقات قرآن میں پانچ ہیں نہ تین بلکہ چار ہیں، ان میں کمی بیشی کرنے والا واتبعوا الشہوات کا مصداق ہے۔ (الصلوٰۃ للرحمٰن کما جاء فی القرآن ص۱۳ از سید رفیع الدین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاروں نمازوں میں دو دو رکعتیں ہیں لیکن پہلی رکعت میں تین سجدے اور دوسری میں چار سجدے کرے، یہی طریقہ کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ (ایضاً ص۱۸)

تین وقت ہی نماز کے ثابت و بین فی القرآن ہیں۔ (صلوٰۃ القرآن کما علم الرحمٰن ص۲۵ از محمد رمضان)

قرآن کریم کی روشنی میں فرض نمازوں کے وقت تین ہیں۔ (الصلوٰۃ قرآن کریم کی روشنی میں ص۲۲)

نماز کے تین ہی وقتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ ۱۔ صلوٰۃ دلوک (ظہر) ۲۔ صلوٰۃ غسق (عشاء) ۳۔ صلوٰۃ فجر (صبح)۔ (ایضاً ص۲۵)

نجات کے لئے دو وقت کی نماز کافی ہے۔ (کتاب الدین یسر ص۲۹۸ از جعفر شاہ پھلواری)

نماز صرف دو رکعت ہی ہے۔ اس میں کمی بیشی انسانی تعیین ہے۔ (صلوٰۃ القرآن ص۳۲ از محمد رمضان)

قرآن کریم سے قصر نماز ایک رکعت اور پوری نماز صرف دو رکعت ثابت ہے۔ (الصلوٰۃ قرآن کریم کی روشنی میں ص۲)

تین وقتوں کے ساتھ ساتھ دو رکعت صلوٰۃ براہ راست حکم دیا گیا ہے۔ (ایضاً ص۲)

قرآن کریم کی رو سے ایک رکعت میں ایک ہی سجدہ ثابت ہے۔ (ایضاً ص۲۱)

صلوٰۃ میں غیر قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ (ایضاً ص۳۲)

نماز اپنی مادری زبان میں ادا کرنی چاہیئے۔ (کتاب الدین یسر ص۸ از جعفر شاہ پھلواری)

نماز کے موجودہ طریقے اور قاعدے بدلے جاسکتے ہیں۔ (ایضاً ص۳۰)

نماز آگ پوجنے والے مجوسی ایرانی عکس ہے۔ (طلوع اسلام دسمبر ۱۹۵۱ء از غلام احمد پرویز)

نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔ (برہان القرآن ص۱۴۲ از عبداللہ چکڑالوی)

دو نمازوں میں جو دن کے پہلے حصے میں ہیں مشرق کی طرف اور دو نمازوں میں مغرب و عشاء کے وقت مغرب کی طرف منہ کرے۔ (الصلوٰۃ للرحمٰن کما جاء فی القرآن ص۱۴ از سید رفیع الدین)

فرض اللہ کے، سنتیں رسول کے اور نفل کس کے؟ یہ تثلیث فی الحقیقت غیر قرآنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ (الصلوٰۃ۔ قرآن کریم کی روشنی میں ص۲۱)

تکبیر اولیٰ کہے: وان اللہ ھوالکبیر۔ (برہان القرآن ص۱۴۲ از عبداللہ چکڑالوی)

قرآنی تکبیر ہے: ان اللہ کان علیا کبیرا۔ (الصلوٰۃ۔ قرآن کریم کی روشنی میں ص۳۵)

تکبیر اولیٰ کہے: ماید عون من دونہ ھوالبا طل وان اللہ ھوالعلی الکبیر۔

(صلوٰۃ القرآن از حشمت علی دہلوی)

تکبیر اولیٰ کہے: ان اللہ علیا کبیرا۔ (صلوٰۃ القرآن از محمد رمضان)

تکبیر اولیٰ کہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قل ھواللہ احد اور سورہ حشر کی آخر کی تین آیتیں۔ (الصلوٰۃ للرحمٰن جاری فی القرآن از سید رفیع الدین)

تکبیر صلوٰۃ کہے: ان اللہ کان علیا کبیرا۔ (الصلوٰۃ۔ قرآن کریم کی روشنی میں ص۳۵)

نماز، حج، زکوٰۃ سب فضول چیزیں ہیں اور اسلام کی ذلت و رسوائی اور پستی کا سبب ہیں۔ (طلوعِ اسلام۔ مارچ ۱۹۵۲ء از غلام احمد پرویز)

صلوٰۃ ختم کرنے کے لئے قرآنی سلام کہے: سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ سلام علیکم کتب ربکم علیٰ نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوء بجھالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور رحیم۔

(الصلوٰۃ۔ قرآن کریم کی روشنی میں ص۴۵)

دیکھا آپ نے حدیثِ رسول سے دشمنی کا نتیجہ یہ ہے کہ منکرین حدیث کے مابین نماز کے اوقات، رکعات، ترکیب وکیفیت وغیرہ میں ایسا زبردست اختلاف ہے کہ ان پر "نو برہمن اور گیارہ چولہے" والی مثل پورے طور پر صادق آتی ہے۔

اقتباس روایت پرستوں کا کہنا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضورﷺ کو نماز پڑھ کر دکھلایا اور آپ نماز پڑھنا سیکھ گئے، لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے کیسے سیکھا، کیا اللہ نے خود ہی نماز پڑھ کر دکھلایا؟ (نعوذ باللہ استغفراللہ)

تفہیم حضرت جبرئیل علیہ السلام نے قرآن مجید اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا۔

وانہ لتنزیل رب العالمین. نزل بہ الروح الامین علیٰ قلبك لتکون من المنذرین۔ (الشعراء: ۱۹۴)

یہ (قرآن) اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے جسے روح الامین لے کر تیرے دل اترا تاکہ تو ڈرانے والے میں سے ہو۔

قرآن مجید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے لئے حضرت جبرئیلؑ کا جو طریقہ تھا وہی طریقہ نماز کے لئے بھی تھا۔ اللہ رب العالمین نے غزوۂ بدر پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: انی ممدکم بألف من الملائکۃ مردفین ...... انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان۔ (الانفال: ۹-۱۲) میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے ...... میں تمہارے ساتھ ہوں تم اہل ایمان کے قدم جماؤ، میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا، پس تم کافروں کی گردنوں اور پوروں کو اڑا دو۔

ان آیات سے معلوم ہوا غزوہ بدر کے میدان میں فرشتے کفّار کی گردنوں اور پوروں کو کاٹنے پر مامور تھے۔ موصوف کے اصول کے مطابق یہاں یہ سوال ہوتا ہے کیا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرشتوں کو لاٹھی گھما گھما کر اور تلوار چلا چلا کر مارنے اور کاٹنے کا ڈھنگ سکھایا؟ اگر نہیں تو جو جواب موصوف کا ہے وہی جواب میری طرف سے بھی ہوگا۔ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر۔ (الکھف: ۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخلیق آدم اور قرآن مجید

اقتباس انسان کی ابتدائی پیدائش کے متعلق بھی لوگوں نے عجیب و غریب افسانے گڑھ رکھے ہیں یعنی یہ کہ اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ زمین کے چپہ چپہ سے ہر طرح کی مٹی لاؤ، پھر اللہ نے سب کو ایک ساتھ ملا کر کمہار کی طرح گوندھا اور ایک انسانی شکل مورت بنایا۔ پھر اس کے نتھنوں میں رُوح پھونکی تب وہ ایک جاندار ہوا، پھر اس کو جنّت میں رکھا۔ کچھ دنوں کے بعد اس آدم کو نیند کی حالت میں آپریشن کیا اور اس کی بائیں پسلی سے اس کی جورو کو نکالا وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ قرآن سے ان سب لغویات بلکہ واہیات وخرافات کی قطعی تردید و تکذیب ہوتی ہے۔ قرآن علی الاعلان کہتا ہے کہ انسان شروع میں بلاواسطہ زمین سے پیدا ہوا ہے، مرد بھی عورت بھی۔ زمین پر بارش ہوئی اور ہر جگہ زمین سے تمام مخلوقات کے جوڑے بلاواسطہ پیدا ہو گئے اسی طرح انسان بھی، آگے نسل کا سلسلہ نر و مادہ کے ملنے سے چلا۔ سورۂ حج کے پہلے رکوع میں تمام مخلوقات کی ابتدائی پیدائش کی حکمت بڑے مختصر طریقہ سے مگر صاف اور صریح طور پر بتلا دیا گیا ہے۔

وتری الارض ھامدۃ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت وانبتت من کل زوج بھیج (حج ۲۳/۵) اور تو نے دیکھا (دیکھتا رہتا ہے) کہ زمین خشک اور بے جان پڑی ہوئی تھی، پس جب ہم نے اس پر پانی برسایا تو اس میں شادابی اور تروتازگی آگئی وہ ڈھیلی پڑ گئی اور اس میں سے ہر چیز کے خوبصورت جوڑے نکل آئے، انبتت کا لفظ غور طلب ہے، اس کے معنی ہیں "اُگ آنے کے"۔ غرض زمین پر ہر مخلوق (جوڑا جوڑا) بلاواسطہ اُگ آئی، اس طرح انسان بھی پیدا ہوا..... اس کی پہلی پیدائش کے متعلق سورہ نوح میں مذکور ہے: واللہ انبتکم من الارض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبات ا۔ (۱۷/۷۱) اور اللہ ہی نے تم کو اگایا زمین سے ایک طرح کا اگانا (یعنی نباتات کی طرح)۔ اب بتلائیے بھلا انسانی پتلا بنانے کا نظریہ کہاں سے آگیا۔

واضح رہے کہ سورہ روم میں انسان کے رنگوں اور زبانوں کے اختلافات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانی کہی ہے اور اسے انسان کی پیدائش کی حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ بتلایا ہے، یعنی یہی رنگوں اور زبانوں کا اختلاف اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان ایک فرد سے پیدا نہیں ہوا ہے ورنہ رنگ و زبان، جسم و جثہ میں اتنا زمین و آسمان کا فرق ہرگز نہیں ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جہاں کی جیسی زمین تھی وہاں اس رنگ و روپ کے انسان کے جوڑے جوڑے پیدا ہوئے اور ہر خطہ کی جماعت کی زبان بھی الگ الگ ہوگئی، چنانچہ آج دنیا میں رنگ برنگ کے لوگ پائے جاتے ہیں جو بھانت بھانت کی زبانیں بولتے ہیں۔

تفہیم

اقتباس کو ایک مرتبہ پھر پڑھئے۔ موصوف نے اپنی عقلی تکبندی سے ثابت کیا انسان کی ابتدائی پیدائش گھاس پھوس کی طرح ہوئی۔ اللہ رب العالمین نے صرف ایک آدم کو پیدا نہیں کیا اور نہ ہی آدم سے حوا کو پیدا کیا اور نہ ہی فرشتوں کو آدم کا سجدہ کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی شیطان نے آدم کا سجدہ کرنے سے انکار کیا اور نہ ہی آدم کو جنت میں رکھا اور نہ ہی آدم کو جنت سے زمین پر نازل کیا وغیرہ وغیرہ بلکہ آسمان سے بارش ہوئی اور ہر جگہ زمین سے تمام مخلوقات بلا واسطہ جوڑا جوڑا پیدا ہوگئے اس طرح انسان بھی بلا واسطہ گھاس پھوس اور نباتات کی طرح جوڑا جوڑا پیدا ہوگئے۔ جہاں کی زمین جیسی تھی وہاں کا انسان اسی رنگ و روپ کے اعتبار سے پیدا ہوئے اسی لئے انسان کے جسم و جثہ، بول چال، رنگ و نسل، نظم و ضبط اور تہذیب و تمدن میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور بھانت بھانت کی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اگر ایک آدم سے انسان کی پیدائش ہوتی تو یقیناً اتنا زبردست فرق و تفاوت نہیں ہوتا۔

انسان کی ابتدائی پیدائش کے تعلق سے چند آیات ملاحظہ فرمائیے تاکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقتِ امر واضح ہو جائے۔

واللہ انبتکم من الارض نباتا۔ (نوح: ۱۷) اور ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔

ھوالذی خلقکم من تراب۔ (غافر: ۶۷) وہی اللہ ہے جس نے تم کو خشک مٹی سے پیدا کیا۔

وبدا خلق الانسان من طین۔ (السجدہ: ۷) اور انسان کی ابتدائی پیدائش گیلی مٹی سے ہوئی۔

انا خلقناھم من طین لازب۔ (الصافات: ۱۱) بے شک ہم نے انسان کو لیسدار مٹی سے پیدا کیا۔

خلق الانسان من صلصال کالفخار۔ (الرحمٰن: ۱۴) اس نے انسان کو ٹن سے بجنے والی حرارت سے پکی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمأ مسنون۔ (الحجر: ۲۶) اور بیشک ہم نے انسان کو بدبودار سڑی کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا۔

ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔ (المومنون: ۱۲) بیشک ہم نے انسان کو صاف مٹی سے پیدا کیا۔

مذکورہ بالا آیات میں اللہ رب العالمین نے انسان کی ابتدائی تخلیق کے لئے جن سات مراحل کو بیان کیا ہے وہ سب کے سب ایک ہی جنس و نوع سے متعلق ہیں۔ جب اللہ نے انسان کی تخلیق کا ارادہ کیا تو فرشتوں کو مخاطب کیا۔ آیئے دیکھتے ہیں اللہ نے فرشتوں کو کن الفاظ کے ذریعہ خطاب کیا۔

اذ قال ربك للملائکۃ انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔ (ص: ۷۲/الحجر: ۲۹) جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں گارے والی مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں۔ پس جب میں اس کو برابر کر لوں اور اس میں اپنی طرف سے روح ڈال دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العالمین نے تمام فرشتوں سے کہا، میں ایک بشر کو گارے والی مٹی سے پیدا کرنے جا رہا ہوں۔ پس جب میں اس کی صورت گری کر لوں اور اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم سب آدم کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا، چنانچہ تمام فرشتوں نے آدم کا سجدہ کیا لیکن ابلیس لعین نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور شیطان رجیم کے مابین جو مکالمہ پیش آیا اس کو بھی دیکھتے چلئے:

قال یابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی۔ (ص: ۷۵)
اللہ نے کہا اے ابلیس جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اس کا سجدہ کرنے سے تم کو کس نے منع کیا۔

قال لم اکن لاسجد لبشر خلقته من صلصال من حمأ مسنون۔
(الحجر: ۳۳) ابلیس نے جواب دیا میں ایسے بشر کا سجدہ نہیں کر سکتا جس کو تو نے بدبودار سڑی کیچڑ والی مٹی سے پیدا کیا۔

شیطان رجیم منکرین حدیث سے بہتر کلام اللہ کو سمجھتا تھا کیونکہ ابلیس لعین نے اقرار کیا کہ آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی۔ منکرین حدیث کی طرح نہیں کہا تو آدم کا سجدہ کرنے کا حکم دے رہا ہے تو میں کس کس آدم کا سجدہ کروں، اگر ایک آدم ہوتا تو کوئی بات ہوتی۔

اللہ رب العالمین نے اپنی قدرت کاملہ اور حجت بالغہ کو قرآن مجید میں مختلف جگہ، مختلف انداز سے مختلف مثال کے ساتھ بیان کیا ہے تاکہ انسان اللہ کی نافرمانی سے باز آجائے۔ موصوف نے سورۂ حج اور سورہ روم کی بعض آیات سے استدلال کرتے ہوئے انسان کی تخلیق کے تعلق سے ایک مضحکہ خیز نظریہ پیش کیا ہے اس لئے میں سورۂ حج و سورۂ روم کے ان آیات کو ترجمہ کے ساتھ نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ حقیقتِ امر سامنے آجائے۔

یا یہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنا کم من تراب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة وغير مخلقة لنبين لكم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا وتری الارض ھامدة فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت و ربت وانبتت من کل زوج بھیج، ذلك بان اللہ ھو الحق وانه یحی الموتی وانه علی کل شئ قدیر۔ (الحج : ۵-۶) اے لوگو! اگر تم (قیامت کے دن) زندہ ہونے میں شک کرتے ہو تو بیشک ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر مضبوط گوشت اور خام گوشت سے پیدا کرتے ہیں تاکہ تمہارے سامنے اپنی قدرت کو ظاہر کر دیں اور ہم (ماں کی) رحم میں مدت معین تک رکھتے ہیں پھر ہم تم کو بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تم کو طاقت دیتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ، اور تم میں بعض مر جاتے ہیں اور بعض ارذل عمر تک پہنچ جاتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ علم کے بعد کچھ بھی نہیں جانتے، اور تم زمین کو خشک دیکھتے ہو پھر جب اس پر پانی اتارتے ہیں تو لہلہاتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کے خوشنما نباتات اُگاتی ہے، بیشک اللہ ہی برحق ہے۔ وہ مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتھا وکذلك تخرجون، ومن آیاته ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون ومن آیاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودة و رحمة ان فی ذلك لآیات لقوم یتفکرون ومن آیاته خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلك لآیات للعالمین۔ (الروم : ۱۹-۲۳) وہ اللہ مردہ سے زندہ کرتا ہے اور زندہ سے مردہ کرتا ہے اور زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اس طرح تم لوگ (قیامت میں) نکالے جاؤ گے، اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اب تم انسان بن کر اِدھر اُدھر پھیلے ہوئے ہو اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیویاں پیدا کی ہیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اس نے تم دونوں میں پیار و محبّت پیدا کر دیا بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے بے شک اس میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

اللہ رب العالمین نے بعث بعد الموت پر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مختلف انداز سے مختلف مثال کے ذریعہ استدلال کیا ہے۔ اس طرح سورہ حج و سورہ روم میں انسان کی تخلیق اور مردہ زمین کو سامنے رکھ کر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے کو واضح کیا ہے تاکہ انسان اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں یوم آخرت پر ایمان لے آئے اور کفر و عناد سے باز آجائے۔ میں نے سورۂ حج و سورۂ روم کی آیات مع ترجمہ نقل کر دیا ہے تاکہ موصوف کی بد دیانتی، خباثت و خیانت ظاہر ہو جائے۔

قارئین کرام! موصوف کی ایک دوسری تشریح جو سورہ حج کی ان ہی آیات سے متعلق ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

" مثلاً کہیں انسان کی ابتدائی آفرینش سے بعث بعد الموت پر استدلال کرتا ہے: اولم یروا کیف یبدئ اللہ الخلق ثم یعیدہ ان ذلک علی اللہ یسیر۔ (عنکبوت ۲۹/۱۹) یعنی کیا دیکھتے نہیں کیوں کہ اللہ اوّل بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دہرائے گا یہ اللہ پر آسان ہے۔ اور کہیں خشک زمین کی روئیدگی سے قیامت میں مردہ انسانوں کی دوبارہ پیدائش پر دلیل قائم کرتا ہے: وتری الارض ھامدۃ فاذا انزلنا علیہا الماء اھتزت وربت وانبتت من کل زوج بھیج ذلک بان اللہ ھو الحق وانہ یحیي الموتی وانہ علی کل شیئ قدیر وان الساعۃ آتیۃ لاریب فیہا۔ (حج: ۲۲/۵-۷) یعنی اور تو زمین کو بے حس و حرکت خشک دیکھتا ہے۔ پس جب اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہاتی اور ابھرتی اور ہر قسم کے خوشنما جوڑے اگاتی ہے، یہ سب اس واسطے کہ اللہ وہی قادر مطلق برحق ہے اور یہ کہ وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر شئے پر قادر ہے اور یہ کہ قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔"

سورۂ حج کی دوسری تشریح آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ موصوف نے جس آیت سے استدلال کرتے ہوئے انسان کی ابتدائی پیدائش گھاس پھوس کی طرح ثابت کیا ہے اس آیت سے یہاں بعث بعد الموت پر استدلال کیا ہے۔ اس سے بالکل واضح ہو گیا کہ موصوف کی کارسازی کا پورا دارومدار ترجمہ پر ہے۔ حدیث تسلیم کرنے کی صورت میں تحریف معنوی نہیں کر سکتا تھا اس لئے اوّل مرحلہ میں حدیث کا انکار کر دیا تاکہ ڈاروِن کی ترجمانی اور خواہش نفس کی پیروی ہو سکے۔ یاایھا الذین اٰمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین۔ (آل عمران: ۱۰۰)

عین حقیقت

اقتباس لطف کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے علماء دین اپنی دلبستگی، دلجوئی اور شہوت کی پیاس بجھانے کے لئے اطمینان سے اور مزے لے لے کر لغت اور روایت کا سہارا پا کر "ازواج" کا ترجمہ بڑے شوق اور لذّت سے "بیویاں" کر ڈالتے ہیں ..... کاش عورتوں کا بھی کچھ خیال کر کے ان کی تسکین اور دلجوئی کے لئے آخر یہ کونسی صورت نکالیں گے ..... آخر اعتراض ہی سے بچنے کے لئے تو ہمارے بزرگان دین اور سلف صالحین نے پہلے ہی سے زوج کا معنی حسن تدبیر سے "بیوی" کے ساتھ "شوہر" کا بھی کر رکھا ہے چاہے اس سے آگے چل کر قرآن میں تضاد اور فساد ہی کیوں نہ ہو جائے، ان کی بلا سے۔

تفہیم بعض الفاظ مختلف معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں۔ موقع و محل کے مطابق معنی کا تعین ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ "زوج" کا استعمال کن کن معانی میں ہوا ہے ملاحظہ فرمائیے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقلنا یاآدم اسکن انت و زوجك الجنة۔ (البقرہ: ۳۵) اور ہم نے حکم دیا اے آدم تو اور تیری بیوی (دونوں) جنت میں رہو۔

و اذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا۔ (التحریم: ۳) اور جب نبی نے اپنی بعض بیوی کو راز کی بات بتائی۔

ان دونوں آیتوں میں لفظ "زوج" کا استعمال بیوی کے لئے ہوا ہے۔

قد سمع اللہ قول التی تجادلك فی زوجہا۔ (المجادلہ: ۱) بیشک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑ رہی تھی۔

حتی تنکح زوجا غیرہ۔ (البقرہ: ۲۳) یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرلے۔

ان دونوں آیتوں میں لفظ "زوج" شوہر کے لئے استعمال ہوا ہے۔

وانہ خلق الزوجین الذکر والانثیٰ۔ (النجم: ۴۵) اور اس نے زوجین مرد و عورت کو پیدا کیا۔

فجعل منہ الزوجین الذکر والانثیٰ۔ (القیامۃ: ۳۹) پس اس نے اس سے زوجین مرد و عورت کو پیدا کیا۔

ان دونوں آیتوں میں لفظ "زوج" مرد و عورت دونوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔

فلما قضی زید منہا وطرا زوجناکہا۔ (الاحزاب: ۳۷) پس جب زید نے اس عورت سے اپنا تعلق توڑ لیا تو ہم نے اس کا نکاح آپ سے کر دیا۔

اس آیت میں لفظ "زوج" کا استعمال نکاح کے لئے ہوا ہے۔

واذا النفوس زوجت۔ (التکویر: ۷) اور جب نفوس ملا دیئے جائیں گے۔

اس آیت میں لفظ "زوج" کا استعمال جوڑنے کے لئے ہوا ہے۔

ومن کل الثمرات جعل فیہا زوجین اثنین۔ (الرعد: ۳) اور ہم نے ہر قسم کا پھل جوڑا جوڑا پیدا کیا۔

اس آیت میں لفظ "زوج" کا استعمال پھل کے اقسام کے لئے ہوا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانزل من السماء ماء فاخرجنا به ازواجا من نبات شتی۔ (طٰہٰ: ۵۳)
اس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس پانی کے ذریعہ مختلف اقسام کے پودے نکالے۔

اس آیت میں لفظ "زوج" کا استعمال نباتات کے اقسام کے لئے ہوا ہے۔

واحشروا الذین ظلموا وازواجھم۔ (الصافات: ۲۲) اور ظالموں اور ان کے ساتھیوں کو جمع کرو۔

اس آیت میں لفظ "زوج" کا استعمال ہم نوالہ و ہم پیالہ کے لئے ہوا ہے۔

وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج۔ (الزمر: ۶) اور اس نے تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ قسم کے جوڑے پیدا کئے۔

ثمانیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین .... ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین۔ (الانعام: ۱۴۴) آٹھ قسم کے جوڑے ہیں، بھیڑوں میں دو اور بکریوں میں دو ..... اور اونٹوں میں دو اور گائے میں دو۔

ان آیات میں لفظ "زوج" کا استعمال بہیمۃ الانعام کے لئے ہوا ہے۔

ومن کل شئ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون۔ (الذاریات: ۴۹) اور ہر چیز کو ہم نے جوڑا بنایا تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون۔ (یٰس: ۳۶) پاک ہے وہ ذات جس نے تمام چیزوں کو جوڑا پیدا کیا خواہ وہ زمین کی پیداوار ہو، یا انسان کی، یا وہ چیزیں جس کو تم نہیں جانتے ہو۔

ان آیات میں لفظ "زوج" کا استعمال ہر چیز کے جوڑے کے لئے ہوا ہے خواہ اس کا علم انسان کو نہ ہو۔

قارئین کرام! قرآن مجید کی روشنی میں لفظ "زوج" کی مختصر تشریح آپ کے سامنے آچکی ہے لیکن موصوف نے جب لفظ زوج کا استعمال شوہر اور بیوی دونوں کے لئے دیکھا تو ان کے ذہن و دماغ متزلزل ہو گیا اور قرآن مجید میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنوی تحریف کر ڈالا۔ اس کا جائزہ خود ان کی تحریر سے کیجئے:

قرآن علی الاعلان کہتا ہے کہ انسان شروع میں بلاواسطہ زمین سے پیدا ہوا، مرد بھی عورت بھی، زمین پر بارش ہوئی اور ہر جگہ زمین سے تمام مخلوقات کے جوڑے بلاواسطہ پیدا کئے گئے، اسی طرح انسان بھی۔ آگے نسل کا سلسلہ نر و مادہ کے ملنے سے چلا۔ سورہ حج کے پہلے رکوع میں تمام مخلوقات کی ابتدائی پیدائش کی حکمت بڑے مختصر طریقے سے مگر صاف و صریح طور پر بتلا دیا گیا ہے: وتری الارض ھامدۃ فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت وربت وانبتت من کل زوج بھیج۔ (حج: ۵) اور تو نے دیکھا (دیکھتا رہتا ہے) کہ زمین خشک اور بے جان پڑی ہوئی تھی پس جب ہم نے اس پر پانی برسایا تو اس میں شادابی اور تر و تازگی آگئی، وہ ڈھیلی پڑ گئی اور اس میں سے ہر چیز خوبصورت جوڑے نکل آئے: انبتت: کا لفظ غور طلب ہے۔ اس کے معنی ہیں اُگ آنے کے، غرض زمین میں ہر مخلوق (جوڑا جوڑا) بلاواسطہ اُگ آئی اور اس طرح انسان بھی پیدا ہوا۔

قارئین حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا محقق صاحب نے بتایا کہ انسان کی پیدائش گھاس پھوس کی طرح ہوئی وہ بھی قرآن مجید سے استدلال کرتے ہوئے، یہ حدیث دشمنی کا نتیجہ ہے: وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل فھم لا یھتدون۔ (النمل: ۲۴)

اقتباس کہا اور سنا جاتا ہے کہ مردوں کی دلبستگی اور دلچسپی کے لئے عورت مردوں کی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔

تفہیم اللہ رب العالمین نے عورت کو کس طرح اور کیوں پیدا کیا، قرآن مجید کی روشنی میں دیکھتے چلئے۔

یا یھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا۔ (النساء: ۱) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو نفس واحد (آدم) سے پیدا کیا پھر اس نفس سے اس کا جوڑا (حواؑ کو) پیدا کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلقکم من نفس واحدۃ ثم جعل منھا زوجھا۔ (الزمر: ۶) اس نے تم کو نفس واحد (آدم) سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا (بیوی) پیدا کیا۔

ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا لیسکن الیھا۔ (الاعراف۔ ۱۸۹) وہی اللہ ہے جس نے تم کو نفس واحد سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا تاکہ وہ (مرد) اپنے جوڑے (بیوی) سے سکون حاصل کرے۔

ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ۔ (الروم ۲۱) اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو اور اس (اللہ) نے تمہارے درمیان محبت و ہمدردی پیدا کر دی۔

قرآن مجید نے واضح کر دیا کہ انسان کی پیدائش حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ سے ہوئی۔ حضرت حواؑ کی پیدائش حضرت آدم سے ہوئی۔ حدیث میں صرف اضافہ یہ ہے کہ آدم کی پسلی سے حواؑ کی پیدائش ہوئی لیکن قرآن و حدیث دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حواؑ کی پیدائش آدمؑ سے ہوئی، قرآن نے یہ بھی واضح کر دیا کہ مرد کے سکون کے لئے عورت پیدا کی گئی ہے۔ حیرت و تعجب ہے کہ قرآن فہمی کا دعویٰ کرنے والا قرآن سے بالکل ہی نابلد ہے۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ (النور: ۴۰)

اقتباس آخر جنتیوں کے لئے ایک ایک جنتی مرد کے لئے سترّ سترّ ہزار کنواری بیویاں اور حوریں آئیں گی کہاں سے؟ کیا اللہ جنتیوں کو خوش کرنے کے لئے قیامت کے دن پھر سے نئی نویلی اور کنواری دُلھنوں کی تخلیق کر کے انہیں جنت میں داخل کرے گا؟ اگر ایسا ہوا تو یہ بتلایا جائے کہ ان عورتوں کو کس عمل کے بدلے میں جنّت نصیب ہوگی؟ یا محض اور صرف جنتیوں کو عیش و عشرت کرنے کے لئے تخلیق کی جائے گی جبکہ عمل کا بدلہ ہی جنت و جہنم ہے۔

تفہیم جنتی حضرات اللہ رب العالمین کے مہمان ہوں گے۔ مہمان نوازی میزبان کے مطابق ہوتی ہے۔ لھم جنات تجری من تحتھا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الانہار خالدین فیہا نزلا من عند اللہ وما عند اللہ خیر للابرار۔

(آل عمران : ۱۹۸) ان لوگوں (متقیوں) کے لئے جنت ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ہمیشہ انھیں میں رہیں گے، یہ مہمان نوازی اللہ کی طرف سے ہوگی اور جو چیزیں اللہ کے پاس ہیں وہ نیک لوگوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں۔

ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون نزلا من غفور رحیم۔ (حٰم السجدہ : ۳۲) اور اس (جنت) میں جو تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور تم جو مانگو گے پاؤ گے یہ اللہ غفور رحیم کی طرف سے مہمان نوازی ہوگی۔

جنتی حضرات کو اللہ رب العالمین کی طرف سے یہ اعزاز و اکرام ملے گا۔ اس کے برعکس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے متعلق یہود کا کیا عقیدہ ہے ایک طائرانہ نظر ڈالتے چلئے:

وقالت الیہود ید اللہ مغلولۃ۔ (المائدہ : ۶۴) اور یہود کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔

لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء۔ (آل عمران: ۱۸۱) بے شک اللہ نے ان لوگوں کا قول سُن لیا جو کہتے ہیں اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔

جنتی حوروں کی مختصر صفات ملاحظہ فرمائیے:

وزوجناھم بحور عین۔ (الدخان : ۵۴) اور ہم ان کی بڑی بڑی آنکھوں والی حور سے شادی کر دیں گے۔

وزوجناھم بحور عین۔ (الطور : ۲۰) اور ہم ان کو حورِ عین سے شادی کر دیں گے۔

وحور عین۔ (الواقعہ : ۲۲) اور (ان کے لئے) حورِ عین ہوں گی۔

فیہن قاصرات الطرف لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان۔ (الرحمٰن : ۵۶) اور ان باغوں (جنت) میں ایسی بیویاں ہوں گی جو شرم سے نگاہ نیچے رکھے ہوں گی، اس سے قبل ان کو کسی انسان نے مَس کیا ہوگا نہ جنات نے۔

حور مقصورات فی الخیام ..... لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان۔ (الرحمٰن : ۷۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ گورے رنگ کی حوریں خیموں میں پردہ نشیں ہوں گی..... ان عورتوں کو اس سے قبل کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا نہ جنات نے۔

وکواعب اترابا۔ (النباء: ۳۳) وہ نوجوان ہم عمر عورتیں ہوں گی۔

انا انشاٴنٰھن انشاء فجعلنا ھن ابکارا عربا اترابا۔ (الواقعہ: ۳۵)

ہم نے ان عورتوں کو پیدا کیا اور باکرہ بنایا وہ ہم عمر ہوں گی۔

وعندھم قاصرات الطرف اتراب۔ (ص: ۵۲) اور ان کے پاس نیچی نگاہ والیاں ہم عمر بیویاں ہوں گی۔

لہم مایشاؤن فیہا ولدینا مزید۔ (ق: ۳۵) جنت میں ان کو وہ سب ملے گا جو جنتی حضرات چاہیں گے اور ہمارے پاس مزید ہے۔

کیا موصوف ان آیات پر اعتراض کرنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ کیوں کہ جنّت میں ایسی نئی نویلی حوریں ملیں گی جن کو جنات و انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ وہ بالکل کنواری نوجوان ہوں گی، حورعین نے دنیا میں قدم بھی نہیں رکھا اس کے باوجود حورعین کو جنّت مل رہی ہے۔ کیا موصوف اپنے آقا گولڈ زیہر یہودی مستشرق رہنماؤں کی پلائی ہوئی شراب "حقیقت پسندی" کے نشے میں بدمست ہو کر ساری اُمّت کو بیوقوف سمجھ بیٹھے ہیں؟ ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ۔ (القصص: ۵۰)

اقتباس

جھوٹ کی بھی کوئی حد ہے، ایک بے نظیر اور بے مثال جھوٹی روایت گڑھ لی گئی ہے کہ جہنم کا پیٹ بھرنے کے لئے اللہ اپنا انگوٹھا جہنم میں ڈال دے گا اور جہنم چیخ اٹھے گی! بس بس! (نعوذ باللہ استغفر اللہ)۔ شاید کُن فیکون سے بھی اللہ کا مقصد پورا نہیں ہوتا تھا اس لئے کہ دوبارہ پھر وہی اٹھارہ ہزار عالم ہی پیدا ہوتا تو کمی پوری نہیں ہوتی اور مسئلہ لم یخل ہی رہ جاتا، لہٰذا اللہ تو بڑا حکمت والا ہے، بس اس کو اسی میں حکمت و مصلحت نظر آئی کہ اپنا انگوٹھا جہنم میں ڈال دے۔ (استغفر اللہ سو بار استغفر اللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفہیم اللہ رب العالمین قادر مطلق و خلاق عالم ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس صفت سے چاہتا ہے متصف کرتا ہے، جس کو جہاں چاہتا ہے فِٹ کرتا ہے، جب چاہتا ہے دوسرے کے ماتحت کر دیتا ہے۔ یہ کمالِ قدرت اور مشیتِ الٰہی ہے جس کی مصلحت و حکمت کا علم صرف اللہ رب العالمین کو ہے۔ اس نے انسان کے متعلق فرمایا: وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۝ حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن وہ آگ گلدستہ و رحمت رساں بن جاتی ہے۔ (الانبیاء : ۶۹)۔ حضرت موسیٰؑ مدین سے مصر کے لئے روانہ ہوتے ہیں، ایک درخت سے آواز آتی ہے میں ہی اللہ ہوں میری عبادت کرو۔ (القصص : ۲۹) ملکۂ سبا کا تخت پلک جھپکنے سے قبل حضرت سلیمانؑ کے پاس حاضر کر دیا جاتا ہے (النمل : ۴۰)۔ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ سے زندہ باہر نکلتے ہیں۔ (الصافات : ۱۳۹) حضرت سلیمانؑ کا انتقال ہو جاتا ہے لیکن کسی کو معلوم نہیں ہوتا ہے۔ (سبا : ۱۴)۔ وہ چڑیوں کی بولی بھی سمجھتے تھے۔ (النمل : ۱۶) حضرت موسیٰؑ کا ڈنڈا سانپ بن جاتا ہے۔ (طٰہٰ : ۲۰) اور جادوگروں کے سانپوں کو نگل جاتا ہے (طٰہٰ: ۶۹) حضرت موسیٰ نے عصا کو دریا میں ڈالا تو راستہ بن گیا (طٰہٰ: ۷۷) بنی اسرائیل کے لیے آسمان سے من و سلویٰ اترتا تھا۔ (البقرہ: ۵۷) اور بادل ان کیلئے سایہ کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے موقع پر ایک مٹھی کنکری مٹی لی اور قریش کی طرف رُخ کر کے فرمایا: شاہت الوجوہ! اور پھینکا تو کفار کے ہر آدمی کو وہ مٹی پہنچ گئی اور مسلمانوں نے بدر میں کفار کو قتل کیا۔ (الانفال) صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ سے بیعت لیا (الفتح) لیکن اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مٹی کو میں نے پھینکا، کفار کو میں نے قتل کیا۔ صحابۂ کرامؓ نے مجھ سے بیعت کیا، کسان کھیتی کرتے ہیں لیکن اللہ فرماتا ہے کہ کھیتی میں کرتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔

ان آیات کے مطابق اگر ہم اللہ تعالیٰ کی تشریح کریں تو عجیب و غریب تشریح ہوگی۔ یہ اندازِ خطاب ہے، قرآنی اعجاز ہے اور طرزِ خطاب ہے جس میں فن کی وہ باریکیاں ہیں جو صرف اہلِ فن ہی محسوس کر سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العالمین نے حضرت مریمؑ کے پاس فرشتہ بھیجا جس سے مریمؑ کا اچھا خاصا مکالمہ ہوا، پھر اس فرشتہ نے رحم مریم میں پھونک ماردی تو حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی۔ اتنا زیادہ بکھیڑا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ صرف کُن کہتا اور حضرت عیسیٰؑ یہودیوں کو تبلیغ فرماتے نظر آتے۔ رحم مادر، درد زہ، عہد طفولیت، قوم کے سامنے تیکھے سوالوں کا جواب اور ان سارے مناظر کو ذہن و دماغ میں بسالیں جو اس وقت قوم کے سامنے پیش آئے ہوں گے۔ پھر خود سوچئے یہ سب کرنے کی کچھ معقولیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کُن کہتا اور تمام مسائل حل ہو جاتے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے پاس یکے بعد دیگرے ۹ نو نشانیاں دے کر بھیجا اس کے باوجود فرعون ایمان نہیں لایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو لے کر نکل جاؤ، چنانچہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ساتھ دریا عبور کرتے ہیں اور فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا میں غرق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف کُن کہتا اور تمام مسائل حل ہو جاتے، حضرت موسیٰؑ کو عصا، ید بیضاء، قحط، پھلوں میں کمی، طوفان، ٹڈی، جوئیں، مینڈک اور خون دے کر بھیجنے کی نوبت کیوں آئی؟

رب سبحانہٗ وتعالیٰ اصحاب فیل کا مقابلہ کسی مضبوط اور طاقتور قوم سے کر سکتا تھا لیکن اس نے ابابیل جیسے معمولی اور حقیر پرندے کے ذریعہ قوم ابرہہ کا مقابلہ کیوں کیا؟ اللہ تعالیٰ لفظ "کُن" کہتا اور ابرہہ قوم کا صفایا ہو جاتا۔ طیراً ابابیل کو بھیجنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔

محمد رسول اللہ والذین معہ کفار سے جہاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کے لئے فرشتوں کو پے درپے آسمان سے نازل کرتا ہے۔ (الانفال: ۹) اللہ چاہتا تو لفظ "کُن" کہتا اور کفار بھسم ہو جاتے اور اسلام پوری دنیا میں پھیل جاتا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوتے، نہ رسول ﷺ اللہ کو مٹی پھینکنے کی نوبت آتی اور نہ ہی بیعت کرنے کی ضرورت ہوتی، نہ رسول ﷺ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنی زیادہ زحمت اٹھانے کی ضرورت ہوتی، نہ ہجرت کرتے اور نہ مکۃ المکرمہ کو فتح کرنے کی نوبت آتی۔

والصفات صفا۔ (الصفات: ۱) قسم ہے ان فرشتوں کی جو صف باندھے کھڑے ہوتے ہیں۔

یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا۔ (النبا: ۳۸) جس دن روح الامین اور فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے۔

وجاء ربك والملك صفا صفا۔ (الفجر: ۲۲) اور تیرا رب اور فرشتے (میدان محشر میں) صف باندھے آئیں گے۔

والملك على ارجائها ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية۔ (الحاقہ: ۱۱) اور فرشتے کنارے کھڑے ہوں گے اور آٹھ فرشتے اپنے رب کا عرش اٹھائے ہوں گے۔

ان آیات پر غور کیجئے، فرشتوں کے صف باندھنے کا مطلب تو سمجھ میں آتا ہے لیکن اللہ رب العالمین کے صف باندھنے کا کیا مطلب ہے؟ فرشتوں کو عرش اٹھانے کی ضرورت کیوں ہوئی؟

موصوف نے جس طرح حدیث دشمنی میں حدیث رسول پر اعتراض وارد کیا ہے کیا وہ کلام اللہ پر بھی وہی اعتراض وارد کر سکتے ہیں اور مشیت الٰہی کو چیلنج کر سکتے ہیں؟ اصل حقیقت ہے: ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا كانما يصعد فى السماء۔ (الانعام: ۱۲۵)

اقتباس رسول مقبول کے نام سے "معراج" کی رات کی تصویر دلگیر یوں کھینچی کہ "جہنم میں عورتوں ہی کی اکثریت ہوگی، چونکہ اکثر بیویاں زبان دراز اور شوہر کی نافرمان ہی تو ہوتی ہیں۔"

تفہیم حدیث کے الفاظ یہ ہیں: قال يكفرن العشير ويكفرن الاحسان لو احسنت الى احداهن الدهر ثم رات منك شيئا قالت ما رايت منك خيرا قط۔ (بخاری: باب کفران العشیر وہو زوج)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے خاوند اور احسان کی ناشکری کرتی رہتی ہو، اگر تو کسی عورت سے ہمیشہ بھلائی کرے پھر وہ تجھ سے کسی وقت کوئی کمی دیکھے گی تو کہنے لگے گی میں نے تجھ سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔"

اس حدیث میں خود ہی اس کی وضاحت ہے کہ اکثر عورتیں جہنم میں اس وجہ سے داخل ہوں گی کہ وہ اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں۔ جو عورت اس جرم میں مبتلا نہیں ہوگی وہ کم از کم اس وجہ سے دوزخ میں نہیں جائے گی اس لئے موصوف کو اطمینان رکھنا چاہیئے اور حدیث رسول کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

وما التوفیق الا باللہ۔

اقتباس

باب مباشرۃ الحیض : یعنی حیض والی عورتوں سے مباشرت کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور آنحضرت (دونوں مل کر) ایک برتن میں غسل کیا کرتے اور دونوں جنب ہوتے، حضور مجھ کو حکم فرماتے، پس میں تہبند باندھ لیتیں اور مجھ سے مباشرت کرتے حالانکہ میں حیض سے ہوتی۔ (بخاری، کتاب الحیض)

قرأۃ الرجل فی حجر امراتہ وھی حائض : یعنی مرد اپنی بیوی کی گود میں جب وہ حیض سے ہو قرآن پڑھ سکتا ہے اور بیوی ام سلمہ نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ آنحضرتؐ روزے میں میرا بوسہ لیتے اور میں آنحضرتؐ (دونوں مل کر) جنابت کا غسل ایک ہی برتن میں کرتے۔

نوٹ :- دیکھ لیا تم نے مثلہ و معہ کا نمونہ۔ ان حدیثوں کا دوسرا نام "وحی خفی" بھی ہے، سمجھا تم نے۔ وحی خفی کا مطلب یعنی یہ کہ قرآن وحی جلی ہے اور حدیث وحی خفی، یعنی پوشیدہ وحی۔ اور پوشیدہ وحی کیوں نہ ہو؟ آخر باتیں بھی تو اس میں خلوت کی بتائی گئی ہیں۔ آپ کو کیسے معلوم ہوتا کہ آنحضرت خلوت میں کیا کرتے تھے اور دین کس طرح مکمل ہوتا؟ حیض میں بیوی کے ساتھ ایک ہی چادر میں لیٹ کر سونے سے محروم رہ جاتے اور سنّت چھوٹ جاتی۔

نوٹ : غور فرمایا حضور کے گھر میں نو نو بیبیاں موجود پھر بھی آپ حیض والی عورتوں ہی کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مباشرت فرماتے۔ کیا کسی دشمنِ رسول نے بھی اپنی طرف سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول پاک پر ایسا بہتان باندھا ہے۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ ان حدیثوں کی روشنی میں غیر مسلم کی نگاہوں میں آنحضرت کا اخلاق و کردار کیسا بلند ہوگا۔ اگر کوئی "رنگیلا رسول" لکھ دے تو مسلمانوں کا خون گرم ہو جائے گا مگر حدیثیں چٹخارے لے لے کر پڑھیں گے اور کہیں گے کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے۔ پوچھو مذکورہ بالا حدیثیں قرآن کی کون سی آیت کی تفسیر و تشریح ہیں۔

اب اس کے مقابلے میں زیادہ نہیں صرف ایک آیت کریمہ ہی دیکھ لو پھر فیصلہ کر لو کہ ہماری حدیثیں واقعی قرآن کی تفسیر ہیں یا یکسر نقیض اور بالکل الٹ کر رکھ دینے والی ہیں۔

ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم اللہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین۔ (بقرہ : ۲۲۲) اور (اے رسول) لوگ آپ سے حیض کا مسئلہ پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ گندگی ہے، سو مسلمانو تم اپنی بیویوں سے اس وقت الگ رہو جبکہ وہ حیض و نفاس سے ہوں اور ان کے نزدیک مت جاؤ جب تک وہ خوب پاک نہ ہولیں یعنی غسل نہ کر لیں۔ پس جب غسل کر لیں تو تم ان کے پاس جا سکتے ہو جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دے رکھا ہے۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور طہارت رکھنے والوں کو چاہتا ہے۔

نوٹ : آیت کریمہ میں حیض سے متعلق سب سے پہلے یہ بتلا دیا گیا ہے کہ حیض کی حقیقت کیا ہے یعنی یہ گندگی ہے۔ پھر بتلاتا ہے کہ جب گندگی ہے تو مسلمان جو پاک و مطہر واقع ہوئے ہیں ان کے شایانِ شان نہیں کہ گندگی میں ملوث ہوں، اس لئے حکم دیتا ہے کہ حیض کی حالت میں اپنی بیویوں سے میل جول مت کرو یعنی ان سے دور ہی رہو، پھر مزید تاکید کرتا ہے کہ جب تک تمہاری بیویاں حیض کی حالت میں رہیں تم ان کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ وہ غسل کر لیں، یہ نہیں کہا کہ حیض کی حالت میں مباشرت مت کرو بلکہ سرے سے لوازم مباشرت سے ہی روک دیا۔ قرآن جس فعل کو صریح حرام قرار دے اس فعل کا سب سے پہلے مرتکب آپ خود ہوں، یا للعجب، بجا فرمایا اللہ تعالٰے نے : انظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیف ضربوا لك الامثال فضلوا فلا تستطیعون سبیلا۔ (بنی اسرائیل) اے رسول دیکھئے تو یہی لوگ کیسی کیسی باتیں آپ کی شان میں کہتے ہیں، لوگ کیسی کیسی مثالیں آپ کے بارے میں گڑھتے ہیں، پس وہ لوگ گمراہ ہوگئے اور کبھی بھی راہ نہیں پا سکے۔

تفہیم اسلام کے اصول و مبانی، قواعد و ضوابط اور تعلیمات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام انسان کو عزتِ نفس اور عظمتِ آدمیت کا درس دیتا ہے اور اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کا حکم دیتا ہے تاکہ اللہ رب العالمین کے سامنے سر جھکا کر تمام مخلوقات کے مقابلے میں سربلند ہو جائے۔ اسلام کی نگاہ میں انسان من حیث الانسان اپنی خلقت و صفت کے لحاظ سے کائنات کی ایک محترم ہستی ہے جس کے شرف و مجد اور فضیلت و برتری کے مقابلے میں دنیا کی کوئی مخلوق نہیں ہے۔ ان کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور سلسلۂ نبوت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا۔ اسلام کو جامع و مانع دین بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم، مزکی، مربی، حاکم، قاضی، مقتدی، مطاع اور خاتم النبیین بنایا۔ آپ کے ذمہ تھا کہ انسان کے شعبۂ زندگی کے ہر پہلو و گوشہ کی رہنمائی کرے۔ حضرت انسؓ سے ایک یہودی نے سوال کیا تمہارا رسول کیسا ہے جو استنجاء تک کی تعلیم دیتا ہے تو حضرت انسؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ کرنے سے بھی منع کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو حکم دیا کہ شعبۂ زندگی کے متعلق تم سے سوال کرے تو بتلا دو تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں کس طرح عمل کرتا ہوں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ازواج مطہرات کو امتِ مسلمہ کے لئے ماں کا درجہ دیا۔ صحابہ کرامؓ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر زندگی کے ان تمام گوشوں کے متعلق مسائل دریافت کرتے تھے جو خانگی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جانبین میں سے کسی کو ان مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے کسی قسم کے ناپاک جذبے کا دخل اندازی کا خطرہ نہیں ہوتا، اور کیونکر ہوتا، اللہ رب العالمین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے چیدہ ہستیوں کو منتخب کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ)۔ یہی وجہ ہے کہ پورے ذخیرہ احادیث میں کوئی ایک بھی نظیر نہیں ملتی کہ وہ جنسی مسائل امہات المومنین سے دریافت کئے گئے ہوں اور کسی صحابیات سے اس قسم کے معاملات ہوئے ہوں۔ واللہ لا یستحی من الحق۔ (الاحزاب: ۵۳) کی روشنی میں قرآن مجید کے اوّل مخاطبین دینی مسائل کو دریافت کرنے میں کسی قسم کی شرم و حیا محسوس نہیں کرتے تھے۔

اس غلط فہمی یا اعتراض کی اصل وجہ یہ ہے کہ مباشرت کا معنی ہماری زبان میں مجامعت سمجھا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے مجامعت کے لئے باشر (ایک جلد کو دوسرے جلد سے لگانا)' لامس (ایک دوسرے کو ٹٹولنا)' مَس (چھونا) اور آتی (آنا) استعمال کیا ہے۔ یہ سب الفاظ کنائی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں، اپنے حقیقی، بنیادی یا لغوی معنوں میں ایک بھی لفظ استعمال نہیں ہوا، لہٰذا عوام میں کنائی معنی مشہور ہوگیا اور منکرینِ حدیث نے اس سے فائدہ اُٹھایا۔ اب یہ غلط فہمی یوں پیدا ہوئی کہ حدیث میں یہ لفظ اپنے حقیقی معنی میں بھی آیا ہے یعنی روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مساس کرسکتا ہے، معانقہ کرسکتا ہے، بوس و کنار سے لطف اندوز ہوسکتا ہے لیکن مجامعت نہیں کرسکتا۔ اسی طرح حیض کی حالت میں مجامعت کے علاوہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ حیض کی حالت میں عورت بھی چند امور کے علاوہ سب کچھ کرسکتی ہے۔

اسلام سے قبل عورت کی معاشرہ میں نہ کوئی حیثیت تھی اور نہ کوئی مقام۔ اس پر غور کیجئے کہ عیسائیوں کے پیشوا یوحنا نے کہا: "عورت فتنہ و شر کی بنیاد ہے۔ انسانوں کی تباہی کا باعث ہے۔" اہل اسپین کہتے ہیں: "عورت انسان کے لئے ذلت کا سبب ہے"۔ قوم یہود عورت کو لعنت کا سبب گردانتی اور عورت کو موت سے زیادہ کڑوی چیز بتاتی ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں ہندو دھرم میں شوہر کے انتقال پر بیوی ستی (زندہ جلانا) کردی جاتی تھی۔ جاہلیت میں لڑکیاں زندہ درگور کردی جاتی تھیں۔ یونان میں عورت بے حد مظلوم تھی۔ ترقی یافتہ یورپ میں بھی ماضی قریب تک پادری اس بات پر بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے آیا عورت انسان بھی ہے کہ نہیں لیکن اسلام کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آمد ہوئی تو اس نے مظلوم، اچھوت اور سماج کی بدنصیب اور بے بس عورت کو گلے لگایا اور اس کو شرف و عزت بخشا اور بتایا کہ مرد و عورت دونوں کی جنس ایک ہے، دونوں انسانیت میں یکساں ہیں، مرد و عورت کو یکساں حکم دیا گیا ہے اور دونوں کے ساتھ ثواب کا وعدہ یکساں کیا گیا ہے۔

قدیم مذاہب (یہودیت، مسیحیت اور ہندومت وغیرہ) میں عورت حیض آتے ہی ناپاک ہو جاتی تھی۔ ان کے مذاہب کے مبالغہ آرائی نے اس تصور کو اتنا زیادہ بڑھا دیا تھا کہ حائضہ عورت کا معاشرہ میں پورا مقاطعہ ہو جاتا، وہ اچھوت سمجھی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حائضہ عورت سے صرف جماع منع ہے۔ باقی اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا، دھویا ہوا کپڑا، لگایا ہوا بستر، اسی طرح حائضہ کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، رہنا سہنا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔ جب یہودیوں کو یہ معلوم ہوا تو کہا کہ یہ شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے مذہب کی ہر بات کی مخالفت کرتا ہے۔ (مسلم) صحابہ کرامؓ میں بعض کے ذہن میں وہی پرانی باتیں موجود تھیں اسی لئے امہات المومنین کو یہ بتانے کی ضرورت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورت کو حکم دیا کہ عیدین میں عیدگاہ جائیں، وہ نماز میں شریک نہ ہوں گی لیکن دعا میں شریک رہیں گی۔ (بخاری)

انسان کی داخلی زندگی کے چند گوشے ایسے ہوتے ہیں جن کے متعلق ضروری تعلیم و ہدایت دینے میں شرم و حیا کا احساس اکثر مانع ہوتا ہے، اسی وجہ سے اسلام کے علاوہ جتنے مذاہب ہیں ان کے پاس طہارت و نظافت کے ابتدائی اصول تک نہیں ہیں۔ اللہ رب العالمین کا احسان عظیم ہے کہ اس نے زندگی کے تمام گوشوں کی رہنمائی کی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا ہے کہ طیبات کو حلال کریں اور خبائث کو حرام (یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث : الاعراف : ۱۵۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حلال یا حرام قرار دیا ہے یقیناً اس کی تفصیل حدیث میں ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اصولی قواعد و ضوابط بتایا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ وہ گناہوں سے محفوظ رہیں اور شعبۂ زندگی میں کسی قوم و مذہب کا محتاج و منت کش نہ ہوں۔

قدیم مذاہب میں متبنیٰ کو بیٹا کا درجہ دیا جاتا تھا اور ان کی بیوی سے نکاح کرنا حرام تصور کیا جاتا تھا۔ اللہ رب العالمین نے اس نظریہ کو باطل قرار دیا اور متبنیٰ (زید) کی بیوی (زینب) کا نکاح رسول اللہ سے کر دیا اور واضح کر دیا کہ متبنیٰ بیٹا نہیں ہو سکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکاح بذات خود نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپؐ کا نکاح میں نے کیا (فلما قضی زید منها وطرا زوجناكها لكي لا يكون على المومنين حرج في ازواج ادعيائهم۔ (الاحزاب : ۳۷)

اللہ رب العالمین نے مسلمانوں پر نماز فرض کیا اور با جماعت نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ محمد رسول اللہ والذین معہ خواہ مرد ہو یا عورت دونوں جماعت کے ساتھ نماز کے پابند تھے۔ فجر کے وقت زوجین کو غسل کی ضرورت ہوتی تھی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اہلیہ غسل کیا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ زوجین ایک ساتھ غسل کر سکتے ہیں کیونکہ فجر میں وقت کی تنگی کے باعث یکے بعد دیگرے غسل کرنے سے ایک کی جماعت چھوٹ سکتی تھی۔ عورتیں فجر کے وقت بھی با جماعت نماز ادا کرتی تھیں۔ (هن لباس لكم و انتم لباس لهن : البقرہ : ۱۸۷) پر غور کرنے سے اس لطیف تعبیر کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہو گی، انسان کی زندگی میں بہت سے ایسے گوشے ہوتے ہیں جس پر صرف میاں بیوی ہی آگاہ ہو سکتے ہیں۔

اللہ رب العالمین نے مرد و عورت دونوں کو مخاطب کیا ہے، چند مسائل کے علاوہ تمام مسائل میں مرد و عورت دونوں مشترک ہیں۔ دونوں کے لئے ایک ہی اصول ہے جس پر عمل کر کے دونوں کامیاب و بامراد ہو سکتے ہیں۔

من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مومن فلنحيينه حياة طيبة ولنجزينهم اجرهم باحسن ما كانوا يعملون۔ (النحل : ۹۷)

جس مرد و عورت نے بھی عمل صالح کیا اگر وہ مومن ہے تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطا کریں گے اور ہم ان کے بہتر اعمال کا جنہیں وہ کرتے تھے اجر دیں گے۔

والمؤمنون والمؤمنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقيمون الصلوة ويؤتون الزكوٰة ويطيعون الله ورسوله اولئك سيرحمهم الله ان الله عزيز حكيم۔ (التوبہ: ۷۱)۔

اور مومن مرد و مومن عورتیں ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، ان لوگوں پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ بلاشبہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

يوصيكم الله في اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين. (النساء: ۱۱) اللہ تمہاری اولاد کے تعلق سے حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورت کے حصہ کے برابر ہے۔

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کے مقام سے نکال کر مردوں کی طرح اعلیٰ و ارفع مقام عطا کیا ہے خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے، خاندانی نظام سے ہو یا معاشرتی آداب سے، اقتصادی قوانین سے ہو یا اصولی تہذیب سے۔ صرف چند مسائل ایسے ہیں جن میں مرد و عورت کے درمیان تفریق ہے ورنہ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کے لئے جو معیار مردوں کے لئے ہے وہی معیار عورتوں کے لئے ہے۔ عبادات کے لئے جو وقت مردوں کے لئے ہے وہی وقت عورتوں کے لئے ہے۔ زندگی کے نشیب و فراز میں مرد و عورت دونوں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں۔ اسلام سے قبل عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ قدیم مذاہب میں عورت کا حیض آتے ہی مقاطعہ ہو جاتا تھا اور وہ اچھوت سمجھی جاتی تھی۔ اسی نظریہ کو اسلام نے باطل قرار دیا ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ منکرین حدیث مذہب اسلام کو زندگی کے تمام شعبوں پر محیط تصور نہیں کرتے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب الاتباع تسلیم کرتے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک امیر کا مقام دیتے ہیں، اس لئے آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زندگی کو پرائیویٹ زندگی تصور کرتے ہیں۔ اسی لئے منکرین حدیث کے لئے ان مصالح کو باور کرنا مشکل ہو جاتا ہے جو ایک رسول وہ بھی خاتم النبیین و امام المرسلین کے پیش نظر ہوتے ہیں جن کی نبوت و رسالت پوری دنیا اور تا قیامت محیط ہے اور جو دین آخری دین ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنی کوائف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کا تعلق تقریباً اتنا ہی سمجھتے ہیں جس قدر خود منکرین حدیث کی ذہنی کیفیت ہے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی معیار پر رکھتے ہیں جس معیار پر ایک اچھے انسان کو رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر معاملہ میں واجب الاتباع سمجھتے ہیں اور آپؐ کی زندگی کو اسوہ حسنہ کا درجہ دیتے ہیں۔

قرآن میں عریانی

یہودیوں نے حضرت مریمؑ پر طرح طرح کا الزام تراشا ہے اور عیسائیوں نے اپنے مذہب کے لئے تثلیث کا عقیدہ گڑھا۔ ایسی صورت میں ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مریمؑ و حضرت عیسیٰؑ کے معاملے کو اس قدر چھان پھٹک کر بیان کر دے تاکہ ہر فریق کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔ یہ معاملہ اس تفصیل کے بغیر واضح نہیں ہو سکتا تھا۔

ومریم بنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا۔ (التحریم: ۱۲) عمران کی بیٹی مریم نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اور ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دیا۔

قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔ (مریم: ۲۰) مریم نے کہا مجھ کو کس طرح لڑکا ہوگا جبکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔

اس عریانیت کے بغیر نہ یہود اپنی ہٹ دھرمی سے باز آتے اور نہ ہی نصاریٰ اپنے غلو کو ترک کرتے، اس لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

الم یک نطفۃ من منی یمنی۔ (القیامۃ: ۳۷) کیا انسان منی کا قطرہ نہیں تھا جو (عورت کے رحم میں) ٹپکایا گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانه خلق الزوجین الذکر والانثی من نطفة اذا تمنی۔ (النجم: ۴۶)
اور اس نے جوڑا نر و مادہ پیدا کیا جو (عورت کے رحم میں) ڈالا جاتا ہے۔
ان دونوں آیتوں میں انسان کی تخلیق کا تذکرہ ہے جس میں بہت زیادہ عریانی ہے لیکن نعمتِ تخلیق کا ذکر کرنا بھی ضروری تھا۔

نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ (البقرہ: ۲۲۳) تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں پس تم جس طرح چاہو کھیتی کرو۔

وربائبکم اللاتی فی حجورکم من نساءکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم۔ (النساء: ۲۳) اور تمہاری عورتوں کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں، ان بیویوں سے کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہے پس اگر تم نے ان عورتوں سے صحبت نہ کی ہے تو تم کو کوئی گناہ نہیں ہے۔
ربیبہ لڑکی سے نکاح کے سلسلے میں جو شرط ذکر کی گئی ہے وہ ازدواجی زندگی کی آخری شکل ہے۔ اسی طرح اس سے قبل کی آیت میں شوہر بیوی کے ساتھ ازدواجی زندگی کو کس طرح تشکیل دے گا اس کا تذکرہ ہے۔

والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین۔ (المومنون: ۶) اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں لیکن بیویوں اور لونڈیوں سے (حفاظت) نہیں کرتے کیونکہ ان پر کوئی ملامت نہیں ہے۔
اللہ رب العالمین اپنے مومن بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے جو اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے ساتھ عریانیت کی صرف اجازت ہی نہیں ہے بلکہ کارِ ثواب بھی ہے۔

وراودته التی ھو فی بیتھا عن نفسه وغلقت الابواب وقالت ھیت لك ..... ولقد ھمت به وھم بھا ..... واستبقا الباب وقدت قمیصه من دبر والفیا سیدھا لدی الباب۔ (یوسف: ۲۳) اور جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت کے گھر میں یوسف رہتے تھے وہ ان پر فریفتہ ہوگئی اور ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے پھسلانے لگی اور گھر کے سارے دروازے بند کر دئے اور یوسف سے کہا آجاؤ.... اور عورت کا عزم پختہ ہوگیا اور یوسف کا بھی ہو جاتا اگر وہ اپنے رب کی برہان نہ دیکھتے .... اور دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے یوسف کا کرتا پیچھے سے پھاڑ دیا اور دونوں نے اتفاقاً عورت کے شوہر کو دروازے کے پاس پایا۔

حضرت یوسفؑ پر زنا کا الزام لگایا گیا تھا۔ کیا اس عریانیت کے بغیر حضرت یوسفؑ کی پاک دامنی کا اظہار ہو سکتا تھا۔ کیا منکرینِ حدیث کے اندر مذکورہ بالا آیات کو برداشت کرنے اور حق قبول کرنے کی صلاحیت ہے یا حدیث دشمنی میں حدیث کا نام آتے ہی یحسبون کل صیحۃ علیھم (المنافقون: ۴) کا مظاہرہ کریں گے۔ فما ذا بعد الحق الا الضلال۔

رُوح اور عذابِ قبر

اقتباس

بہر حال انسان کی زندگی اور موت کے متعلق عموماً اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے لوگ جس انداز سے سوچتے ہیں .... کہ انسان دو عناصر ایک مادہ اور دوسرے روح کا مجموعہ ہے، یہ دونوں عناصر ایک دوسرے کے ساتھ ایک مدت معینہ تک متصل رہتے ہیں، پھر ایک وقت آتا ہے کہ رُوح جسم کو چھوڑ کر نکل جاتی ہے جس کے نتیجہ میں جسم سڑ گل جاتا ہے لیکن روح باقی رہتی ہے .... اور پھر وہی روح قیامت میں ہر شخص کے لئے جسم میں داخل کر دی جائے گی، حالانکہ دونوں عقائد بالکل غیر قرآنی اور یکسر غلط ہیں .... بہر حال جسم اور جان دو الگ الگ عناصر کا نظریہ ہی یکسر غلط اور بے بنیاد ہے، یہ محض انسانی دماغ کا تصوّر ہے، انسان کا وجود اصلاً ایک جیتی جاگتی چیز ہے جب فنا ہوتا ہے تو پورا ہی فنا ہوتا ہے، یہ اور بات ہے کہ پہلے شعور یعنی ہوش و حواس فنا ہوتا ہے پھر جسم کے نرم ترین اعضاء مٹتے ہیں یعنی موت واقع ہونے کی حالت میں انسان کے وجود کا کوئی عنصر یا حصّہ باقی نہیں رہتا .... یہاں اس حقیقت کو ہرگز ہرگز فراموش نہ کیا جائے کہ انسان مرنے کے بعد بالکل فنا ہو جاتا ہے۔ اس کے انسانی وجود کا کوئی حصہ باقی نہیں رہ جاتا ہے جیسا پیدا ہونے سے پہلے تھا پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے .... کیف تکفرون باللہ و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كنتم اموات فاحيا كم ثم يميتكم ثم يحييكم ثم اليه ترجعون۔ (۲/۲۸) تم اللہ سے کیونکر انکار کر سکتے ہو؟ اے نوع انسانی! تم پیدائش سے پہلے مُردے تھے یعنی نیستی میں تھے پس ہم نے تم کو زندگی بخشی یعنی پیدا کیا پھر تم کو موت دیں گے یعنی تم پہلی دفعہ کی طرح نیست و نابود ہو جاؤ گے یہاں تک کہ پھر (قیامت میں) تم کو دوبارہ زندگی بخشی جائے گی۔ مطلب یہ کہ نئے سرے سے پیدا کئے جاؤ گے تاکہ ہماری طرف حساب وکتاب اور جزا کے لئے پیش کئے جاؤ۔

افسوس کہ بالآخر مسلمانوں کو وہی پریشانی ہوگئی کہ آخر انسان بالکل مٹی ہو جانے کے بعد پھر کیسے پیدا ہوگا اور ذہن چند در چند شکوک کا آماجگاہ بن گیا، لہٰذا رفع شک کے لئے اس کا حل یوں نکالا گیا کہ انسان میں روح ایک چیز ہوتی ہے جو کسی طرح فنا نہیں ہوتی، وہی باقی رہ جائے گی صرف جسم سڑ گل جائے گا، چنانچہ قیامت میں اللہ تعالیٰ صرف جسم یعنی مادہ کو دوبارہ پیدا کرے گا اور اسی میں روح ڈالے گا.... چونکہ پہلے ہی سے دوبارہ پیدائش کا عقیدہ قائم کر چکا ہے اس لئے اس سے تو انکار نہیں کر سکتا تو کہہ دیا کہ انسان پورے طور پر فنا ہی نہیں ہوتا اصل جزء تو باقی رہ جاتا ہے اس لئے دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں، انا للہ وانا ......

وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ازل ہی میں "روحوں" کو پیدا کر دیا تھا اور سب کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے اور جب بھی کسی انسان کو پیدا کرنا ہوتا ہے بس "مادہ" میں ایک "روح" کو داخل کر دیتا ہے اور وہ پورا جیتا جاگتا انسان ہو جاتا ہے۔

اس سلسلے میں یہ بتلا دینے کی سخت ضرورت ہے کہ لوگوں نے انسانی زندگی کے متعلق روح بمعنی جان جو عقیدہ قائم کر لیا ہے وہ محض غلط ہے، اس پر یہ طرہ کہ "روح" کے متعلق یہ سمجھ رکھا ہے کہ "روح" مرتی نہیں، حالانکہ قرآن حکیم میں روح کے معنی جان کے کہیں نہیں آئے ہیں..... قرآن پاک میں مختلف مقامات پر "روح" کا لفظ آیا ہے اور ہر جگہ الگ الگ معنوں میں آیا ہے؛ يسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا۔ (بنی اسرائیل: ۱۷/۸۵) اے پیغمبر اسلام! لوگ آپ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُوح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ علی الاعلان ارشاد فرما دیجئے کہ "روح" کی حقیقت بس یہ سمجھ لو کہ اس کا وجود اللہ کے حکم سے ہے اور تمہارا علم بہت ہی تھوڑا تھا۔ چنانچہ روح کے وحی کی حقیقت سورہ شوریٰ کے آخری رکوع میں بڑی تصریح کے ساتھ بتلا دی گئی ہے، اس کے بعد قرآن کے روح ہونے کے متعلق کوئی خلش باقی نہیں رہتی ورنہ سمجھنا چاہیئے آخر ایک نبیؐ سے انسانی جان کے متعلق کوئی سوال کیوں کرنے لگا اور رسول کو انسانی جان کی کہنہ بتلانے کے لئے دردسر کیوں ہونے لگا؟ یہ تو کوئی ڈاکٹر یا حکیم سے پوچھنا چاہیئے تھا۔

اچھا اب آئیے ذرا "برزخ" کی بھی سیر کر لی جائے اور دیکھا جائے کہ جو عالَم برزخ کے نام سے لوگوں نے ہوا میں ایک خیالی دُنیا بنا اور بسا رکھی ہے اور اس کے متعلق ایک سے ایک قصّے اور کہانیاں گڑھ رکھی ہیں آخر اس کی حقیقت کیا ہے؟ جو لوگ دنیا و آخرت کے علاوہ ایک تیسری زندگی کے قائل ہیں اس کا کہنا ہے کہ ہر مرنے والے کی روح دُنیا و آخرت سے پرے ایک تیسرے عالم میں رکھی جاتی ہے اور وہ عالم برزخ کہلاتی ہے ..... حالانکہ یہ عقیدہ بالکل خیالی اور من گھڑت بلکہ صریح غیر اسلامی یعنی غیر قرآنی ہے۔ قرآن کی اصطلاح میں "برزخ" کے معنی آڑ اور پردہ کے آتے ہیں جیسے سورہ رحمٰن میں ہے: مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان۔ ($\frac{۵۵}{۱۹،۲۰}$) اللہ نے دو دریا بہائے ہیں مل کر چلنے والی یعنی دونوں دریاؤں کے بیچ میں ایک آڑ ہے کہ دونوں ایک دوسرے پر چڑھتے نہیں۔ غور فرمایا جائے کیا یہاں دونوں دریاؤں کے درمیان واقعی کوئی "پردہ" ہے یا پھر "آڑ" ہے جو حد فاصل ہے؟ پس اسی طرح سمجھ لیا جائے کہ دنیاوی زندگی اور آخری زندگی کے درمیان ایک آڑ ہے اور وہ دراصل موت ہے۔ قرآن کہتا ہے: ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون۔ (مومنون: $\frac{۲۳}{۱۰۰}$) یعنی اور لوگوں کے پیچھے جی اُٹھنے کے دن تک ایک آڑ ہے۔

قرآن میں "یوما او بعض یوم" کا لفظ آیا ہے یعنی ایک دن یا ایک دن کا کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ۔ یہی ہے قرآن میں برزخ اور اس کی حقیقت جس کو لوگوں نے کیا سے کیا بنا کر رکھ دیا ہے۔ سچ ہے جس کے پاس آیات بینات یعنی روشن دلائل و براہین نہ ہوں وہ اپنے دعویٰ کی تائید میں کمزور سے کمزور کو بھی دلیل بنا کر پیش کرتا ہے اور تنکوں کے پل پر سے ہاتھی کو گذارنے کی سعی لاحاصل کرتا رہتا ہے۔

پورے قرآن میں صرف دو آیتیں ہیں جن سے وہم و گمان کی پیروی کرنے والے شہیدوں کے نہ مرنے اور ان کو ہمیشہ زندہ رہنے پر استدلال کرتے ہیں۔ ایک سورہ بقرہ کی آیت اور دوسرے سورہ آل عمران کی۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ (بقرہ: ۲/۱۵۴) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو شعور نہیں (گویا اللہ جھوٹ بولنا سکھلا رہا ہے، نعوذ باللہ، استغفر اللہ)۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون۔ (آل عمران: ۳/۱۶۹) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں (یا مارے گئے) ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے۔

اب وہی مترجم سورہ حج کی آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں یا کرنے پر مجبور ہیں:
والذین ھاجروا فی سبیل اللّٰہ ثم قتلوا او ماتوا لیرزقنہم اللّٰہ رزقا حسنا وان اللّٰہ لھو خیر الرازقین۔ (حج: ۲۲/۵۸) اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور پھر قتل ہو گئے یا مر گئے ان کو اللہ اچھی روزی دے گا اور بے شک اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (حالانکہ آل عمران میں ترجمہ کیا گیا تھا کہ ان کو رزق مل رہا ہے)۔

شہداء قیامت سے پہلے جنت میں داخل نہیں ہوئے ہیں اور نہ ہی ان کو رزق مل رہا ہے.....

کلا ان کتٰب الفجار لفی سجین وما ادرٰک ما سجین کتٰب مرقوم (تطفیف ۸۳)
کیا ایسا نہیں؟ بیشک فاجروں کا ریکارڈ سجین میں ہے اور تو کیا جانا کہ سجین کیا ہے؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔ کلا ان کتٰب الابرار لفی علیین وما ادرٰک ما علیون کتٰب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرقوم۔ (تطفیف: ۸۳/۲۰) کیا ایسا نہیں؟ بیشک نیکوکاروں کا ریکارڈ علیین میں ہے اور تو کیا جانا کہ علیین کیا ہے؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔ لیکن ملّاؤں کا من مانا نظریہ ہے کہ علیین اور سجین "ارواح" کا پٹارہ ہے: ایک ارواح خبیثہ کا اور ارواح مطمئنہ کا حالانکہ قرآن کریم کی رو سے وہ دراصل نیکوکاروں اور بدکاروں کا دفتر (ریکارڈ) ہے اور بس۔

دوسرے اس حقیقت سے عوام کو روشناس کرایا گیا کہ انسان مرنے کے بعد قیامت ہی کے دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس کی تخلیقِ جدید کی جائے گی تاکہ احکم الحاکمین کی عدالت میں اس کی پیشی ہو اور وہاں ہر شخص اپنی سعی کا پورا پورا بدلہ پائے گا ..... ثم انکم بعد ذالك لمیتون ثم انکم یوم القیامة تبعثون۔ (مومنون: ۲۳/۱۵) پھر تم (اس دنیاوی زندگی) کے بعد مر جاؤ گے پھر تم قیامت ہی کے دن اٹھا کھڑا کئے جاؤ گے (یعنی از سرِ نو دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے) ..... الغرض فیصلہ کا ایک دن مقرر ہے اس کے پہلے جزا و سزا کیسی؟ ..... یاایها الذین اٰمنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیه ولا خلة ولا شفاعة والکافرون هم الظالمون۔ (بقرہ: ۲/۲۵۴) اے ایمان والو! جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے ہمارے حکم کے مطابق خرچ کر لو جس دن نہ خرید و فروخت ہے اور نہ ہی دوستی اور نہ ہی شفاعت اور جو کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں قیامت کے دن تین باتوں کی بصراحت مطلق نفی کر دی گئی ہے۔ اول یہ کہ اس دن تجارت نہیں، دوم دوستی نہیں اور سوئم یہ کہ اس دن شفاعت (سفارش) نہیں۔ اگر سفارش جو تیسرے نمبر پہ ہے وقوع پذیر ہو جاتی ہے تو لامحالہ کسی کی دوستی سے فائدہ بھی ہو جائے گا اور خرید و فروخت بھی ہو کر رہے گا (العیاذ باللہ) .....

مسلمانوں کو یہی بتلایا اور سکھلایا گیا ہے بلکہ گھونٹی کی طرح پلایا گیا ہے کہ ہر نبی کو ایک خاص (اسپیشل) دُعا ملی ہے کہ اس کے واسطہ سے جو بھی مانگیں گے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کر لیا جائے گا۔ چنانچہ تمام انبیاء و رسل اسی دعا کی بدولت اپنی اپنی قوموں اور اُمتوں کی ہلاکت و تباہی اسی دنیا میں مانگ چکے ہیں، لہٰذا ان کا ہاتھ خالی ہو چکا ہے۔ اب قیامت کے دن ان کے پلے کچھ نہیں پڑے گا، البتہ حضور نے اس خاص الخاص (اسپیشل) دُعا کو خصوصی طور پر بالکل محفوظ (ریزرو) ہے اور اسی دعا کے وسیلہ سے قیامت کے دن اپنی بدکار، گنہگار اور ناہنجار اُمت کو بخشوائیں گے اور اللہ کو بھی اس دعا کو رد کرنے کی مطلق گنجائش نہ ہوگی کیونکہ وہ پہلے سے ہی سادہ چیک پر دستخط کر چکا ہے۔ اس پر بھی مسلمان کہلانے والے اگر چھوٹ کر گناہ نہ کریں تو ان سے بڑھ کر بیوقوف کون ہوگا؟ (العیاذ باللہ)

تفہیم یہ واضح ہو چکا کہ اللہ رب العالمین نے فرشتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں آدم کو مٹی سے پیدا کرنے جا رہا ہوں، جب میں مٹی کا پُتلا بنا لوں، نقش و نگار کر لوں اور اس میں روح ڈال دوں تو تم سب سجدہ ریز ہو جانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان دو عنصر "مادہ" و "روح" کا مجموعہ ہے۔ ولقد خلقناکم وصورناکم ثم قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم۔ (الاعراف:۱۱)

اور ہم نے پیدا کیا اور تمہاری صورتیں بنائیں پھر فرشتوں سے کہا آدم کا سجدہ کرو۔

ثم سواہ ونفخ من روحہ۔ (السجدہ: ۹) پھر اس کے اعضاء درست کیا اور اس میں روح پھونکا۔

فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی۔ (الحجر: ۲۹) جب میں اس کو درست کر لوں اور اس میں اپنی طرف سے روح ڈال دوں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ انسان دو عنصر جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔

حضرت آدمؑ کی تخلیق فرشتوں کو آدمؑ کا سجدہ کرنے سے قبل وقوع پذیر ہو چکی تھی۔

قرآن مجید کی روشنی میں انسانی زندگی کے چار ادوار ہیں۔ میں ہر ایک پر جستہ جستہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) پیدائش روح سے لے کر اس روح کو بطن مادر میں داخل ہونے کا عرصہ، اس عرصہ کو موت سے تعبیر کیا ہے۔
(۲) بطن مادر میں دخول روح سے لے کر موت تک کا عرصہ، اس عرصہ کو زندگی سے تعبیر کیا ہے۔
(۳) موت سے حشر تک کا عرصہ، اس عرصہ کو موت سے تعبیر کیا ہے۔
(۴) قیامت کو دوبارہ جی اُٹھنے کے بعد سے ابدی حیات آخرت کا عرصہ، اس عرصہ کو زندگی سے تعبیر کیا ہے۔

پہلا دور ــــــ موت ہے

یہ دَور ازل میں روح کی پیدائش سے لے کر بطنِ مادر میں روح داخل ہونے تک کا ہے۔ اس عرصہ کو اللہ رب العالمین نے موت سے تعبیر کیا ہے۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ (البقرہ : ۲۸) تم اللہ کا انکار کیسے کرتے ہو حالانکہ تم پہلے مردہ تھے تو اس نے تم کو زندگی بخشی پھر وہ تم کو موت دے گا پھر وہ زندہ کرے گا پھر تم اس کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔

قیامت کے دن کفار بھی ان چار ادوار یعنی دو موت اور دو حیات کا اقرار کریں گے۔

قالوا ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین فاعترفنا بذنوبنا فھل الیٰ خروج من سبیل۔ (المومن : ۱۱) کفار کہیں گے اے ہمارے رب تو نے دوبارہ موت دی اور دوبارہ زندہ کیا ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں تو کیا اب (جہنم کے عذاب سے) نکلنے کی کوئی سبیل ہے۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ روح کے چار مراحل ہیں۔ دنیاوی زندگی سے قبل کی حالت کو موت سے تعبیر کی گئی ہے۔ اللہ نے پیدائش سے قبل کی حالت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" وکنتم اموات " فرمایا حالانکہ یہ وہ حالت ہے جس میں انسان سے " الست بربکم " کا عہد لیا گیا ہے اور تمام انسانوں نے " قالوا بلیٰ شہدنا " (الاعراف:۱۷۲) کا اقرار کیا۔ عہد و اقرار کے لئے لازمی شرط بلا جبر و اکراہ و برضا و رغبت، ہوش و حواس اور عقل و شعور ہے تو پھر خالق کائنات، ارحم الراحمین سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ اس نے ہم سے ایسی حالت میں عہد لیا جبکہ ہم قطعی عالم ممات اور عدم محض میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے کے بعد تمام روحوں کو بھی پیدا کیا جو اس پشت سے تا قیامت پیدا ہونے والی تھیں۔ " الست بربکم " اسی دور سے متعلق ہے۔ چونکہ روح کو جسم نہیں ملا جو اعمال کے صدور کا ذریعہ ہے لہٰذا اس دَور کو موت سے تعبیر کیا ہے۔

معلوم ہوا روح و جسم کے اتصال کا نام زندگی ہے اور روح و جسم کے انفصال کا نام موت۔ بالفاظ دیگر بلا جسد خاکی کی حالت کو موت اور جسد خاکی کی حالت کو زندگی فرمایا۔ اللہ رب العالمین نے موت و حیات دونوں کو پیدا کیا۔ الذی خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ (الملک : ۲) اسی نے موت و حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھا عمل کرتا ہے۔

ایک اور لحاظ سے غور کیجئے کہ حالت طفولیت کا رمق برابر شائبہ کسی کے ذہن میں محفوظ نہ ہونے کے باوجود اس حالت کا نہ انکار کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی تعبیر، بالکل اسی طرح دنیاوی زندگی سے پہلے کی حالت کا ہے جہاں کی زندگی کی یادیں ہمارے ذہن میں محفوظ نہیں ہیں، اس حالت کو مطلق عالم ممات قرار دینا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟

دوسرا دَور ــــ دنیوی زندگی

یہ عرصہ بطن مادر میں دخول روح سے لے کر موت تک کا ہے۔ انسان جب بطن مادر میں جنین کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اس میں روح داخل کی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بطن مادر سے باہر آتی ہے تو بچہ کہلاتی ہے، پھر جوان ہوتی ہے، بعض انسان بوڑھا ہونے سے قبل مرجاتے ہیں اور بعض اذل عمر تک پہنچ جاتے ہیں، اس مرحلہ میں موت آخری منزل ہے۔

ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة في قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم انشاناه خلقا آخر فتبارك الله احسن الخالقين۔

(المومنون: ۱۲-۱۴، الحج: ۵، المومن: ۶۷) اور بے شک ہم نے انسان کو مٹی کے نچوڑ سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو ایک مضبوط جگہ (رحم) میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر اس نطفہ کو خون کے لوتھڑے سے کچی بوٹی بنایا، پھر اس کچی بوٹی کو ہڈیوں کی شکل میں لائے۔ پھر ہم نے ان ہڈیوں پر چمڑا پہنایا، پھر ہم اس میں (روح ڈال کر) ایک اور قسم کی پیدائش میں لائے اللہ کی ذات بڑی برکت والی ہے جو بہت ہی بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

ان آیات پر غور کیجئے اللہ رب العالمین نے انسان کی تخلیق کے تعلق سے فرمایا کہ اول تو ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا یہ مادہ ہوا، پھر نطفہ سے پیدا کیا، وہ نطفہ بطن مادر میں مختلف شکل اختیار کرتے ہوئے جنین کی صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس میں روح داخل کی جاتی ہے۔ اس سے بالکل ہی صاف ہو گیا کہ انسان روح و مادہ کا مجموعہ ہے لیکن غور کیجئے موصوف نے کس کس انداز سے قرآن مجید کا انکار کیا ہے۔ ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا۔ (الحج: ۶۰)

تیسرا دور ـــــ عالمِ برزخ

یہ عرصہ موت کے بعد سے شروع ہو کر حشر تک رہتا ہے۔ موت کے بعد انسان جس جگہ منتقل کیا جاتا ہے اس کو عالم برزخ کہا جاتا ہے۔ وہ وہاں جس حال میں ہے اس کی وہی حیات برزخ ہے۔ لفظ "برزخ" قرآن مجید میں آڑ یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روک کے معنی میں مستعمل ہے، یہ لفظ دراصل دو متضاد چیزوں کے درمیان ایک تیسری چیز کا نام ہے جس میں دونوں اشیاء کے ملے جلے اوصاف پائے جاتے ہیں اور وہ آڑ کا کام دیتا ہے جیسے جنّت و جہنم کے درمیان اعراف برزخ ہے۔ (الاعراف: ۴۶) اسی طرح نیند بھی برزخ ہے۔ اس میں زندگی و موت کے ملے جلے آثار پائے جاتے ہیں۔ (الانعام: ۶۰، الزمر: ۴۲) موت کے بعد سے حشر تک کے عرصہ کو قرآن نے برزخ کہا ہے۔ (المومنون: ۱۰۰) میٹھے اور کھارے پانی کے درمیان ایک آڑ ہے جسے قرآن نے برزخ سے تعبیر کیا ہے۔ (الرحمٰن: ۲۰) قرآن مجید میں دوسری جگہ "برزخ" کے بجائے لفظ "حاجز" و "حجر" استعمال ہوا ہے۔

وجعل بین البحرین حاجزا۔ (النمل: ۶۱) اور اللہ نے ان دونوں دریاؤں کے درمیان آڑ بنایا ہے۔

ھوالذی مرج البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج وجعل بینھما برزخا وحجرا محجورا۔ (الفرقان: ۵۳) اور وہ اللہ ہے جس نے دونوں دریا کو ملا دیا۔ ایک (کا پانی) میٹھا تسکین بخش ہے اور دوسرے (کا پانی) کڑوا کھاری ہے اور ان دونوں کے درمیان ایک پردہ و مضبوط آڑ بنا دیا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ دونوں سمندروں کے کھارا پانی و میٹھا پانی ایک ساتھ مل کر بہتے ہیں لیکن اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے دونوں دریاؤں کے درمیان ایک غیر مرئی آڑ رکھ دیا ہے جو دونوں دریاؤں کے پانی کو آپس میں مل کر ایک جسم ہو جانے میں مانع ہے۔ یہ قانون طبعی ہے کہ گرم و ٹھنڈا پانی، میٹھا و کڑوا پانی آپس میں مل کر ایک ہو جاتے ہیں لیکن اس کے برعکس ان دونوں سمندروں کے پانی کے مابین اللہ تعالیٰ نے ایک غیر مرئی آڑ رکھ دیا ہے۔ اللہ کا مقرر کردہ آڑ کی وجہ سے یہ دونوں آپس میں نہیں مل سکتے۔ یہ قدرت کاملہ و حجت بالغہ کی علامت ہے۔

موضوع بحث اور سلسلۂ بیان کو اگر ملحوظ نہ رکھا جائے تو کسی بھی لفظ یا جملہ کا ایسا مفہوم نکالا جا سکتا ہے جس کو بات کا بتنگڑ کہا جاتا ہے۔ موصوف نے قرآن مجید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ کسی آیت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اپنے مطلب کے لئے پیش کر دیا اور قرآن مجید کے مسلمہ اصول کا انکار کر دیا۔ اس کی مثال: لا تقربوا الصلوٰۃ: ہے۔ (النساء: ۴۳) منکرینِ حدیث نے جس آیت کا ایک ٹکڑا دیکھ کر عالم برزخ کا انکار کیا ہے اس کو پڑھیے: حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انہا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون۔ (المومنون: ۱۰۰) یہاں تک کہ جب کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے، اے ہمارے رب مجھے دُنیا کی طرف واپس کر دے تاکہ پچھلی زندگی میں جو چھوڑ آیا ہوں عمل صالح کر لوں، ہرگز نہیں یہ لفظ صرف ان کے منہ کا بول ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور ان لوگوں کے آگے ایک آڑ ہے قیامت کے دن تک کے لئے۔

اس آیت میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ مردہ انسان اپنے رب سے قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا کی درخواست کرے گا جس کا جواب ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون فرمایا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد دنیا میں واپس آنے میں مانع و مزاحم یہی برزخ ہے جو واپسی کے وقت ان کے آگے ہوگا۔ اس جملہ کا صاف مطلب ہے کہ موت کے بعد پھر دُنیا میں واپسی ناممکن و محال ہے۔ کفار بھی جہنم میں چلائیں گے اور یہی کہیں گے: وھم یصطرخون فیھا ربنا اخرجنا نعمل صالحا۔ (فاطر: ۳۷) اور وہ جہنم میں چیخیں مارتے ہوئے کہیں گے اے ہمارے رب تو ہم کو یہاں سے نکال دے تاکہ ہم عمل صالح کریں۔

قرآن مجید کا نزول عقیدہ کی اصلاح کے لئے ہوا ہے۔ نزولِ قرآن کے وقت یہ عام تصور تھا کہ انسان کے لئے جو زندگی ہے وہ صرف دنیا ہی کی زندگی ہے۔ موت کے بعد مطلق عالم ممات، عدم محض اور فنا ہی فنا ہے۔ موت کے بعد کوئی زندگی ہے نہ ہی قیامت، کیونکہ خاکی جسم کا مٹی میں سڑ گل کر مل جانا یا جلا دینے سے راکھ ہو جانا ان کے مشاہدہ و تجربہ میں تھا۔

وقالوا ان ھی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین۔ (الانعام: ۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کفار کہتے ہیں کہ ہماری دنیاوی زندگی ہی اصل زندگی ہے اور ہم مرنے کے بعد پھر زندہ نہیں کئے جائیں گے۔

وقالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر۔ (الجاثیہ : ۲۱) اور کفار کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے۔ ہم یہیں مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں تو صرف زمانہ ہی مارتا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین موت کے بعد مطلق عالم ممات کا عقیدہ رکھتے تھے، موت کے بعد انسان کے جسم و رُوح دونوں فنا سمجھتے تھے اس لئے اس جسدِ خاکی کے ساتھ دوبارہ اٹھائے جانے کو ناممکن و محال تصور کرتے تھے۔ ان کے نزدیک دوسری دُنیا کا قطعاً تصوّر تک نہیں تھا چنانچہ جو دوبارہ اٹھائے جانے کی بات کرتے ان کی مفتری علی اللہ، مجنون اور کذاب کہتے تھے : وقال الذین کفروا ھل ندلکم علیٰ رجل ینبئکم اذا مزقتم کل ممزق انکم لفی خلق جدید' افتریٰ علی اللہ کذبا ام بہ جنۃ۔ (سبا : ۸) اور یہ کفار (آپس میں) کہتے ہیں۔ کیا ہم تم کو ایسا آدمی بتلائیں جو تم کو یہ عجیب خبر دیتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو (قیامت میں) ضرور تم ایک نئی پیدائش میں آؤ گے، معلوم نہیں یہ شخص قصداً اللہ پر افتراء کرتا ہے یا اس کو جنون ہے، اس خبر کو : رجع بعید (ق : ۳) یہ عقل سے بعید ہے' کہتے تھے۔

ان ہی خیالات کی تردید اللہ رب العالمین نے کیا ہے اور تمام انبیاء کرامؑ کے معرفت عقیدۂ آخرت پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے : ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الیٰ ربھم ینسلون، قالوا یٰویلنا من بعثنا من مرقدنا ھذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون۔ (یٰسٓ : ۵۲) اور جب صور پھونکا جائے گا تو وہ سب یکایک قبروں سے (نکل نکل کر) اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی ہم کو ہماری قبروں سے کس نے اٹھایا، یہ وہی (حشر) ہے جس کا ہم سے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسول سچ کہتے تھے۔

غور کیجئے رحمٰن نے کس چیز کا وعدہ فرمایا ہے اور رسولوں نے کس بات کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کی ہے جس حقیقت واقعہ کے وقوع کا وعدہ کیا گیا تھا اور کیا جا رہا تھا اس کے وقوع پر یہ احساس و خیال ہو گا اس وقت تمام لوگ بیک زبان کہیں گے: هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون۔ اللہ رب العالمین نے جس جاہلانہ تصور کی تردید کیا اور قدیم جاہلانہ عقائد کو باطل قرار دیا ہے موصوف نے ان ہی آیات سے استدلال کرتے ہوئے مطلق عالم ممات کو ثابت کرنے کے لئے سعی لاحاصل کیا ہے اور عالم برزخ کا انکار کیا ہے حالانکہ ان آیات میں بنیادی بات یہ ہے کہ حاجت روائی، فریاد رسی کے لئے اللہ کو چھوڑ کر یا اللہ کے ساتھ مردہ بزرگوں کو پکارنے، ان کی نذر و نیاز کرنے اور ان سے منّت ماننے کو باطل و غلط قرار دیا گیا ہے۔

موصوف نے عالم برزخ کی حقیقت کو یوما او بعض بیان کیا ہے اس لئے اس پر بھی ایک نظر ڈالتے چلئے: قال کم لبثتم فی الارض عدد سنین قالوا لبثنا یوما او بعض یوم۔ (المومنون: ۱۱۲) ارشاد ہو گا بتاؤ تم کتنے سال دُنیا میں تھے تو جواب دیں گے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم۔ آپ چند نکات پر غور کیجئے:

عالم برزخ کے متعلق انسان سے اسی وقت سوال ہو سکتا ہے جب اس مدّت میں وہ عمل کا ذمہ دار و مکلف ہو۔

اس کا تعلق عالم برزخ سے کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس حالت میں انسان عمل کا ذمہ دار نہیں ہے اور پھر ایسے نازک ترین لمحات میں انسان سے ایسی چیز کے متعلق سوال و جواب کیونکر ہو سکتا ہے جس کے لئے قطعاً مکلف نہیں ہے۔

دُنیا کی قلیل مدّتی زندگی میں کئے گئے جرائم کا بدلہ حشر کے دن عذابِ عظیم کی صورت میں جب دکھائی دے گا تو دنیاوی زندگی ایک دن یا چند گھنٹے محسوس ہو گی۔

انسان دنیاوی زندگی کو قیامت کے دن ایک دن یا اس سے بھی کم کہے گا تو اس قول کی بنیاد پر دنیاوی زندگی کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے تو پھر اس زندگی کے متعلق جس کا تعلق صرف علم غیب سے ہے اس پر عدم محض کا حکم لگانا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منکرینِ حدیث کے نزدیک عالم برزخ کا تصور تک نہیں ہے تو پھر کسی ایسی چیز کے متعلق جس کا وجود ہی نہ ہو اس کے متعلق سوال و جواب کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

قرآن مجید سے استفادہ مقررہ شرائط کی تکمیل کے بعد ہی ممکن ہے۔ ان میں کسی ایک کی عدم تکمیل بھی استفادہ کے بجائے اُلٹا ضرر رساں ہے جس طرح قانونِ الٰہی کا فیصلہ اٹل ہے: یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا۔ (البقرہ: ۲۶)

پہلی موت کی حالت ہم پر گذر چکی جس میں: الست بربکم: کے ذریعہ ہم سے عہد لیا گیا اور: قالوا بلی: کے ذریعہ ہم اقرار کر چکے ہیں۔ دوسری موت کی حالت مستقبل یعنی علم غیب کی ہے۔

دنیاوی زندگی میں نیند کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے موت کا ہلکا سا نقشہ دکھلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیند کو لفظ "وفات" و لفظ "موت" سے تعبیر کیا ہے۔ نیند اور موت دونوں سے اٹھائے جانے کے لئے لفظ "بعث" کا استعمال ہوا ہے جس طرح حالتِ خواب میں رُوح رنج و راحت سے دوچار ہوتی ہے اسی طرح بحالتِ برزخ بھی رنج و راحت سے دوچار ہو سکتی ہے جیسے خواب میں روح کو احساس و شعور ہوتا ہے اسی طرح برزخ میں روح کو احساس و شعور ہو سکتا ہے اگرچہ ہم اسے سمجھ نہ سکیں۔

ھوالذی یتوفکم باللیل و یعلم ما جرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضیٰ اجل مسمیٰ۔ (الانعام: ۶۰) اور وہ (اللہ) ہی ہے جو تم کو رات میں نیند دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے پھر تم کو اٹھاتا ہے تاکہ معیاد معین پورا کر دیا جائے۔

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت و یرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ۔ (الزمر: ۴۲) اللہ مرنے کے وقت رُوحیں قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی روحیں نیند میں قبض کر لیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم ہوتا ہے ان کو روک لیتا ہے اور دوسری رُوحوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقررہ وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔

رُوح کو قبض کر لینا یا موت دینا صرف اللہ رب العالمین کے اختیار میں ہے۔ نیند کی حالت میں حواس خمسہ میں نمایاں کمی آجاتی ہے اس دوران قوتِ باصرہ، لامسہ، ذائقہ اور شامہ کام نہیں کرتی۔ قوتِ سامعہ بھی کافی کمزور ہو جاتی ہے۔ روز مرہ کے مشاہدات کی روشنی میں نیند کے ذریعہ عالم برزخ کا مسئلہ سمجھ سکتا ہے۔ ایک کمرہ میں تین آدمی ہیں، دو سو رہے ہیں، ایک ڈراؤنا خواب دیکھ رہا ہے اور کافی پریشان ہے، دوسرا آدمی سیر و تفریح کر رہا ہے، اپنے خویش و اقارب سے ملاقات کر رہا ہے اور لطف اندوز ہو رہا ہے، تیسرا آدمی جو بیدار ہے ان دونوں کے تعلق سے کسی قسم کا احساس تک نہیں ہوتا حالانکہ انسان خواب میں ان چیزوں سے دوچار ہوتا ہے۔ جب خواب کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی توضیح کی جا سکتی ہے تو غیب و مستقبل کے لئے کوئی حکم لگانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

ان مشاہدات و تجربات کی روشنی میں اسباب و علل تلاش کرنا شروع کر دے تو اس میں ناکامی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی وضاحت اللہ نے یوں فرمائی ہے: ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا۔ (الاسراء: ۸۵) آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے رُوح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم کو بہت کم علم دیا گیا ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا صرف ایک قانون ایسا ہے جس میں کبھی بھی تغیر و تبدل نہیں ہوتا اور یہ قانون قوموں کے عروج و زوال سے تعلق رکھتا ہے۔ اس قانون کو اللہ نے "سُنّۃ اللہ" سے تعبیر کیا ہے۔ یہ لفظ قرآن میں چار جگہ آیا ہے: (الاحزاب ۳۲، فاطر ۴۳، الفتح ۲۳، الاسراء ۷۷)۔ لفظ "سنۃ اللہ" میں کوئی تغیر و تبدل اور لچک نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے قوانین میں استثنائی صورتیں ہیں۔ چونکہ یہ بحث موت و حیات سے متعلق ہے اس لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت وحیات کی چند مثالیں پیش کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ اطمینانِ قلب کے لئے اللہ سے سوال کرتے ہیں: اے رب تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے تو اللہ نے کہا چار پرندے کو لو اور ذبح کر کے گوشت ملا دو، پھر گوشت چار پہاڑ پر تقسیم کر کے رکھ دو، اس کے بعد آواز دو تو وہی پرندے تمہارے پاس دوڑتے ہوئے حاضر ہو جائیں گے۔ (البقرہ: ۲۶۰)

حضرت عیسیٰؑ اس دنیا میں لوگوں کے سامنے قم باذن اللہ کہہ کر مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ (آل عمران: ۴۹)

حضرت موسیٰؑ تورات لے کر بنی اسرائیل کے پاس آئے تو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے سے انکار کیا اور اللہ کو "جہرۃ" دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے ستر منتخب افراد کو لے کر کوہ طور گئے۔ وہاں بھی بنی اسرائیل نے یہی مطالبہ کیا تو اللہ نے ایک کڑک بھیج کر ان سب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ پھر انھیں دوبارہ زندہ کیا۔ ثم بعثنٰکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون۔ (البقرہ: ۵۶)

حضرت عزیرؑ کا ایک ویران بستی سے گذر ہوا تو کہنے لگے: تو مردہ بستی کو کیسے زندہ کرے گا تو اللہ نے انہیں پورے سو سال کے لئے موت دے دی، پھر ان کو زندہ کیا، پھر سوال کیا تم کتنے دنوں تک یہاں پڑے رہے تو انھوں نے کہا یہی ایک آدھ دن۔ اللہ نے کہا تم پورے سو سال موت کی حالت میں تھے۔ (البقرہ: ۲۵۹)

بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کا قتل ہو گیا، قاتل کا پتہ نہ چلا۔ مشتبہ لوگ ایک دوسرے پر الزام لگا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک گائے کو ذبح کرنے کا حکم دیا اور کہا اس مذبوح گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کی لاش پر مارو تو یہ لاش خود قاتل کا پتہ بتائے گی۔ چنانچہ جب اس طرح کیا گیا تو مقتول زندہ ہو گیا اور اس نے تمام ماجرا سُنایا۔ (البقرہ: ۷۳)

بنی اسرائیل کے ہزار آدمی جہاد کے لئے نکلے لیکن دشمن کے ڈر سے ان کی جان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا پہلے ہی نکل رہی تھی ۔ اللہ نے انہیں موت دے دی۔ پھر انہیں زندہ کیا۔(البقرہ: ۲۴۳)

یہ تمام واقعات قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گوکہ عام قانونِ الٰہی یہی ہے کہ ہر شخص دو بار زندگی اور دو بار موت سے دوچار ہوتا ہے مگر کسی کے حق میں تین بار کی زندگی اور تین بار کی موت مقدر ہوسکتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کیا یہ زندگی تیسری زندگی نہیں ہے؟ اگر ہے تو کیا اس کو تسلیم کرنے والے کا ایمان محفوظ رہے گا؟ یہ عجیب مشکل ہے کہ اگر تین زندگی تسلیم کرلیں تب بھی ایمان غارت ہوجائے گا۔ تسلیم نہ کرنے کی صورت میں اس لئے ایمان غارت ہوگا کہ اس صورت میں قرآن کے مذکورہ بالا تصریحات کو غلط ماننا پڑے گا اور ان کا انکار کرنا ہوگا۔ قرآن کے انکار کے بعد ایمان باقی رہ جائے سوال ہی نہیں ہوتا۔ آپ خود غور کیجئے قرآن مجید کو تسلیم کیا جائے یا موصوف کے نظریہ کی تائید و حمایت کی جائے؟

اللہ رب العالمین نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے پاس رسول بنا کر بھیجا حضرت موسیٰؑ نے اتمام حجت کے لئے بہت سے دلائل پیش کئے اس کے باوجود فرعون اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان نہیں لایا۔ اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر دریا عبور کرتے ہیں۔ فرعون اپنے لشکر کے ساتھ تعاقب کرتے ہوئے دریا عبور کرتا ہے تو لشکر سمیت ڈوب مرتا ہے۔

فوقاہ اللہ سیئات ما مکروا وحاق بال فرعون سوء العذاب۔ النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب۔ (المومن: ۴۶) اللہ نے (موسیٰ کو) فرعون کی بری تدبیروں سے بچالیا جو ان لوگوں نے کی تھی اور فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا، یہ لوگ صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور قیامت کے دن کہا جائے گا آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں ڈال دو۔

اس آیت میں تین اجزاء ہیں۔ جزء اوّل میں خود یہ صراحت موجود ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلِ فرعون صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں، جزء دوم میں وقوعِ قیامت کی صراحت ہے، جزء سوم میں آلِ فرعون کو "اشد العذاب" میں داخل کئے جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ آیت خود بتا رہی ہے کہ صبح و شام پیش کئے جانے کا عمل وقوعِ قیامت سے پہلے کا ہے اور وقوعِ قیامت کے بعد "اشد العذاب" میں داخل کئے جانے کا حکم ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے صبح و شام فرعون و آلِ فرعون پر آگ پیش کی جا رہی ہے اگر یہ عذاب برزخ نہیں تو اور کون سا عذاب ہے۔ ان کا قصور قرآن میں جگہ جگہ یہی بتایا گیا ہے کہ انھوں نے سرکشی کی یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائے اور نافرمانی و تکبر کی راہ پر چلتے رہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان برائیوں کی وجہ سے فرعون اور اس کی قوم کو عالم برزخ میں عذاب ہو رہا ہے تو پھر دوسرے نافرمان سرکش قوموں کو عذاب کیوں نہیں ہوگا؟ کیا اللہ غیر عادل و بے انصاف ہے کہ فرعون و قوم فرعون نے ایک جرم کیا تو انہیں عذاب ہو رہا ہے لیکن وہی جرم دوسری قومیں کریں گی تو انہیں عذاب نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون کی لاش کو باقی رکھنے کا وعدہ کیا۔ (یونس: ۹۲) فرعون کا جسم مصر کے میوزیم میں محفوظ ہے اور اس کو عذاب ہو رہا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ عذاب کے لئے جسم کا ہونا لازم نہیں ہے۔ اگر کسی کو جلا دیا جاتا ہے، یا کوئی دریا میں غرق ہو کر مچھلی کا لقمہ بن جاتا ہے یا کسی کو درندہ پھاڑ کر کھا لیتا ہے تو اس کے متعلق عذر لنگ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ عام کفار کی کیفیت بھی دیکھتے چلئے:

ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکة باسطوا ایدیهم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الهون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن ایاته تستکبرون۔ (الانعام: ۹۴) کاش تم ان ظالموں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا کہ تم اللہ پر ناحق بات بولتے تھے اور اس کی آیتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے استکبار کرتے تھے۔

اس آیت میں کتنا زیادہ وضاحت وصراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ کفار کو عین موت کے وقت یہ خبر دی جارہی ہے کہ آج تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ ظاہر ہے یہ عذاب قیامت کا عذاب نہیں ہے کیونکہ جس دن کافر کی موت ہورہی ہے وہ دن قیامت نہیں ہے حالانکہ اسی دن عذاب دینے کی خبر دی جارہی ہے۔ یہ عذابِ دنیا بھی نہیں ہے کیونکہ جس دن روح نکالی جارہی ہے اس وقت انہیں یہ بتایا جارہا ہے یعنی جس عذاب کی خبر دی جارہی ہے وہ عذاب ابھی شروع نہیں ہوا ہے۔ پس یہ عذاب مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے کا عذاب ہے۔ لہٰذا یہ قطعاً عذاب برزخ ہوا۔

اللہ رب العالمین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کفار مکہ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا: فذرھم حتی یلاقوا یومھم الذی فیہ یصعقون یوم لا تغنی عنھم کیدھم شیئا ولا ھم ینصرون وان للذین ظلموا عذابا دون ذلک ولکن اکثرھم لا یعلمون۔ (الطور: ۴۵-۴۷) انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اس دن سے دوچار ہوں جس میں وہ بیہوش کر دئے جائیں گے جس دن ان کا داؤ کچھ کام نہ دے سکے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی اور یقیناً ظالموں کے لئے اس کے علاوہ بھی عذاب ہے لیکن ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے۔

آپ غور کیجئے ظالمین مکہ کے لئے قیامت کے دن کے علاوہ جو عذاب ہے اس سے کون عذاب مراد ہوسکتا ہے۔ ان آیات کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ بدعمل گمراہ انسانوں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے یعنی عالم برزخ میں گنہگاروں کو عذاب دئے جانے کا عقیدہ بالکل صحیح اور برحق ہے۔ اس کا انکار صاف طور پر قرآن کا انکار ہے۔

اگر قیامت کے دن ان لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دئے جانے کا تقاضا یہ ہے کہ قیامت سے پہلے اعمال پر کسی طرح کا بدلہ نہ دیا جائے ورنہ قیامت اور جنت وجہنم وغیرہ کا انکار ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ بہت ساری قوموں کو قیامت سے پہلے ان کی بداعمالیوں کی سزا کیوں دے دی؟ اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کی تباہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: ذلک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزینا ھم بما کفروا وھل نجازی الا الکفور۔ (سبا: ۱۷) ہم نے انہیں ان کے کفر کا بدلہ یہ دیا اور ہم کفر کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو ان کی بدعملی کی پاداش میں بندر وسور بنا دیا گیا: وجعل منھم القردۃ والخنازیر (المائدہ: ۶۰) بنی اسرائیل کے ایک گروہ کے متعلق فرمایا: فانزلنا علی الذین ظلموا منھم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون۔ (البقرہ: ۵۹) ان میں سے جن لوگوں نے ظلم کیا ان پر ہم نے آسمان سے عذاب نازل کیا اس لئے کہ یہ لوگ فاسق تھے۔

قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم مدین، اصحاب الایکہ، قوم لوط وغیرہ کا جو انجام ہوا وہ چار دانگ عالم میں شہرت رکھتا ہے۔ (یٰس: ۳۱) اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو سزائیں دے کر منکرین حدیث کے خیال و دعویٰ کے مطابق خود ہی قیامت اور جنت وجہنم کے انکار کا دروازہ کھول دیا ہے۔ حیرت و تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو قیامت سے پہلے ثواب و عذاب دئے جانے کو اپنے اصول و قوانین کا ایک جزء بتلایا ہے اور موصوف قیامت کے انکار کے ہم معنی قرار دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد سُنئے۔ اس نے مکذبین کی تباہی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ولو ان اھل القری اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذنٰھم بما کانوا یکسبون۔ (الاعراف: ۹۶) اور اگر بستی والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے لیکن ان لوگوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو پکڑ لیا اس وجہ سے جس کو وہ کرتے تھے۔ ولنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون۔ (الم سجدہ: ۲۱) اور ہم یقیناً انہیں چھوٹا عذاب چکھائیں گے عذاب اکبر کے علاوہ تاکہ وہ لوگ رجوع کریں۔

اس نکتہ پر بھی غور کیجئے کہ اگر قیامت سے پہلے جزا وسزا تسلیم کر لینے سے قیامت اور جنت وجہنم کا انکار لازم آتا ہے تو پھر قرآن مجید نے مجرموں کو سزا دینے کا حکم کیوں دیا ہے؟ چور کا ہاتھ کاٹنے، زانی اور زنا کی تہمت لگانے والے کو کوڑے مارنے، قاتل سے قصاص لینے، باغیوں کو عبرت ناک طور پر قتل کرنے یا جلا وطن کرنے وغیرہ کے احکامات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو خود قرآن مجید میں موجود ہیں۔ کیا دنیا میں ان سزاؤں کے نفاذ کا حکم دے کر اپنے قانون کی خلاف ورزی نہیں کیا؟ سزا کے لئے تو قیامت کا دن مقرر ہے۔

اس کے بعد شہداء کرام کے متعلق چند آیات ملاحظہ فرمائیے: ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ (البقرہ: ۱۵۴)۔ اللہ کی راہ میں قتل کئے جانے والوں کو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون۔ (آل عمران: ۱۶۹) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور ان کو اپنے رب کے یہاں سے رزق مل رہا ہے۔

ان آیات سے اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ شہداء کو اللہ کی راہ میں قتل کئے جانے کے بعد زندگی عطا کر دی جاتی ہے لیکن یہ زندگی ہماری دنیاوی زندگی نہیں ہے جسے ہم سمجھ سکیں، مرحلۂ شہادت سے گذرنے کے بعد ان کے لئے زندگی کا حصول اس قدر مؤکد، قطعی اور یقینی ہے کہ انھیں مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس زندگی کا معاملہ صرف مستقبل ہی کا نہیں بلکہ قطعی غیب کا ہے اس لئے موت کے بعد کی زندگی کے متعلق فرمایا: ولکن لا تشعرون: (شہداء کی زندگی کی کیفیت تمہارے شعور و ادراک سے بالاتر ہے) فرما کر قیاسی باتوں سے روکا گیا ہے اور " وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون۔ (الاعراف: ۳۳) (تم کوئی ایسی بات اللہ کے متعلق کہو جس کا تم کو علم نہ ہو) فرما کر اس کو حرام قرار دیا ہے اور اس سنگینیت کو: وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون۔ (البقرہ: ۱۶۹) (بلاشبہ شیطان تم کو اللہ کے متعلق ایسی باتیں سکھاتا ہے جس کا تم کو علم نہیں) کے ذریعہ بیان فرمایا ہے یعنی شیطان اللہ کے متعلق بلا علم کی باتیں سکھاتا ہے اور: ولا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ (النساء: ۱۷۱) (اور اللہ کے متعلق تم حق کے سوا کچھ نہ کہو) کا حکم تو متعدد جگہ دیا گیا ہے۔

یاد رہے کہ فوت شدہ اور شہداء کے درمیان کوئی فرق و امتیاز نہیں تھا بلکہ دونوں کے لئے ایک ہی انجام۔ (مطلق عالم ممات) کا تصور تھا اس لئے اہلِ ایمان کو ہدایت کی گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ایسی باتیں مت کرو جو کافر کرتے ہیں: یاایھا الذین اٰمنوا لا تکونوا کالذین کفروا وقالوا لاخوانھم اذا ضربوا فی الارض او کانوا غزی لو کانوا عندنا ماماتوا وما قتلوا۔ (آل عمران: ۱۵۶) (اے ایمان والو! ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کفر کرتے ہیں اور ان کے (مسلمان) بھائی جب (اللہ کی راہ میں) سفر کریں اور مر جائیں یا جہاد میں نکلیں (اور مارے جائیں) تو ان کی نسبت کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو مرتے اور نہ مارے جاتے) اس باطل تصور کی تردید ونفی میں حقیقتِ واقعہ کو بیان کیا گیا ہے کہ: ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون۔ (آل عمران: ۱۵۷) (اور اگر تم اللہ کے راستے میں مارے جاؤ یا مرجاؤ تو جو (مال ومتاع) لوگ جمع کرتے ہیں اس سے اللہ کی بخشش اور رحمت کہیں بہتر ہے) یعنی اللہ کے راستے میں جو بھی جو بھی شہید ہوگا ضرور بضرور وہ اللہ کے پاس جو بخشش اور اجر پائے گا وہ دنیا و مافیہا سے بہترین ہی ہوگا۔ اس کو اللہ نے سورۃ الحج: ۵۸ اور سورۃ النساء: ۱۰۰ میں بھی بیان کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ جو بھی اللہ کی راہ میں شہید ہوگا اس کو اللہ کے پاس رزق ملے گا۔ موصوف نے شہداء کے متعلق بھی عدم محض و مطلق عالم ممات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس دعویٰ کی رو سے ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے بھی مطلق عالم ممات ماننا لازم ہو جائے گا جو شہید نہیں ہوئے حالانکہ وہ حضرات ہیں جن کا شہداء کے مقابلے میں اعلیٰ وافضل ہونا مسلم ہے۔

موت کے متعلق باطل تصور یعنی مطلق عالم ممات اور فنائیت کی تردید ونفی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ کیا ہے۔ دیکھئے البقرہ: ۱۵۴، آل عمران: ۱۵۶-۵۸، ۱۶۹-۱۷۰، النساء: ۱۰۰، الحج: ۵۸-۵۹، المومنون: ۹۹، المومن: ۴۶، الواقعہ: ۶۱۔ ان آیات میں تصریحاً برزخی حیات اور ثواب وعذاب کا ذکر موجود ہے۔ "ولکن لا تشعرون" سے کیفیت و ماہیت کی نفی کی گئی ہے، امواتا کے تصور کی تردید میں "بل احیاء" فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موت کے ساتھ ہی مطلق عالم ممات، عدم محض اور فنائیت کا تصور غلط و باطل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کے مرجانے کے بعد رُوح سجین یا علیین میں پہنچ جاتی ہے۔ کلا ان کتٰب الفجار لفی سجین وما ادراك ما سجین کتٰب مرقوم ویل یومئذ للمکذبین ..... کلا ان کتٰب الابرار لفی علیین وما ادراك ما علیون کتب مرقوم یشھدہ المقربون۔ (المطففین : ۷--۱۰..... ۱۸-۲۱) ہرگز نہیں بدکاروں کے نامۂ اعمال سجین میں ہیں اور تمہیں کیا معلوم سجین کیا ہے، وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لئے ویل ہے ..... ہرگز نہیں نیک لوگوں کے نامۂ اعمال علیین میں ہیں اور تمہیں کیا معلوم علیین کیا ہے وہ لکھی ہوئی کتاب ہے جس میں مقرب بندے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

یہاں کتاب مرقوم کے ساتھ "ویل یومئذ للمکذبین" کے الفاظ بھی آئے ہیں یعنی جس مقام پر گنہگاروں کا رجسٹر ہے وہاں جھٹلانے والوں کو عذاب بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح کتاب مرقوم کے ساتھ "یشھدہ المقربون" کے الفاظ بھی موجود ہیں یعنی جس مقام پر ابرار کا رجسٹر ہے وہاں مقرب بندے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ سجین اور علیین مقام نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ ایسے مقامات ہیں جہاں صرف اہلِ جنّت و اہلِ جہنّم کے نام ہی اندراج رجسٹر نہیں کئے جاتے بلکہ وہی مقام ان روحوں کا اصل مستقر بھی قرار پاتا ہے اور ان ہی مقامات پر وہ عرصۂ برزخ میں وہ عذاب و ثواب سے حشر تک دوچار ہوتے رہیں گے، اس نکتہ پر بھی غور کیجئے جو کمرہ رہائش گاہ ہے کیا اس میں مہلک بیماری نہیں ہوسکتی؟ کیا اس کمرہ میں سانپ و بچھو ڈس نہیں سکتا؟ کیا زلزلہ سے اس کمرہ کی چھت گرنے سے ہاتھ پاؤں ٹوٹ نہیں سکتا؟ کیا چور و ڈاکو حملہ نہیں کرسکتا؟ اگر یہ چیزیں ناممکن و محال نہیں ہیں تو پھر سجّین یا علّیین میں عذاب و آرام کیوں نہیں ہوسکتا ہے؟

دراصل ان آیات میں ہر قسم کے تشکوک و شبہات کو دور کیا گیا ہے اور یقین دلایا گیا ہے کہ صرف دنیا ہی میں انفرادی طور پر ریکارڈ تیار نہیں ہوتا ہے بلکہ عالمِ بالا میں بھی ریکارڈ تیار ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الفجار وکتاب الابرار میں ہر انسان کے لئے علاحدہ انفرادی نامۂ اعمال تیار کئے جاتے ہیں اور روز قیامت نامۂ اعمال بلحاظ ایمان وعمل دائیں یا بائیں ہاتھ میں دئے جائیں گے۔ (الحاقہ : ۱۹-۲۵)

ان آیات میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان جب ان آیات کی تلاوت کرے یا سُنے تو اپنے عقیدہ وعمل کی اصلاح کرے اور آخرت پر نظر رکھتے ہوئے عمل کرے۔

اگر صرف ناموں کا اندراج مراد لیا جائے تو ایک ہی نام کے ہزاروں انسان گذرے ہیں اور موجود ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ اگر کسی اسم کا مسمّیٰ ہونے کا انکار کردے تو پھر کیا ہوگا؟ معلوم ہوا ان آیات میں جن چیزوں کا تذکرہ ہے اس کا تعلق قطعی مستقبل اور علم غیب سے ہے۔

عالم برزخ کے انکار کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ موصوف نے سورۃ البقرہ کی آیت " ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون" کا ترجمہ یوں کیا ہے: (پھر تم کو موت دیں گے یعنی تم پہلی دفعہ کی طرح نیست ونابود ہو جاؤ گے یہاں تک کہ پھر (قیامت میں) تم کو دوبارہ زندگی بخشی جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ نئے سرے سے پیدا کئے جاؤ گے تا کہ ہماری طرف حساب وکتاب اور جزا کے لئے پیش کئے جاؤ گے۔) اور سورۃ المومنون کی آیت " ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون" کا ترجمہ یوں کیا ہے: (پھر تم قیامت ہی کے دن اُٹھا کھڑے کئے جاؤ گے یعنی از سرِ نو دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔)

معلوم ہونا چاہئے کہ استدلال کا پورا دارومدار مذکورہ بالا ترجمہ ہی پر ہے۔ اس غلط ترجمہ کی بنا پر شریعت مطہرہ کے مسلمہ اصول کا انکار کیا ہے اور یقین کر لیا ہے کہ بس یہ دنیاوی زندگی ہے اور اس کے بعد قیامت کی زندگی ہوگی۔ اگر ان دونوں زندگیوں کے درمیانی مدت میں کوئی اور زندگی تسلیم کر لی گئی تو ایمان سلامت نہیں رہے گا۔

اللہ رب العالمین نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے اس لئے قرآن مجید میں تحریف نہیں کرسکا البتّہ وہ انسان جو شریعت مطہرہ کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اور کتاب وسُنّت کے اصول کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کا بنیادی سبب قرآن مجید کے اندر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریف معنوی و تاویل ہے۔ جب تک انسان قرآن مجید کے معنی میں تحریف و تاویل نہیں کرے گا خواہشِ نفس کے مطابق عمل نہیں کر سکتا ہے۔ (ولو اتبع الحق اھوائہم لفسدت السماوات والارض ومن فیھن۔ المومنون : ۷۱)

چوتھا دور ـــ اخروی زندگی

یہ عرصہ بعث بعد الموت سے لے کر ابد تک ممتد ہے۔ یہ دور مکمل و مستقل زندگی ہے۔ رُوح کو جو جسم اس دَور میں مہیا کیا جائے گا اس کی شکل و صورت وہی ہو گی جیسی اس دنیا میں تھی اور وہ سب لوگ خواہ جنتی ہوں یا جہنمی ایک دوسرے کو اس وجہ سے پہچانتے ہوں گے۔

قال قائل منھم انی کان لی قرین یقول أئنك لمن المصدقین أاذا متنا وکنا ترابا وعظاما أانا لمدینون قال ھل انتم مطلعون فاطلع فراٰہ فی سوآء الجحیم۔ (الصافات : ۵۱-۵۵) بعض کہیں گے میرا ایک ساتھی تھا جو کہا کرتا تھا کہ تو تصدیق کرتا ہے جب ہم مر کر مٹی و ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم پر گرفت ہو سکے گی؟ اللہ اس سے کہے گا کیا تم اس کو دیکھنا چاہتے ہو، پھر وہ جھانکے گا تو اس کو جہنم کے درمیان دیکھے گا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ نیک بخت انسان بھی اسی مانوس شکل کو تلاش کریں گے جو اس دنیا میں دیکھی تھی، گویا قیامت کے دن وہی بدن اور وہی شکلیں ارواح کو دی جائیں گی جو اس دنیا میں تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کریں گے۔

قرآن و سُنّت کی روشنی میں اس کو بھی دیکھتے چلئے : انی اختبات دعوتی شفاعۃ یوم القیامۃ من مات من امتی لا یشرك باللہ شیئا۔ (مسلم) بے شک میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کے ان افراد کی شفاعت کے لئے چھپا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا ہے جو اس حال میں مریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں۔
من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ (البقرہ: ۲۵۵، یونس: ۳) کون ہے جو بلا اجازت اس کے پاس سفارش کرے۔ ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ الرحمٰن۔ (طٰہٰ: ۱۰۹، سبا: ۲۳) اللہ کے پاس ان کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی مگر اسی کو جس کے لئے رحمٰن اجازت دے دے۔ ولا یشفعون الا لمن ارتضی۔ (الانبیاء: ۲۸) اور وہ سفارش بھی نہیں کرتے مگر جس سے اللہ راضی ہو جائے۔ لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمٰن عہدا۔ (مریم: ۸۷) سفارش کرنے کا بھی ان کو اختیار نہ ہوگا۔ ہاں وہ سفارش کرے گا جس نے اللہ کے ہاں سے اس امر کا کوئی وعدہ لیا ہو۔

ان آیات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ اللہ رب العالمین جن کو جن کے حق میں سفارش کرنے کی اجازت دے گا وہ سفارش اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ جب عام انسانوں کے متعلق یہ فرمایا تو امام الانبیاء والمرسلین، سید الاولین والآخرین، خاتم النبیین ورحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کروں گا تو منکرینِ حدیث پر قیامت کیوں آگئی؟

اصل وجہ یہ ہے کہ جن کے دل سیاہ ہو چکے ہوں، زیغ وضلال کی تصویر بن کر رہ گئے ہوں اور ابلیس لعین نے اس طرح دامِ تلبیس میں پھانس رکھا ہو کہ ان کے سامنے حق وصداقت کا کوئی معیار ہی باقی نہیں رہ گیا ہو ایسا شخص اپنے نظریات کو ترجیح دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: یایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ (الحجرات: ۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آخر

اللہ رب العالمین نے قرآن مجید کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور اسوۂ رسول، اطاعتِ رسول و اتباعِ رسول کو جزء ایمان و نجات آخرت قرار دیا اس لئے آپؐ قرآن مجید کے شارح و مفسّر، معلّم و مزکی، قاضی و حاکم، فرماں روا و نمونۂ تقلید ہیں، آپ کے ذمّہ ان تمام فرائض و اختیارات کو عطا کرنے کے بعد قرآن بے شمار مسائل میں خاموش ہے۔ ان مسائل میں آپؐ کا جو بھی ارشاد و عمل ہے وہی شریعت کا تقاضا ہے، ہر وہ مسئلہ جو براہِ راست قرآن میں موجود نہیں اسے قرآن کے فراہم کردہ اصول کے مطابق حل کرنا ضروری ہے۔ ان مسائل کا حل حدیث کے علاوہ کہیں نہیں مل سکتا۔

قرآن مجید کے جملہ احکام واجب التعمیل ہیں۔ ان میں ایک حکم کا تذکرہ بار بار ہوا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کو اس لئے نازل کیا کہ آپؐ اس کی تعلیم دیں، مجمل کی توضیح و تشریح کریں اور احکام بجا آوری کا طور و طریقہ بتلائیں۔ چنانچہ حاملِ قرآن نے اُمّت کو وہی مفہوم بتایا جس کی تعلیم اللہ رب العالمین نے رحمۃ للعالمین کو دیا۔ اگر کوئی شخص قرآن کو منزل من اللہ تسلیم کرتا ہے اور حاملِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و توضیح تسلیم نہیں کرتا تو درحقیقت اس نے بعض آیات پر ایمان لایا اور بعض آیات کا انکار کر دیا۔ لہٰذا کتاب اللہ کی وہی تفسیر معتبر ہو گی جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل کے ذریعہ وضاحت فرمائی۔

اُمّتِ مسلمہ بالاتفاق اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول یوم سے حجتِ واجب الاتباع تسلیم کرتی ہیں ورنہ کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ وضع حدیث دراصل حجیت حدیث کی سب سے بڑی عقلی دلیل ہے۔ غور کیجئے جعلی نوٹ اس وجہ سے بنایا جاتا ہے کہ اصل نوٹ کی بازار میں قدر و قیمت ہوتی ہے۔ جس چیز کی بازار میں قدر و قیمت ہی نہ ہو اس کی نقالی ہوتی ہے نہ ہی جعل سازی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید ۲۳ سال تک وقفوں کے ساتھ نازل ہوتا رہا۔ قرآن کی سورتوں و آیتوں کی ترتیب وحیِ الٰہی کے ذریعہ دی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی جہاں مناسب سمجھا ربط فرمایا۔ اگر ترتیب الہامی اور بذریعہ وحی تسلیم نہ کی جائے تو قرآن مجید کو الہامی کتاب سمجھنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے ؟

اللہ رب العالمین نے حلت و حرمت کے اختیارات اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تفویض فرمایا ہے جو وحی خفی کے بغیر ناممکن و محال ہے۔ گویا آیت (الاعراف : ۱۵۷) منکرین حدیث کے نظریہ کے علی الرغم وحی خفی کے وجود پر بھی ایک واضح دلیل ہے اس لئے جو شخص حجیت سنت کا انکار کرتے ہوئے دین کو کامل ماننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ ان کا دعویٰ درحقیقت ایک جھوٹ اور پُرفریب نعرہ کے سوا کچھ نہیں کیونکہ قرآن نے جس بنیاد پر عمارت کھڑی کی ہے یہ اس بنیاد کی تکذیب ہے۔ یہ لوگ نہ حقوق رسالت تسلیم کرتے ہیں' نہ قرآن کو مکمل مانتے ہیں' نہ دین کو کامل سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک ان کی اپنی عقلی تُکبندیاں اور کج فہمیاں ہی سب کچھ ہیں۔

قرآن مجید کا بیان کیا ہے ؟ کیا اس بیان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ نے لے رکھی ہے ؟ اگر اللہ نے بیان کی حفاظت کی ذمہ داری لے رکھی ہے تو وہ پوری ہوئی ؟ اگر پوری ہوئی تو کہاں ؟ اگر قرآن کے بیان کو قرآن سے الگ کر دیا جائے تو کیا قرآن کے الفاظ کی حفاظت ہوئی ؟ کیا وجہ ہے رسول کی ذات کو اسوہ قرار دیا گیا قرآن مجید کو نہیں ؟

کیا قرآن میں کوئی واضح آیت ہے جس سے معلوم ہو کہ کل وحی قرآن میں منحصر ہیں ؟ اگر کل وحی قرآن میں ہیں تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت حکم الٰہی کے مطابق کیا تھا یا از خود نکل کھڑے ہوئے تھے ؟ اگر ہجرت حکم الٰہی سے ہوئی تو وہ حکم قرآن میں کہاں ہے ؟ اگر بلا حکم الٰہی آپؐ نکل گئے تھے تو حضرت یونسؑ پر عتاب کیوں نازل ہوا تھا ؟

اگر وحی الٰہی اور تعمیل احکام الٰہی کے لئے کتابت ضروری ہے تو جن انبیاء کرام علیہم السلام کو کتاب ہی نہیں دی گئی ان کی امتوں پر احکام الٰہی فرض تھے کہ نہیں ؟ عدم تعمیل کی صورت میں اس قوم پر عذاب کیوں نازل ہوا ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات فرعون و آلِ فرعون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے غرق آبی کے بعد نازل ہوئی ۔ نزول تورات سے قبل فرعون و آلِ فرعون پر عذاب کیوں آیا؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ کو ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں ۔ میں نے طوالت سے بچنے کے لئے اس کتاب کو مختصر لکھا اور اس کا نام "الجامع المسند الصحیح المختصر فی امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ" رکھا۔ منکرینِ حدیث کے نظریہ کے مطابق جو حدیثیں قابلِ اعتراض ہیں ۔ ان احادیث کو انگلیوں پر شمار کر سکتے ہیں ۔ ان چند احادیث کی وجہ سے پورے ذخیرۂ احادیث کو رد کر دینا گویا دردِ سر کا علاج قطع سر قرار دینے کے مصداق ہے ۔

حجیت حدیث کا عقیدہ رکھنے والوں کی ایک مستقل و شاندار تاریخ ہے جس پر ہم فخر کر سکتے ہیں ۔ اس کے برعکس منکرین حدیث کی کوئی تاریخ نہیں ۔ تیرہ سو سال بعد فتنۂ انکار حجیت حدیث کا آغاز ہوا ۔ منکرین حدیث تیرھویں صدی تک کہاں چھپے ہوئے تھے؟ ان میں کون کون ائمہ پیدا ہوئے ، وہ کون صحابی تھے جو حجیت حدیث کو تسلیم نہیں کرتے تھے؟ ان میں خلفاء اربعہ (ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ) کہاں مستور ہیں ، ان میں امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ ، امام شافعیؒ ، امام احمد بن حنبلؒ ، امام بخاریؒ ، امام مسلمؒ ، امام ابوداؤدؒ ، امام نسائیؒ ، امام ترمذیؒ ، امام ابن ماجہؒ ، امام اوزاعیؒ ، امام ابویوسف وغیرہم کہاں ہیں؟

اگر حجیت حدیث کا انکار کر دیا جائے تو قرآن مجید کی محفوظیت کو کیسے ثابت کیا جا سکتا ہے کیونکہ جس امت کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ ہم جس قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں یہ وہی قرآن ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ۔ وہی امت بیان کرتی ہے کہ اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے واجب الاتباع ہے ۔ اگر دوسرا بیان قابلِ اعتبار نہیں تو پہلا کیوں قابلِ اعتبار ہے؟ اگر پہلا قابلِ اعتبار ہے تو دوسرا بھی قابلِ اعتبار تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ دونوں کی بنیاد و ماخذ ایک ہی ہے ۔ قرآن ہمارے نزدیک اس لئے مستند ہے کہ وہ اس بنیاد کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے جس بنیاد کی وجہ سے ہم رسول کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے تعلق سے شیعہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے :

قرآن مجید تنزیل کے مطابق صرف امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور ان کے بعد ائمہ نے محفوظ کر لیا۔ وہ اصل قرآن امام غائب حسن عسکری کے پاس ہے۔ (اصول الکافی ۶۷۱)

حضرت جبرئیل جو قرآن لے کر آئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں، اس میں سے دس ہزار تین سو چونتیس آیتیں حذف کر دی گئی ہیں۔ (اصول الکافی ۶۷۱)

قرآن مجید کی ان تمام آیات کو حذف کر دیا گیا یا ان میں کمی و بیشی کی گئی جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر تھا۔ (مختصر تحفہ اثنا عشریہ ۳۴)

چند آیات مشتے نمونے از خروارے ملاحظہ فرمائیے :

یا یھا الذین اٰمنوا اٰمنوا بالنبی والولی الذین بعثنا ھما یھدیا نکم الی الصراط المستقیم الخ (سورۃ الولایۃ) (فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب صفحہ ۱۱۱)
اے مومنو! نبی اور ولی پر ایمان لے آؤ جن کو ہم نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ تمہیں سیدھے راستے کی ہدایت کریں۔

یایھا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فی ولایۃ علی فامنوا خیرا لکم وان تکفروا بولایۃ علی فان للہ ما فی السموٰت والارض۔ (اصول الکافی ۲۶۷) اے لوگو! رسول تمہارے پاس حق لے کر آ گئے ہیں جو علی کے حق ولایت سے متعلق ہے اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اس پر ایمان لے آؤ اور اگر تم نے ولایت علی سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ آسمانوں و زمین کی موجودات کا مالک ہے۔

اصل آیت و ترجمہ : یایھا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فامنوا خیرا لکم وان تکفروا فان للہ ما فی السموٰت والارض۔ (النساء : ۱۷۰) اے لوگو! رسول تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم نے کفر کیا تو جو کچھ آسمانوں و زمین میں ہے سب کا مالک اللہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ بعدہ من بعدہ فقد فاز فوزاً عظیماً۔ (اصول الکافی ۲۶۲) جس نے اللہ اور اس کے رسول کی حضرت علی اور ان کے بعد ائمہ کی خلافت کے سلسلہ میں اطاعت کی وہی کامیاب و بامراد ہے۔

اصل آیت و ترجمہ: ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما۔ (الاحزاب: ۷۱) اور جو کوئی اللہ و رسول کی اطاعت کرے گا وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔

ولقد عہدنا الیٰ اٰدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتہم فنسی۔ (فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب ۲۵۸) پہلے ہم نے حکم دیا تھا آدم کو کچھ باتوں کا محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین اور ان کی نسل سے پیدا ہونے والے باقی اماموں کے بارے میں پھر وہ آدم بھول گئے۔

اصل آیت و ترجمہ: ولقد عہدنا الیٰ اٰدم من قبل فنسی۔ (طٰہٰ: ۱۱۵) اور تحقیق کہ ہم نے اس سے قبل آدم کے پاس ایک حکم بھیجا تھا پھر وہ بھول گئے۔

ھذان خصمان اختصموا فی ربہم فالذین کفروا بولایۃ علی قطعت لہم ثیاب من نار۔ (اصول الکافی ۲۶۷) یہ وہ دو گروہ ہیں جو اپنے رب کے سلسلہ میں جھگڑتے ہیں اور وہ لوگ جو ولایت علی کے منکر ہوئے ان کے لئے جہنم کی آگ کا لباس تیار کیا جائے گا۔

اصل آیت و ترجمہ: ھذان خصمان اختصموا فی ربہم فالذین کفروا قطعت لہم ثیاب من نار۔ (الحج: ۱۹) یہ دو مخالف گروہ ہیں جو اپنے رب کے سلسلہ میں جھگڑتے ہیں پس جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے آگ کا لباس تیار کیا جائے گا۔

سال سائل بعذاب واقع للکافرین بولایۃ علی لیس لہ دافع۔ (اصول الکافی: ۲۶۷) ایک سوال کرنے والے نے ولایت علی کا انکار کرنے والوں کے عذاب کے بارے میں پوچھا جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

اصل آیت و ترجمہ: سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع۔ (المعارج: ۱-۲) ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا حال پوچھا جو کافروں پر آنے والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کو ہٹانے والا کوئی نہیں ہے۔

قل الحق من ربکم فی ولایۃ علی فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ (اصول الکافی ۲۷۶) آپ ولایت علی کے سلسلہ میں اپنے رب کا فیصلہ سُنا دیں پھر جو چاہے ایمان لائے یا کفر کرے۔

اصل آیت و ترجمہ : قل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر۔ (الکھف : ۲۹) آپ کہہ دیجئے حق تمہارے رب کی طرف سے آ گیا ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللہ فی علی بغیا۔ (اصول الکافی ، ۲۶۸) جن لوگوں نے علی کے سلسلہ میں نازل ہونے والی چیزوں کا انکار کیا وہ بڑے خسارے کے سودے میں رہے۔

اصل آیت و ترجمہ : بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللہ بغیا۔ (البقرہ : ۹۰) بری چیز وہ ہے جس کے عوض میں اپنی جانوں کو دے چکے ہیں یہ اللہ کی کتاب کو محض حسد کی وجہ سے کفر کرتے ہیں۔

فابی اکثر الناس بولایۃ علی الا کفورا۔ (اصول الکافی ۲۷۶) بہت سے لوگ ناشکری کرتے ہوئے ولایتِ علی کا انکار کرتے ہیں۔

اصل آیت و ترجمہ : فابیٰ اکثر الناس الا کفورا۔ (الفرقان ۵۰) اور بہت سے لوگ صرف ناشکری کرتے ہیں۔

سورہ "الم نشرح" کی ایک آیت وجعلنا علیا صھرك 'ہم نے علی کو آپ کا داماد بنایا' حذف کر دیا ہے۔ (تحفہ اثنا عشریۃ : ۳۲)

"زنا"، جس کو شیعہ "متعہ" کا نام دیتے ہیں وہ اعلیٰ ترین درجہ کی عبادت ہے۔ اس کا اجر و ثواب نماز، روزہ اور حج جیسی عبادات سے کہیں افضل ہے۔ جو ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ امام حسین کا درجہ، جو دو دفعہ متعہ کرے گا وہ امام حسن کا درجہ، جو تین دفعہ متعہ کرے گا وہ امام علی کا درجہ اور جو چار دفعہ متعہ کرے گا وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسرا (نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) درجہ پائے گا۔ (منہاج الصادقین ل۲۹۶)
دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں۔ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فاتوھن اجورھن فریضۃ من اللہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ۳/۴۵۹)

اصل آیت: فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ۔ (النساء: ۲۴) اس آیت میں " الی اجل مسمی" اور " من اللہ" کا اضافہ کیا گیا ہے۔

نکاح متعہ کم سے کم مدت کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے مثلاً صرف ایک رات اور اس سے بھی کم یعنی گھنٹہ دو گھنٹے لیکن بہر حال وقت کا تعین ضروری ہے۔ (تحریر الوسیلہ ۲۹۰)

خلاصہ یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کا پہلا بنیادی ماخذ قرآن مجید ہے جسے اصطلاح میں "کتاب" کہا جاتا ہے اور دوسرا بنیادی ماخذ اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسے اصطلاح میں "سنت" یا "حدیث" کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے اسوۂ رسول کو جزء ایمان و نجات آخرت قرار دیا ہے۔ اسوۂ رسول معلوم کرنے کا طریقہ صرف حدیث ہے۔ منکرین حدیث کے نظریہ کے مطابق اسوۂ رسول محفوظ نہیں ہے۔ وہ درحقیقت یہ کہہ رہے ہیں کہ قرآن ایک ایسی چیز پر ایمان لانے کا حکم دے رہا ہے جس کا کوئی وجود نہیں بلکہ ناقابلِ عمل اور انسانی طاقت سے باہر ہے، گویا کہ اللہ نے ایک ایسی چیز پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے جس کی حفاظت نہیں کر سکا (العیاذ باللہ) یہ لوگ ـــــ جو قرآن قرآن چلاتے ہیں اور دینِ کامل دینِ کامل کا نعرہ لگاتے ہیں وہ خود فریبی، خودسری، فراڈ، پُرفریب نعرہ اور جہالت و ضلالت کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس سے واضح ہو گیا کہ انکارِ حدیث درحقیقت انکارِ قرآن اور حاملِ قرآن کی تکذیب ہے۔ ان کے اصول کے مطابق خود قرآن مشکوک و مشتبہ و غیر مستند ہے۔ یہ لوگ قرآن کے ایک ٹکڑا سے اپنا مطلب نکالتے ہیں اور دوسرے ٹکڑا کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں عذابِ شدید کی بشارت ہے۔ افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیاۃ الدنیا و یوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون۔ (البقرہ: ۸۵)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری کتاب ہے جو ایک قابلِ اعتماد شخصیت رسولِ خدا محمد الامین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صحابہ کرامؓ تک پہنچی پھر ان ہزاروں قابلِ اعتماد صحابہ کرامؓ سے تابعین تک اور لاکھوں تابعین سے کروڑوں تبع تابعین تک پہنچی، پھر ایسی ہی ترتیب کے ساتھ درجہ بدرجہ ہم تک پہنچی اور موجودہ قرآن مجید اسی کی تصدیق شدہ صحیح کاپی ہے۔

اسوۂ رسولِ خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی آپ کے اقوال وافعال اور تقاریر ثابتہ) قابلِ حجت اور دین کی دوسری بنیاد ہے جسے صحابہ کرامؓ نے اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں نافذ کیا، پھر تابعین و تبع تابعین اور ان کے بعد تمام صحیح العقیدہ مسلمانوں نے اسے جزو ایمان اور ذریعۂ نجات آخرت سمجھ کر اس پر عمل کیا اور وہ اجماعی نقل و متواتر عمل کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ لہٰذا ہم مسلمانوں پر بھی واجب ہے کہ اس پر اسی طرح عمل کریں جس طرح اس پر ہمارے سلف صالحین نے عمل کیا۔

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات، واسالہ سبحانہ ان یجعل عملی کلہ صالحا، ولوجہہ خالصا ولا تجعل لاحد فیہ شیئا انہ سمیع مجیب وصل علی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری دیگر مطبوعات

سیرت ابن حزم اندلسی رح	۶۰/-
عالم بشریت کے لئے سیرت طیبہ کی اہمیت	۱۲/-
عظمت رفتہ	۲۵/-
عقیدۃ المؤمن	(زیر طبع)
غایۃ التحقیق فی تضحیۃ ایام التشریق	۱۵/-
فتنۂ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رح	۲۵/-
قادیانیت اپنے آئینے میں	۳۵/-
قبروں پر مساجد کی تعمیر اور اسلام	(زیر طبع)
قرۃ العینین بمسرۃ العیدین	۱۰/-
القول الجمیل فی الکشف عن الدلیل	۴۵/-
قیاس ایک تقابلی مطالعہ	۱۵/-
کمونزم اور مذہب	۲۰/-
گفتار نسیم (مجموعہ کلام منظوم)	۷۵/-
ماسونیت ایک تاریخی دستاویز	۳۰/-
محمد بن عبد الوہاب کے بارے میں دو متضاد نظریے	۸/-
مسائل قربانی مع توضیحات عینی	۱۵/-
معاویہ بن ابی سفیان	۶۰/-
مولانا محمد جوناگڈھی رحمہ اللہ حیات و خدمات	۲۵/-
مختصر قواعد اردو	۱۲/-
نظم البیان بلطائف القرآن	۴۵/-

ملنے کا پتہ:

مکتبہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، وارانسی - ۲۲۱۰۱۰